

(سحرانگیز ناول)

عمران سیریز
بے بس تھا عمران

سید علی حسن گیلانی

عمران سیریز نمبر 10

بے بس تھا عمران

(سحرائگیز نمبر) مکمل ناول

اسلامی معلومات سے مزین ماورائی انداز کا عمران کا ایک سحرائگیز ناول

سید علی حسن گیلانی

..... ملنے کے پتے.....

القریش پبلشرز۔ سرکلر روڈ، چوک اردو بازار۔ لاہور

سیل نمبر 042-37652546, 37668958

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	:	بے بس تھا عمران
مصنف	:	سید علی حسن گیلانی
اہتمام	:	القریش پبلی کیشنز۔ لاہور
مطبع	:	نیر اسد پریس۔ لاہور
قیمت	:	300/- روپے

بہترین کتاب چھوانے کے لیے رابطہ کریں: 03004183997

ادارہ کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اُس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی حدیث پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اُس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے پوری طرح متفق ہوں یا اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ طبعیت، سنج اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کر دیا جائے گا۔ (ناشر)



پیش لفظ

”محترم قارئین میرا ناول جو کہ سحرانگیز نمبر ہے ”بے بس تھا عمران“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں چند شیطانی طاقتیں عمران کو پراسرار طریقے سے اغوا کر لیتی ہیں اور اس کی سرکوبی کے لیے جوزف اور اس کے ساتھی جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر برازیل کے گھنے اور خطرناک جنگلوں کا رخ کرتے ہیں اور پھر پراسراریت کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف جولیہ کی لیڈر شپ میں سیکرٹ سروس کے ممبران بھی عمران کو تلاش کرنے کے لیے برازیل کے خطرناک جنگلوں کا رخ کرتے ہیں۔ میرے دوست جو عمران سیریز پڑھتے ہیں وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ابن صفی اور دیگر مصنفین کی عمران سیریز میں اتنے کردار تو نہیں ہیں مگر مظہر کلیم صاحب کے ناولوں میں کافی کردار ہیں اور جناب ظہیر احمد کے ناولوں میں اس سے بھی زیادہ اضافہ ہے اور آپ کے ناولوں میں مزید ایک نئے کردار کا ذکر ملتا ہے اور آخر یہ اتنے کردار کہاں سے آئے ہیں۔

”تو میں اپنے قارئین کو بھی ان کرداروں کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ دراصل عمران سیریز میں کیپٹن شکیل، ٹائیگر، جوانا اور صالحہ یہ چاروں جاندار کردار جن کے بغیر عمران سیریز پڑھنے کا مزہ ہی نہیں آتا محترم جناب مظہر کلیم صاحب (مرحوم) کی جاندار تخلیقات ہیں اور آپ کو جناب ظہیر احمد صاحب (مرحوم) کے ناولوں میں کراٹھی کا اضافہ نظر آتا ہے جو کہ

جناب ظہیر احمد کی جاندار تخلیق ہے اور میرے ناول میں آپ کو مزید اضافہ یعنی ان سب کے علاوہ رابرٹ کے کردار بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔ تو جناب رابرٹ جیسا دلچسپ اور زندہ دل کردار میری اپنی تخلیق ہے جو عمران کو باس اور سلیمان کو بگ باس کہتا ہے اور انیکریمیا جیسے ملک کی انڈر ورلڈ میں کنگ ماسٹر اور حسین لڑکیوں میں لوماسٹر کہلاتا ہے۔

”میرے اس خوفناک اور ایڈونچرس ناول میں آپ کو تمام کردار پڑھنے کو ملیں گے جو کہ عمران کے ساتھی اور جاں نثار ہیں۔ میں کوئی اتنا بڑا رائٹر تو نہیں ہوں مگر میں نے بے شمار جاسوسی ناول نگاروں کو پڑھ رکھا ہے اور میرے ناولوں میں ان سب ناولوں کا نچو نظر آتا ہے جیسا کہ ”بے بس تھا عمران“ پڑھنے سے پہلے ان ماورائی اور پراسرار کا مطالعہ کیا تھا۔ اپنی طرف سے میں نے پوری کوشش کی ہے کہ میرا یہ ناول آپ کے معیار کے مطابق ہی ہو کیونکہ یہ ناول پراسرار اور خوفناک ہونے کے ساتھ ساتھ جنگل ایڈونچر سے بھی بھرپور ہے۔ اگر آپ میرے اس ناول کو تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ پڑھیں تو یہ ناول آپ کو اپنے سحر میں جکڑ لے گا لیکن پھر بھی میرا یہ ناول کیسا ہے اس کا جواب تو آپ نے دینا ہے اس لیے مجھے آپ کی تعریف اور تنقید برائے تعمیر کاشد سے انتظار رہے گا۔ اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔

اللہ حافظ

آپ کی دعاؤں کا طلبگار۔ سید علی حسن گیلانی

سیل نمبر 0303-6513651

”ارے ابو باورچی کے تخم کہاں ہو تم۔ مجھے ذرا پانی تو پلا دو۔“ عمران نے نیند میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ مگر عمران کو سلیمان کی کوئی آواز نہ سنائی دی۔

”ابے سلیمان پاشادی گریٹ آپ کہاں ہیں ذرا تشریف تو لے آئیے میں غریب لاچار پیاسا ہوں پانی پلا کر میری مدد فرمادیں میرے ہونے والے بچے آپ کو بددعا میں میرا مطلب ہے دعا میں دیں گے۔“ اس بار عمران نے خوشامدانا لہجے میں کہا مگر اس بار بھی سلیمان کا کوئی جواب نہ آیا۔

”ارے او حرام خور باورچی میں تیری خوشامد کر رہا ہوں مگر تو سنتا ہی نہیں ہے کہاں ہے تو آج میں تجھے مرغا بناؤں گا۔“ عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ مگر اسے عمران کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔

”کیا بات ہے کیوں اتنا شور مچا رہے ہو۔“ لیکخت عمران کو ایک بھاری بھر کم اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو لیکخت عمران کی نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھ کھل گئی۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک سیاہ رنگ کا انتہائی خوفناک لمبا ترنگ آدمی کھڑا ہے جس کی آنکھیں سرخ تھیں اور شکل انتہائی بھیانک تھی اور اس نے اپنے کانوں میں انسانی کھوپری کی ساخت کے ٹاپس لگا رکھے تھے۔ اس کے بال انتہائی

میلے کھیلے اور بکھرے ہوئے تھے اور اس نے سیاہ رنگ کا چغہ نما لبادہ پہن رکھا تھا جو اس کے پاؤں تک جا رہا تھا۔

”ارے او بھائی سلیمان نہ کر تو مجھے اتنا پشیمان تجھے کیا ہو گیا ہے جو تو نے اپنا حلیہ بچوں اور عورتوں کو ڈرانے والا اتنا اسٹائلش بنا رکھا ہے۔“ عمران نے اس خوفناک شکل والے لمبے شخص کو دیکھ کر اس سے پوچھا۔

”میرا نام سلیمان نہیں شاسان ہے اور میں کالی قوتوں کے آقا باقاش کا ادنیٰ غلام ہوں۔“ اس خوفناک شکل کے لمبے آدمی شاسان نے وہی گرجتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”کیا کہا کس کے غلام ہو بد معاش کے غلام۔“ عمران نے اس بار حیرت سے مسہری سے اٹھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

”بد معاش نہیں احمق انسان باقاش کا غلام جو مہان کالی قوتوں کے مالک ہیں۔“ شاسان نامی خوفناک شکل کے سیاہ لبادے والے خوفناک لمبے شخص نے اس بار گرج کر کہا۔

”ارے شاسان بھائی تو پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں یہ میرا فلیٹ ہے کوئی بھنگ پینے والی کی کٹیا نہیں جو مجھ سے بھنگ لینے آگئے ہو۔ عمران نے اب اس کی طرف دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔“

”تم اس وقت اپنے فلیٹ میں نہیں احمق انسان بلکہ اپنے ملک سے بہت دور ڈوگان کے کالے جنگلات میں ہو اور سیاہ جھونپڑی میں آرام کر رہے ہو۔“ اس بار شاسان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران یوں اچھلا جیسے اسے کسی سانپ نے کاٹ لیا ہو۔

”کیا مطلب کیا بکو اس کر رہے ہو تم۔ میں اپنے فلیٹ میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا پھر میں اتنی جلدی اتنی دور کیسے آ گیا اور وہ بھی سوتے میں۔“ اس بار عمران نے حقیقت میں اچھلتے ہوئے اس سے پوچھا اور حیرت سے خود کو بد لے ہوئے ماحول میں دیکھ کر حیران ہو گیا کیونکہ واقعی یہ عمران کا فلیٹ نہیں تھا بلکہ ایک سیاہ رنگ کی جھونپڑی تھی اور ایک بڑی سے مسہری پر عمران سو رہا تھا جس سے اب اس خوفناک شکل

کے شاسان نامی آدمی کو دیکھ کر اٹھا تھا۔

”یہ سیاہ دنیا کے راز ہیں بالک تم اس کو نہیں سمجھ پاؤ گے۔“ اس بار شاسان نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا تو عمران کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے کیونکہ اسے حقیقتاً اپنے فلیٹ میں سوتے ہوئے ایک انجان دنیا میں پہنچا دیا گیا تھا جس کے بارے میں عمران سوچ کر حیران تھا کہ وہ کہاں پہنچا دیا گیا ہے۔

”کون ہو تم اور مجھے یہاں کون لایا ہے اور یہ کونسی جگہ ہے۔“ عمران نے اس شاسان نامی لمبے شخص کی طرف دیکھ کر اس بار سنجیدگی سے پوچھا۔

”بالک میں تم کو کہہ چکا ہوں کہ تم آقا باقاش کی سیاہ دنیا میں پہنچا دیئے گئے ہو اور یہ ڈوگان کے کالے جنگلات کی سیاہ دنیا ہے۔“ اس مکروہ شکل کے خوفناک شخص نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ عمران نے غور کیا کہ اس سیاہ رنگ کی جھونپڑی میں ایک دیا جل رہا تھا جس کی پراسرار روشنی اس جھونپڑی میں پھیلی ہوئی تھی۔

”کیا مطلب آخر مجھے یہاں کس طرح پہنچایا گیا ہے اور کس مقصد کے لیے مجھے یہاں لایا گیا ہے۔“ عمران نے بدستور چونک کر پوچھا اور غور سے اس شاسان نامی خوفناک آدمی اور سیاہ جھونپڑے کو دیکھنے لگا۔

”بالک تم نے بے شمار دفعہ سیاہ شکلیوں کو نقصان پہنچایا ہے بلکہ یہاں تک کہ بے شمار دفعہ سیاہ کے بڑے بڑے منشاء تمہارے اور تمہارے ساتھیوں خاص کر مکاشو کے ہاتھوں فنا ہو چکے ہیں اور اس لیے تمہیں مکاشو سے دور کیا گیا ہے اور سیاہ دیوی کے لیے تم چن لیے گئے ہو۔“ شاسان نے اس بار مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا تو عمران کے دماغ میں خطرات کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

”کیا مطلب یہ سیاہ دیوی کون ہے اور مجھے اس کے لیے ہی کیوں منسوب کیا گیا ہے اور یہ تمہارا بد معاش آقا کہاں ہے جلدی بتاؤ تاکہ میں اس سے دو دو ہاتھ کر سکوں۔“ عمران نے اس بار غصے میں ہونے کے باوجود شاسان کے آقا باقاش کا نام پھر سے بگاڑتے ہوئے کہا۔

”بد بخت بالک۔ میں پھر تمہیں خبردار کر رہا ہوں کہ تم آقا کا نام بار بار مت بگاڑو ان کا نام باقاش ہے یعنی سیاہ اور مہان آقا شیطان کی گندی شکلیوں کے

آقا ہیں۔“ شاسان نے اس بار ہنسنے کے بجائے غصے سے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔
 عمران چونکہ پہلے بھی متعدد بار شیطانی قوتوں کے ہاتھوں اغوا ہو چکا تھا اس لیے اب کافی حد تک اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا اور اس لمبے قد کے سیاہ فام کو گھورنے لگا جو اسے کسی باقاش نامی شیطان پرست کی تعریفیں سنار ہاتھ اور اسی شیطان پرست کا غالباً غلام تھا۔

”مگر کچھ بھونکو بھی سہی کہ مجھے یہاں کس مقصد کے لیے اغوا کر کے لایا گیا ہے۔“ عمران نے خود کو سنبھالنے کے بعد منہ بنا کر کہا۔ اتنا تو عمران بھی سمجھ گیا تھا کہ ایک دفعہ پھر کسی شیطانی طاقت نے عمران کو اپنے ناپاک مقصد کے لیے شیطانی طریقے سے ہی کسی خوفناک سحر کے ذریعے اغوا کیا ہے اس لیے تو عمران سوتے میں ہی اپنے فلیٹ سے اس نامعلوم جگہ میں پہنچ گیا تھا جو بقول اس شاسان کے ڈوگان کے سیاہ جنگلات ہیں۔

”دیکھو بالک۔ تم بہت طاقتور ضرور ہو گے مگر یاد رکھو کہ میں سیاہ قوتوں کا غلام ہوں اور میں تمہاری سختی میں آنے والا نہیں ہوں اور میں کوئی کتاب نہیں ہوں جو تم مجھے بھونکنے کے لیے کہہ رہے ہو لہذا اپنی اوقات میں رہو ورنہ مہمان قربانی سے پہلے ہی میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔“ اس بار شاسان نے غصے سے عمران کی جانب دیکھ کر کہا۔

”آخر مجھے کس خوشی میں سیاہ دیوی کے لیے قربان کیا جا رہا ہے اور کیوں۔“
 عمران نے غور سے اس کی طرف دیکھ پھر پوچھا اور اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں کیونکہ شیطان پرستوں نے زبردست شیطانی قوت کے ذریعے کسی خوفناک سحر سے اسے اغوا کر لیا تھا اور بار بار بے دھڑک ہو کر کسی سیاہ دیوی کے آگے قربان ہونے کا کہہ جا رہا تھا جیسے عمران خوشی سے شیطان پرستوں کی سیاہ دیوی کے لیے اپنی قربانی دینے کے لیے تیار بیٹھا ہو۔

”یہ مجھے معلوم نہیں ہے مگر جو بھی ہے تمہیں کھانا پینا اسی جھوپڑی میں مل جائے گا جب بھی مہمان قربانی کا وقت آئے گا تم کو معلوم ہو جائے گا لیکن تم اس جھوپڑی سے باہر نہیں نکل سکتے کیونکہ باہر سرکون کی بدروہیں گردش کر رہی ہیں جو تمہیں نقصان

بھی پہنچا سکتی ہیں۔“ اس بار شاسان نے نرم لہجے میں عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا تو عمران اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے شاسان پاگل ہو اور عمران پاگلوں کی دنیا میں پہنچ گیا ہو کیونکہ وہ پاگلوں کی طرح اسے اس طرح قربانی کا کہہ رہا تھا جیسے اپنی کسی شیطانی سیاہ دیوی کے آگے قربان ہونے پر عمران کے لیے بہت بڑا اعزاز ہو۔

”تو کیا میں یہاں بیٹھ کر طبلہ بجاتا رہوں گا جو یہاں اس کال کوٹھڑی میں بیٹھا رہوں اور تمہارے حکم کی تابیداری کرتا رہوں۔“ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر احمقانہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب کون سا طبلہ اور کسی چیز کا طبلہ۔“ شاسان نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”تمہارے سر کا طبلہ اور کس چیز کا طبلہ۔ میں یہاں کیا تمہارے حکم کی تعمیل کرتا رہوں کیا میں اس لئے یہاں لایا گیا ہوں۔“ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر کہا اور ایک لات بھر پور انداز میں اس کے کندھے پر ماری مگر یہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں کہ شاسان اس کی لات سے پہلے ہی دھواں بن کر غائب ہو گیا اور دوسری طرف کھڑا تھا اور اس کی آنکھوں میں غصے کے بجائے مسکراہٹ اور ایک طنز تھا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب کون ہو تم۔ کیا تم انسان نہیں ہو۔“ عمران نے

اسے دھواں بن کر غائب اور اب دوسری جگہ کھڑے دیکھا تو گھبرا کر کر پوچھا۔

”بالک میں بھی تمہاری طرح انسان ہی ہوں مگر میں سیاہ دنیا کے آقا باقاش کا

ادنیٰ غلام ہوں اور یہ سب ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں ہے اس لیے میری بات پر عمل

کرو اور جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی کرو کیونکہ تم سیاہ دنیا کے مہان آقا کی غلامی میں

آگئے ہو۔“ شاسان نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

”غلامی میں نہیں قید میں آ گیا ہوں مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا جو میں

شیطان کی غلامی کروں۔“ عمران نے اس بار منہ بنا کر کہا۔

”بالک ابھی تم بچے ہو تمہیں سیاہ دنیا کے اصولوں اور اس کی زندگی کے بارے

میں معلوم نہیں ہے جو سیاہ قوتوں کا غلام بن جاتا ہے دنیا کی ہر آسائش اس کے قدموں

میں ہوتی ہے۔“ شاسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کبھی تم مجھے کہہ رہے ہو کہ مجھے کسی سیاہ دیوی کے قدموں میں قربان کیا جائے اور کبھی کہتے ہو کہ میں سیاہ قوتوں کا غلام بن جاؤں تو دنیا کی ہر آسائش قدموں میں پڑی ہوگی۔ آخر تم لوگ مجھ سے چاہتے کیا ہو۔“ عمران نے اس بار حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”کیا مطلب کیا تم اپنی مرضی سے سیاہ قوتوں کے غلام بننے کو تیار ہو اور اگر ایسا ہے تو پھر میں تم کو ضمانت دیتا ہوں کہ تم واقعی عیش کرو گے اور دنیا کی حسین عورتیں تمہاری خدمت مدارت کریں گی۔“ اس بار شاسان نے چونک کر عمران سے پوچھا اور عمران کی بات پر اس کی خوفناک آنکھوں میں ایک چمک آگئی تھی جیسے وہ عمران کو شیطان کے سیاہ اور گندے غلیظ سحر کا پیروکار بنا چکا ہو۔

”تم کس مذہب سے تعلق رکھتے ہو۔“ اس بار عمران نے اس کی باتوں کو سن کر منہ بنا کر پوچھا کیونکہ اس نے عمران کو دنیا جہاں کی لذتوں اور حسین عورت کا چمکہ دیا تھا مگر عمران نے اس کو االن سنی کرتے ہوئے اپنا سوال ڈال دیا تھا۔

”میں نے تمہیں کہا تو ہے کہ میں سیاہ قوتوں کے مالک باقاش کا غلام ہوں اور سیاہ دنیا ہی میرا مذہب ہے۔“ شاسان نے عمران کی بات سن کر حیرت سے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہارا کوئی مذہب نہیں ہے تم براہ راست شیطانی مذہب کے پیروکار ہو۔“ عمران نے اس کی بات سن کر منہ بنایا۔

”ہاں مگر تم مہاشیطان کو مہمان سیاہ طاقت کے نام سے پکار سکتے ہو۔ شاسان نے عمران کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

”ہاں میں جانتا ہوں کہ تمہارا مہمان آقا شیطان کالی اور سیاہ قوتوں کا ہی ماہر ہے اور اس کا کام دنیا میں ہر طرف تباہی بربادی اور فساد کا ننگا ناچ پھیلانا ہی ہے۔“ عمران نے بدستور منہ بنا کر ہی کہا۔

”مگر جو بھی اس کی پیروی میں چلا جاتا ہے وہ دنیا کی ہر آسائش سے ضرور لطف اندوز ہوتا ہے اور باقی لوگوں کا کیا اچار ڈالنا ہے بس خود کو سکون اور عیش میں رکھو باقی دنیا کا ٹھیکہ تھوڑی لینا ہوتا ہے۔“ شاسان نے اس بار عمران کو اپنی طرف سے

قائل کرنے کی کوشش کی۔

”تمہارے خیال میں کیا میں تمہارے کہنے پر شیطان مردود کا پیروکار بن جاؤں گا۔“ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”نہیں یہ میں نہیں کہہ رہا اور اس کے لیے نہ ہی میں تم پر کوئی سختی کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم روشنی کے نمائندے ہو اور بے شمار سیاہ شکلتیوں والے بھی تمہارے ہاتھوں فنا ہو چکے ہیں تمہارے سیاہ غلام مکاشو کے ہاتھوں بھی فنا ہو چکی ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ تم سیاہ شکلتیوں کے ساتھی نہیں بلکہ ان کے قاتل ہو مگر میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ اب تم یہاں سے اپنی دنیا میں نہیں جاسکتے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہیں کہہ چکا ہوں کہ تمہیں سیاہ دیوی کے سامنے قربان کیا جائے گا اور یہ سیاہ قوتوں کا حتمی فیصلہ ہے کیونکہ تم نے کالی طالی طاقتوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے اور بڑے بڑے کالے علوم کے ماہر مارے جا چکے ہیں اس لیے مہان سیاہ طاقت تم سے بہت نالاں ہیں اور بہت سوچ بچار کے بعد تمہیں اغوا کیا گیا ہے۔ تم چونکہ پاک حالت میں نہیں تھے اور آسانی سے سیاہ قوتوں نے تمہیں اغوا کر لیا ہے اس لیے میں نے تمہیں ایک تجویز دی ہے کہ تم اپنی خوشی سے اپنے وجود کو مہان سیاہ طاقت کی اطاعت میں کر دو اس سے ایک تو تمہاری قربانی بھی رک جائے گی اور دوسرا یہ کہ دنیا کی ہر آسائش تمہارے لیے مخصوص ہوگی۔“ شاسان نے اسے ایک دفعہ پھر دنیاوی لذتوں اور دنیا کی حسین عورتوں سے عیش کا لالچ دیتے ہوئے کہا۔

”اگر میں نے یہ احمقانہ اور کافرانہ عمل کر لیا تو مجھ پر ہی یہ سب عنایت خصوصی تو پر کیوں ہوگی۔“ عمران نے اس بار خشک انداز میں شاسان سے پوچھا۔

”در اصل تمہارے اور تمہارے ساتھیوں خاص کر جوزف عرف پرنس مکاشو کے ہاتھوں بے شمار سیاہ شکلتیوں والے مارے گئے ہیں اور اتنی طاقتوں والا منش ویسے تو مہان سیاہ طاقت کا خاص دشمن بن جاتا ہے لیکن اگر یہی منش سچے دل سے مہان سیاہ طاقت کی غلامی قبول کر لے تو چونکہ وہ کافی طاقتوں کا منش ہوتا ہے اور مہان سیاہ طاقت کی غلامی میں آنے کے بعد دنیا کی مہان لذتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔“ شاسان نے لگاتار عمران کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر وہ بد قسمت انسان ہمیشہ کے لیے رب کائنات کی نظروں میں مجرم بن جاتا ہے اور دنیاوی لذتوں اور عارضی خوشیوں اور عارضی زندگی کی عیش و عشرت کے بعد یعنی مرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے جہنم کو اپنا مقدر بنالیتا ہے۔“ عمران نے منہ بنا کر اسے غصیلہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا جو اسے شیطان مردود کا پیروکار بننے کے لیے قائل کر رہا تھا۔

”بالک میں نے کہا ہے نہ کہ تم اپنے آپ کو بہت تیس مار خاں سمجھتے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے پیچھے روشنی کی طاقتوں کا ہاتھ ہے اور تمہارا غلام مکاشفہ بھی ماورائی قوتوں کا ماہر ہے اور سیاہ قوتوں کا توڑ کر لیتا ہے اور تم روشنی کے نمائندوں اور مکاشفہ کی وجہ سے بچتے رہے ہو اس لیے تم بہت بول رہے ہو مگر یہاں ڈوگان کے کالے جنگلات میں تمہاری مدد کے لیے کوئی نہیں آ سکتا کیونکہ یہاں سیاہ قوتوں کا راج چلتا ہے لہذا میرے جانے کے بعد میری باتوں پر غور کرنا اب قربانی یا آسائش کی لذت بھری زندگی دونوں تمہارے اپنے اوپر منحصر ہے۔“ شاسان نے عمران کی بات سن کر طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں جا رہے ہو کیوں مجھ غریب کو اتنا تنگ کر رہے ہو مجھے جانے دو ورنہ میرے ہونے والے بچے میرے انتظار میں سوکھ سوکھ کر ہاتھی بن جائیں گے۔“ عمران نے احمقانہ انداز میں شاسان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اب یہاں تمہاری قربانی یا پھر زندگی کے لیے مہمان سیاہ طاقت کی تعبداری کے بعد ہی تمہیں اپنی دنیا بھیج جا سکتا ہے۔“ شاسان نے کہا اور پھر عمران کو باہر جانے سے منع کرنے لگا کہ وہ نقصان اٹھائے گا اور پھر عمران کی بات سننے بغیر یکھٹ دھویں میں تحلیل ہوا اور عمران کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

”ارے ارے او منخوس پاشان یا بھاشان کہاں گئے تم مجھے کیوں یہاں اس کال کو ٹھٹھی میں چھوڑ کر جا رہے ہو۔“ عمران نے اس کے غائب ہونے کے بعد تیزی سے کہا مگر شاسان یہاں سے جا چکا تھا۔ اس کے جانے کے بعد عمران سے سر پکڑ لیا اور پھر مسہری پر بیٹھ گیا۔

عمران نے رات کو عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی بلکہ سستی کر گیا تھا کیونکہ وہ

ٹپ ٹاپ کلب میں سو پر فیاض کے ہمراہ گئیں لگا تار ہاتھ اور واپسی پر اس کی گاڑی ایک جگہ گزرتے ہوئے ٹڑھے میں پھنس گئی تھی جہاں کچھڑ تھا اور عمران نے اپنی گاڑی چندرا بگیروں کے ذریعے باہر تو نکال لی تھی مگر کچھڑ میں اس کے کپڑے خراب ہو گئے تھے اور عمران اپنے فلیٹ میں آ کر بغیر کپڑے بدلے اور غسل کیے تھکاوٹ کے باعث سو گیا تھا اور اسے اپنی صفائی کا بھی خیال نہیں رہا تھا اور نماز پڑھنا تو دور کی بات ہے عمران سونے سے پہلے سورۃ فاتحہ آیت الکرسی، سورۃ اخلاص، استغفار اور درود پاک یہ سب مقدس کلمات تین تین بار پڑھتا تھا جن کے پڑھنے میں کوئی وقت بھی نہیں لگتا مگر عمران ان مقدس کلمات کا بھی ورد نہیں کر سکا تھا اور ویسے ہی سو گیا تھا حالانکہ عمران ان معاملات میں کبھی سستی نہیں کرتا تھا اور آج رات سستی اس پر غالب آ ہی گئی تھی اور اس کا خمیازہ اسے شیطان کی کالی طاقتوں کے ہاتھوں اغوا ہونے کی صورت میں مل گیا تھا جو کہ کافی دنوں سے موقتے کی تلاش میں تھیں کہ عمران غافل ہو اور اس کو کالے سحر کے ذریعے اغوا کر کے سیاہ سحر کی پراسرار دنیا میں پہنچا دیا جائے جہاں سے نکلنا عمران کے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو جائے اور سیاہ قوتیں رات کو اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی تھیں اور اب عمران اپنا سر پکڑے بیٹھا تھا اور خود کو کوس رہا تھا کہ وہ رات کو پاک صاف ہو کر نئے کپڑے پہن کر کیوں نماز نہیں پڑھی اور چند منٹ میں پڑھے جانے والے مقدس کلمات بھی نہیں پڑھے عمران کے مرشد سید چراغ شاہ صاحب نے اسے بار بار تلقین کی تھی کہ اس نے ان چیزوں کے بارے میں غفلت نہیں کرنی کیونکہ بے شمار سیاہ شکتیوں کے ساحراور کالے علم کے ماہر اس کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور اس لیے شیطانی قوتیں اس کی دشمن ہو چکی ہیں اور موقتے کی تلاش میں ہیں کہ کب عمران کو غافل پائیں اور اس پر سحر کا خوفناک شیطانی حملہ کریں۔ سید چراغ شاہ صاحب کی یہ باتیں اب عمران کو یاد آ رہی تھیں تو اسے اپنے آپ پر غصہ آنے لگا۔ عمران نے ایک لمبا سانس لیا اور اس سیاہ جھونپڑی سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا اور ہنکارہ بھرا۔

”ہوں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“ عمران نے خود کو مضبوط کر کے کہا اور اس سیاہ جھونپڑی سے نکلنے کے لیے جیسے ہی باہر کی طرف گیا اور باہر نظر دوڑائی تو بے اختیار

اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

o.....o.....o

یہ ایک بہت گھنا اور طویل جنگل تھا۔ جنگل اتنا زیادہ گھنا تھا کہ اس میں دن کی روشنی میں بھی اندھیرا چھایا رہتا تھا اور گھنا ہونے کی وجہ سے درختوں کی شاخیں ایک دوسرے سے اس طرح ملی ہوئی تھیں کہ ان میں سے سورج کی روشنی پار کر کے نیچے نہیں جاتی تھی اور دن کے وقت بھی تاریکی چھائی رہتی تھی۔ اس لیے اسے تاریک جنگل کہا جاتا تھا جس کا رقبہ بھی بہت طویل تھا اور یہاں دنیا بھر کے خوفناک درندے بھی پائے جاتے تھے اور جنگلات کی دیگر مشکلات بھی اس سیاہ جنگلات میں تھیں مگر اس کے باوجود اس سیاہ جنگلات میں جنگلی وحشیوں کا ایک قبیلہ موجود تھا اور یہ ڈوگان کا جنگل اور ڈوگان کا ہی قبیلہ کہلاتا تھا۔

اس جنگل میں ایک انتہائی گھنے درختوں کے بیچ ایک بڑا سا خیمہ نصب تھا جو کہ اس گھنی جگہ ہونے کے باوجود اس طریقے سے اسے بنایا گیا تھا اور اس بڑے خیمے میں اس وقت ایک سیاہ رنگت کا انتہائی خوفناک شکل کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھیں تھیں اور اس نے سیاہ رنگت کا لبادہ پہن رکھا تھا۔

”سنو کی حاضر ہو۔“ یکلخت اس سیاہ چہرے والے ادھیڑ عمر خوفناک شکل والے نے چیخ کر کہا تو یکلخت اس بڑے سیاہ نگ کے جھوپڑے میں ایک آگ کا مرغولہ نمودار ہوا اور آگ کا شعلہ جو کہ فضا میں گردش کر رہا تھا آہستہ سے اس کی گردش ختم ہوئی اور پھر یہ آگ کا شعلہ یکلخت ایک انتہائی خوبصورت لڑکی میں تبدیل ہو گیا۔ اس خوبصورت لڑکی کے چہرے پر ایک دلربا مسکراہٹ تھی۔ اس لڑکی کے آنے سے اس تاریک خیمے میں پراسرار طریقے سے ایک مشعل جل اٹھی تھی جس کی پراسرار روشنی سے خیمے کا خوفناک ماحول اجاگر ہو گیا تھا۔ اس بھیاںک خیمے میں انسانی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں اور ہر طرف ایک شدید لعفن اور انتہائی تیز ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی مگر اس خوفناک شکل کے ادھیڑ عمر شخص اور خوبصورت لڑکی جس کا نام سنو کی تھا اس بو سے کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا حالانکہ اس شدید بو اور غلاظت سے عام انسان کا دم گھٹ جائے مگر یہ دونوں آرام سے یہاں موجود تھے۔

”ہاں سنو کی کیا ہوا کیا میرا کام بن جائے گا۔“ اس خوفناک شکل کے ادھیڑ عمر شخص نے اس خوبصورت لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا جسے اس نے سنو کی کے نام سے پکارا تھا۔

”آقا باکاش میں نے اور شاسان نے آخر موقعہ دیکھ کر عامی ران نامی شخص کو اغوا کر ہی لیا ہے کیونکہ وہ اتفاق سے پاک حالت میں نہیں تھا اور سب سے بڑی بات کہ اس نے روشن دنیا کے کلمات بھی نہیں پڑھے تھے جن کے پڑھنے سے ہم سیاہ اور غلیظ دنیا کے باسی اس روشن کلام سے اس کے فلیٹ میں نہیں جاسکتے تھے مگر کل ہمیں موقع مل گیا اور میں نے شاسان کے ساتھ اسے ڈوگان دیوتا کا سب سے بڑا کاشالی سحر پھونک کر اغوا کر لیا ہے اور اب وہ ڈوگان کے جنگل میں ہی ایک سیاہ جھونپڑی میں قید ہے اور اب ہماری دسترس میں ہے۔“ سنو کی نے ادب سے اس ادھیڑ عمر شخص کی جانب دیکھ کر کہا جو کہ سیاہ قوتوں کا مالک باکاش تھا اور ڈوگان جنگل کا سردار اور بے شمار سیاہ قوتوں کا مالک تھا۔

”ہوں تمہارے خیال میں یہ روشنی کا آدمی ہمارے لیے تیار ہو جائے گا۔“ اس بار باکاش نے مسکراتے ہوئے سنو کی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”آقا آپ تو بے شمار سیاہ قوتوں کے ماہر ہیں اور مہان سیاہ طاقت نے آپ کو بے شمار سیاہ شکلتیاں دے رکھی ہیں اور مجھ سے بھی کہیں زیادہ حسین اور فتنہ پرور چالاک شکلتیاں آپ کی غلام ہیں مگر آقا ناراض نہ ہونا میں نے اس روشنی کے مالک کے دل میں جھانک کر دیکھا ہے اور میں یہ دیکھ کر حیران ہو گئی ہوں جہاں تک میری طاقت کہتی ہے دنیا کی حسین ترین عورت بھی اس مالک کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ نوجوان مالک عورت ذات سے بے زار ہے اور یہی وجہ ہے کہ کافی عرصہ سے ہم اسے قابو کرنے کے چکروں میں تھے اور قابو نہیں کر پائے تھے اگر وہ نوجوان مالک عورت ذات کا رسیا ہوتا تو ہم کیا کوئی اور معمولی سی سیاہ طاقت بھی اسے اپنے قابو میں کر لیتی کیونکہ عورت ذات ہی ایک منش کے لیے سب سے بڑا ہتھیار ہوتی ہے جو بڑے سے بڑے روشنی کے نمائندے کو بھی گھیر لیتی ہے اور کمزور کر لیتی ہے۔“ اس بار سنو کی نے ڈرتے ہوئے باکاش کی طرف دیکھ کر کہا۔ کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں باکاش غصے میں

آ کر اسے بھسم نہ کر دے۔

”سنو کی میں جانتا ہوں کہ وہ بالک بہت روشن دنیا کا روشن خیال ہے مگر پھر بھی وہ منش ہے اور اس کے پاس بھی نفس ہے جو منش کو عیش و عشرت کی طرف راغب کرتی ہے مجھے تم پر غصہ تو ہے کہ تم نے اسے ورغلانے سے پہلے ہی شکست تسلیم کر لی ہے مگر کوئی بات نہیں میرے پاس اور بھی طاقتور شکستوں کی مالک حسین ترین ناریاں ہیں جو سیاہ طاقت کے ساتھ نہایت حسین مکھڑے کی بھی مالک ہیں اور میں ان سے اپنا کام چلانے کی کوشش کروں گا مجھے امید ہے کہ وہ عامی ران نامی بالک کسی ذہن اور فتنہ پرور حسین ناری کے چکر میں آ ہی جائے گا مگر پھر بھی میں نے تمہارے ذمے یہ کام لگانا ہے کہ تم نے غیبی حالت میں ہی اس عامی ران نامی بالک کی نگرانی رکھنی ہے اور کسی بھی صورت میں وہ ڈوگان کے سیاہ جنگل کی حدود سے باہر نہ نکلے ورنہ اس کے ساتھیوں کو اس کے بارے میں معلوم ہو جائے گا اگر یہ بالک اپنی خوشی سے مہان سیاہ طاقت کا پیروکار بن جاتا ہے تو اس سے اچھی بات کیا ہوگی کہ جس منش کے ہاتھوں بے شمار سیاہ شکستوں کے مالک مارے جا چکے ہیں وہ منش جو اس وقت مہان سیاہ طاقت کا سب سے بڑا دشمن ہے وہ مہان سیاہ طاقت کے آگے سرخم کر لے اور ان کی پیروی کاری میں آ کر روشنی کو چھوڑ کر سیاہ اور غلیظ طاقت کو اپنا کر روشنی کی مدد کے بجائے روشنی کے خلاف ہی کام کرے۔“ باقاش نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آقا کیا میں آپ سے ایک بات پوچھنے کی جسارت کر سکتی ہوں۔“ اس بار سنو کی نامی حسین لڑکی نے پھر ہمت کر کے ڈرتے ہوئے باقاش کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ہاں پوچھو سنو کی تم میری بہت چہیتی طاقت ہو اس لیے میں تم سے ہر بات کے بارے میں بات کرتا ہوں۔“ باقاش نے سنو کی کی جانب دیکھ کر اس سے کہا۔

”آقا آخر کیا وجہ ہے کہ آپ اس بالک کو کسی حسین ناری سے پلید کرنا چاہتے ہیں اور اسے مہان سیاہ طاقت کا غلام بنانا چاہتے ہیں حالانکہ اسے آپ ڈوگان قبیلے کی سیاہ دیوی کے آگے اماؤس کی مہان رات کو فرمان بھی کر دیں یعنی اس کی بلی بھی چڑھا دیں تو مہان سیاہ طاقت آپ سے خوش ہو کر آپ کی سیاہ قوتوں میں مزید اضافہ کر سکتی ہے پھر کیوں آپ اس بالک کو زبردستی مہان سیاہ طاقت کا غلام بنانا چاہتے ہیں۔“

سنوکی نے ڈرتے ہوئے باقاش سے پوچھا۔

”دیکھو سنوکی تم درست کہتی ہو کہ اس عامی ران نامی بالک کو ہم سیاہ دیوی کے قدموں میں قربان کر دیں تو اس سے میری سیاہ طاقتوں میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا اور میں مہان طاقتوں کا مالک بن جاؤں گا مگر پچھلے دنوں میرے پاس مہان سیاہ طاقت کے نائب محترم طاغوت آئے تھے اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ اس عامی ران بالک کے ہاتھوں ویسے تو بے شمار کالی شکلیوں کے مالک فنا ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اگر عامی ران مہان سیاہ طاقت کی اطاعت کسی طرح قبول کر لے اور ان کا پیر و کار بن جائے تو اس سے کالی شکلیوں کی طاقت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا کیونکہ عامی ران ایک تو بہت ہی طاقتور منش ہے اور دوسرا اس بالک کو اپنے آپ پر ہر جبر اور ہر مشکل سے نکلنے کا طریقہ آتا ہے اور یہی منش کسی طرح روشن دنیا کو چھوڑ کر سیاہ دنیا کا باسی بن جائے تو ایسا کرنے والے کو مہان سیاہ طاقت کا نائب نمبر دو بنا دیا جائے گا اور میں کسی طرح یہ اعزاز حاصل کرنا چاہتا ہوں اور مہان سیاہ طاقت کا محترم طاغوت کے بعد نائب نمبر دو بننا چاہتا ہوں اس لیے میں اس عامی ران منش کو قربان ہونے کے بجائے سیاہ دنیا کا باسی اور مہان سیاہ طاقت کا پیر و کار بنانا چاہتا ہوں کیونکہ عامی ران نے بہت دفعہ سیاہ شکلیوں کو نقصان اور کالے سحر والوں کا خاتمہ کیا ہے اس لیے اس کی قربانی سے بھی مجھے بہت سی سیاہ مرعات حاصل ہو جائیں گی مگر مہان سیاہ طاقت کا دوسرا نائب بننے سے میری سیاہ طاقتیں کالے علوم کے تمام ساحروں سے بڑھ جائیں گی۔“

باقاش نے سنوکی کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”تو آقا اب میرے لیے کیا حکم ہے۔“ اس بار سنوکی نے اس کے آگے سر

جھکا کر پوچھا۔

”سنوکی تم خود ہی اس بالک کو بھٹکانے کے بجائے پہلے ہی ہمت ہار گئی ہو اگر کسی طرح تم اس منش کو اپنے حسن اور اداؤں کے چکر میں پھنسا کر شکار کر لیتی ہو اور ڈوگان کے سیاہ جنگل کی حدود میں ہی عامی ران پلید ہو جاتا ہے تو اس کے پلید ہونے کے بعد میں اس کے ذہن کو اپنے سیاہ سحر کے ذریعے اپنے قابو میں کر سکتا ہوں مگر اس کام میں عامی ران سے زبردستی نہیں بلکہ اس کی اپنی رضا مندی شامل ہونی چاہیے

کیونکہ زبردستی سے پلید کرنے سے میں اس کے ذہن پر قابو نہیں پاسکوں گا اور جہاں تک زبردستی کی بات ہے وہ اس وقت ڈوگان کے جنگلوں میں ہے اور بے بس ہے اور میں اسے اماوس کی مہان رات یا کسی بھی اور لمحے اسے سیاہ دیوی کے سامنے قربان کر سکتا ہوں مگر کسی طرح ہماری کوشش سے عامی ران روشنی کا ساتھ چھوڑ کر الٹا روشنی کو نقصان پہنچانا شروع کر دے تو سیاہ قوتوں کو اس طاقتور اور ذہین مشن سے بہت فائدہ ہوگا اور ایسا ہو گیا تو میں تو مہان سیاہ طاقت کا محترم طاغوت کے بعد دوسرا نائب بن جاؤں گا اور اگر تمہاری وجہ سے ایسا ہوا تو میں تم کو اپنی رانی بنالوں گا تم بھی مہان سیاہ طاقتوں کی مالکہ ہوگی۔“ باقاش نے سنو کی طرف دیکھ کر کہا تو اس کی حسین آنکھوں میں تیز چمک آ گئی۔

”آقا میں اور شاسان کافی دنوں سے اس عامی ران نامی شخص کے پیچھے تھے

چونکہ ہم بہت دور سے ہی اس کی رکھوالی کر رہے تھے خاص کر اس کے سیاہ غلام کی موجودگی میں ہم دور ہو جاتے تھے کیونکہ میں نے اپنی طاقتوں سے دور سے دیکھا ہے کہ عامی ران کے اس سیاہ غلام کو اپنی ماورائی قوتوں سے سیاہ اور غلیظ طاقتوں کا معلوم ہو جاتا ہے اور وہ اسے اپنی ماورائی طاقت سے قابو کر کے فنا کر دیتا ہے اور مکاشو بلاشبہ کسی ماہر ساحر سے کم نہیں ہیں مگر اس کی ماورائی طاقتیں ہمیشہ اپنے آقا عامی ران کی طرح اچھے کاموں میں ہی استعمال ہوتی ہیں اور جہاں تک میں نے اور شاسان نے دور سے عامی ران کو اغوا کرنے کے لیے اپنی سیاہ طاقتوں سے دیکھا ہے ہم نے کبھی عامی ران کو کسی ناری سے عیش تو دور کی بات کسی ناری کے لیے اس کی آنکھوں میں ہوس کا نشتر تک نہیں آیا اور عامی ران ہمیشہ پاک رہتا تھا اس لیے بس مشکل سے ہمارے ہاتھ آیا تھا مگر آپ کہتے ہیں تو میں آپ کی خاطر اس بالک کو اپنے جال میں الجھانے کی پوری کوشش کروں گی اور اسے غلاظت اور ناپاکی کی دنیا میں لے جانے کی کوشش کروں گی۔“ سنو کی نے کہا تو باقاش نے مسکراتے ہوئے سر ہلادیا۔

”تم نے یہاں آ کر اسے ناپاک تو کر دیا ہے نا۔ ایسا نا ہو کہ وہ اپنے روشن

کلمات سے ڈوگان کے جنگل سے نکل جائے۔“ اس بار باقاش نے چونک کر پوچھا۔
 ”ہاں آقا ہم نے اسے اغوا کرنے کے بعد اس کے سر پر سانپ اور سور کا خون

ڈال دیا تھا اور اس حالت میں کسی طرح اس کے دماغ میں روشن خیال نہیں آ سکتے بلکہ بھول چکے ہوں گے۔“ سنو کی نے ادب سے کہا تو باقاش نے اطمینان کا سانس لیا۔

”ویسے تو آقا ہم سیاہ شکتیوں والوں نے بے شمار مختلف مذاہب کے منشوں کو

بھٹکا کر ان کو زندہ درگاہ بنا دیا ہے اور وہ مہان سیاہ طاقت کے پیروکار ہیں اور اس کام میں بے شمار نفس کے غلام مسئلے بھی ہم نے بھٹکا کر مہان سیاہ طاقت کا ان کو غلام اور پیروکار بنایا ہے مگر آقا پھر بھی جو چند مسئلے اپنے مذہب کے مضبوط ہوتے ہیں کہ مسلسل

پاکیزگی کے دائرے میں رہتے ہیں اور ان کو بھٹکانا بہت مشکل ہوتا ہے بلکہ ان کو راہ راست سے بھٹکانے والی سیاہ طاقتیں فنا ہو جاتی ہیں اور عامی ران کا کردار صاف ہے

اور روشنی کے بڑے بڑے منشوں سے اس کا تعلق ہے اس کو اپنے جال میں لے آنا بہت مشکل ہے مگر میں پھر بھی اپنی طرف سے بھرپور کوشش کروں گی۔“ سنو کی نے اس

بار بھر پورا انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے تم جاؤ اگر تم کامیاب ہو جاتی ہو تو تم بھی میری طرح مہان سیاہ قوتوں کی مالک ہو گی۔“ باقاش نے مسکراتے ہوئے کہا تو سنو کی نے ایک دلربا انداز

سے باقاش کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور اس کے سامنے ایک دفعہ پھر سجدہ ریز ہوئی اور یگانگت آگ کے گولے میں تحلیل ہو گئی اور اس خیمے سے باہر نکل گئی۔ جیسے ہی سنو کی

باہر گئی ایک دفعہ پھر اس خیمے میں اندھیرا چھا گیا۔

○.....○.....○

”ارے میرے بگ باس کیسے ہیں آپ۔“ رابرٹ نے سلیمان کو دیکھ کر خوشی

سے کہا اور اس سے بغلیں ہو گیا اور یہ دیکھ کر جوزف نے منہ بنا لیا۔

”بگ باس کیسے ہیں آپ بڑے دنوں بعد زیارت نصیب ہوئی ہے آپ

سے۔“ رابرٹ نے سلیمان سے ملنے کے بعد خوش ہو کر اس سے پوچھا۔

”کنگ ماسٹر میں ٹھیک ہوں مگر یہاں صاحب کے فلیٹ میں آنے والے کچھ

سیاہ لوگ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے۔“ سلیمان نے جوزف کو دیکھے بغیر اور اس کا نام

لیے بغیر ہی اسے چھیڑا۔

”دیکھ سلیمان میں یہاں لڑنے نہیں آیا بس میں تو رابرٹ کے ہمراہ باس سے

ملنے آیا تھا اور تم جان بوجھ کر مجھ سے پنگا لینے کے چکروں میں ہو میں الجھنے کے موڈ میں نہیں ہوں لہذا خاموش ہی رہو۔“ جوزف نے خشک لہجے میں سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ارے کالے سیاہی میرا مطلب ہے کالے بھائی اتنا غصہ تو نہ کرو آخر کو ہم پرانے سنگتی ہیں اور ایک دوسرے سے دل غم کا حال پوچھ سکتے ہیں۔“ سلیمان نے بدستور شرارت سے مسکراتے ہوئے جوزف سے کہا۔

”ارے ہاں بگ باس وہ باس کہاں ہیں آج کل نظر ہی نہیں آ رہے اور کراسٹی نے مجھے بتایا ہے کہ سیکرٹ سروس بھی آج کل فارغ ہے اور کوئی کیس نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کا کام آج کل سوائے مکھیاں مارنے کے اور عشق لڑانے کے اور کچھ نہیں ہے۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یار رابرٹ سیکرٹ سروس اتنی فارغ نہیں ہے کہ وہ فارغ اوقات میں عشق لڑاتی پھرے ہر کسی کو اپنے جیسا نہ سمجھ لیا کرو تمہارا یہ نکما بگ باس ہی ہر وقت کافرستان کے گرانڈیل قاسم کی فل فلوٹیوں اور گریٹ لینڈ کے عجوبہ ہشتم ٹوٹی عرف بابا رستم کی میٹھی آنکھوں کے خیال میں مست رہتے ہو۔“ جوزف نے ہنستے ہوئے کہا تو رابرٹ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تیز ہو گئی۔

”ویسے کنگ ماسٹر کیا تمہارا مس کراسٹی سے رابطہ ہوتا ہے حالانکہ وہ تو سیکرٹ سروس کی ممبر ہے۔“ سلیمان نے بھی اس بار مسکراتے ہوئے رابرٹ سے پوچھا۔

”ہاں بگ باس گو کہ سیکرٹ سروس کا پراسرار اور پردہ نشیں چیف بہت سخت گیر انسان ہے مگر باس نے کراسٹی کی سفارش پر ان کے پراسرار چیف سے اجازت دلوا رکھی ہے کہ کراسٹی باس کے ساتھی یعنی مجھ سے رابطہ اور دوستی رکھ سکتی ہے کیونکہ وہ بھی میری طرح آزاد ہے۔ مس جولیا کے تو ایک نہیں دو دوستانے ہیں ایک تو اپنے باس اور

دوسرا مسٹر تنویر بھی مس جولیا سے آس لگائے بیٹھا ہے اور باس نے مس صالحہ کو زبردستی مسٹر صفدر سے منصوب کر رکھا ہے، روزی راسکل بھی چند بار میرے دوست ٹائیگر کے

ہمراہ کام کر چکی ہے اور ٹائیگر کو ہی چاہتی ہے اور مس روشی تو ویسے ہی مہمان ہیں اور اکیمریمیا ہوتی ہیں اور کبھی کبھار پاکیشیا کا رخ کرتی ہیں حالانکہ وہ بھی باس کو پسند کرتی

ہیں اور جہاں تک کراسٹی کا تعلق ہے وہ بھی میری آزاد ہے اور معلوم نہیں ان سیکرٹ سروس والوں کے پراسرار چیف نے کراسٹی کو کس طرح مجھ سے دوستی کرنے کی اجازت دی ہے۔“ رابرٹ نے کہا تو سلیمان اور جوزف دل میں مسکرا دیئے کیونکہ ان کو تو معلوم تھا کہ پاکیشیا کا اصل چیف ایکسٹو کون ہے مگر جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر اس بات سے لاعلم تھے کیونکہ عمران نے ان تینوں کو اپنے سیکرٹ راز کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔

”ابے اوکا لی چمڑی تو کیوں ابھی تک اس طرح کھڑا میرا منہ تک رہا ہے دیکھ نہیں رہا کہ دو معزز قسم کے انسان کھڑے ہیں اور ان کے لیے کوئی چائے پانی کا بندو بدست کر ہمارا منہ کیا دیکھ رہا ہے چل جا اور کچن سے دو کپ چائے بنا کر لا۔“ دفعۃً سلیمان نے جوزف کی طرف دیکھ کر اسے حکم دیا۔

”ابے اوکا اور چچی کے تخم میں تیرا ملازم نہیں ہوں میرا دوست احق ہے جو تجھ جیسے گھامڑ کو اپنا بگ باس کہتا ہے میں تیرے جھانسنے میں آنے والا نہیں ہوں بلکہ تو یہاں سے دفعۃً ہو میرے اور کنگ ماسٹر کے لیے چائے بنا کر لا کیونکہ ہم باس سے ملنے آئے ہیں لہذا باس کے آنے تک اپنی منحوس شکل گم کر اور کچن میں دفعۃً ہو۔“ جوزف نے سلیمان کی بات سن کر جل بھن کر جواب دیا اور ساتھ ہی اسے بھی آڑوڑ دے دیا۔

”کالی چرن میں یہاں صاحب کا باورچی ہوں نہ کہ تیرے توپ جیسے پیٹھ کو بھرنے کے لیے میں یہاں خانسامہ ہوں۔“ سلیمان نے بھی اسے جل بھن کر جواب دیا۔

”ابے ہے تو باورچی ہی نہ چاہے باس کا ہو یا باس کے غلاموں کا باورچی باورچی ہی ہوتا ہے اور اس کا کام صرف کچن میں جا کر مہمانوں کے لیے چیزیں بنانا ہوتا ہے لہذا بچو اپنی اوقات میں آؤ اور میرے اور رابرٹ کے لیے چائے اولو سٹ کا انتظام کرو کیونکہ ہم نے ابھی تک ناشتہ بھی نہیں کیا اور باس سے ملنے آئے ہیں۔“ جوزف نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

”ویسے بگ باس بائی دی وے باس کہاں ہیں ابھی تک نظر بھی نہیں آئے۔“ رابرٹ نے ان دونوں کی نوک جھونک دیکھ کر بات کو بدلتے ہوئے سلیمان سے

پوچھا۔

”ہاں تم دونوں کے چکر میں، میں صاحب کو بھی بھول گیا وہ اپنے کمرے میں سو رہے ہیں اور ابھی تک اٹھے نہیں ہیں معلوم نہیں کیا وجہ سے حالانکہ باس پہلے تو کبھی اتنی دیر تک نہیں سوتے خاص کر صبح کی نماز جماعت سے پڑھتے ہیں اور مجھے بھی نماز کے لیے اٹھاتے ہیں مگر معلوم نہیں آج باس کو کیا ہو گیا ہے ابھی تک اٹھے ہی نہیں ہیں۔“ سلیمان نے بھی چونک کر جواب دیا۔

”تو پھر باس کو اٹھا دیتے ہیں کیونکہ اب تو دن بھی چڑھ آیا ہے۔“ رابرٹ نے جوزف کی طرف دیکھ کر اس سے مشورہ لیا۔

”ہاں میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ اتنی دیر تک تو باس نہیں سوتے اگر سوتے بھی ہیں تو ناشتہ وغیرہ اور چائے پی کر ہی تھوڑا مطالعہ کرنے کے بعد ہی دن کے اوقات میں سوتے ہیں۔“ سلیمان نے بھی رابرٹ کے بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے تم دونوں کہتے ہو تو باس کو اٹھا دو ویسے بھی ہم باس سے ملنے آئے ہیں کیونکہ ہم دونوں باس کو انفارم کیے بغیر ہی رانا ہاؤس چھوڑ کر یہاں آئے ہیں لہذا ان کو اٹھا کر ان سے گپ شپ کرتے ہیں اور پھر رانا ہاؤس روانہ ہوتے ہیں جہاں جو انا پہلے سے ہی موجود ہے۔“ جوزف نے بھی شانے اچکا کر کہا۔

”ویسے کنگ ماسٹر تم مسٹر جو انا اور اس وحشی سائنڈھ کو رانا ہاؤس جیسا اچھا ٹھکانہ مل گیا ہے جہاں صاحب دشمنوں کو لے جا کر تم تین دیوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور بڑے سے بڑا سخت جان بھی تم جیسے دیوں کے ہاتھوں پٹ کر زبان کھول دیتا ہے۔“ سلیمان نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں اگر تم میرے ہاتھوں نہیں پٹنا چاہتے تو فوجلدی سے جا کر باس کو اٹھا دو ورنہ تو میرے کلہاڑے نما ہاتھوں کو تو جانتے ہی ہو۔“ جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”واہ بڑے آئے کلہاڑے نما ہاتھ میرے ہاتھ کا تجھ کا لے بھینسے کو ایک بھی جھانپ نہ لگ گیا تو ہسپتال کی سیر کرنی پڑ جائے گی۔“ سلیمان نے بھی ہاتھ نچا کر جوزف

کو ہاتھ سے مکا بنا کر دکھایا۔

”اچھا چل ہسپتال کی سیر بعد میں کرنا اور پہلے باس کو اٹھایا نہ ہو کہ باس کے آنے سے پہلے ہی میں تجھے ہسپتال کی سیر کرا دوں گا۔“ جوزف بھی آج پورے موڈ میں تھا وہ بھی سلیمان آج ہر بات کا اینٹ کا جواب پتھر سے دے رہا تھا اور سلیمان کی باتوں سے زچ ہونے کے بجائے اس سے پورے لڑنے کے موڈ میں تھا۔

”واہ کا لیے آج کیا کھا کر آیا ہے جو مجھ سے لڑنے کی پوری تیاری کر کے آیا

ہے۔“ سلیمان نے حیرت سے جوزف کی طرف دیکھ کر اس سے پوچھا۔

”بگ باس آج تو پرنس آف جنگل تو آپ سے جراح کرنے کی پوری تیاری

کر کے آیا ہے ہلکتا ہے آج یہ باتوں میں آپ سے بازی لے کر جائے گا۔“

رابرٹ نے بھی ان دونوں کی نوک جھونک دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں کنگ ماسٹر مجھے تو یہ پرنس آف جنگل نہیں بلکہ یہ کالا بھوت پرنس آف

ڈنکر لگتا ہے۔“ سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا تو رابرٹ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ

رینگ گئی۔

”کبھی تو نے کچن کی صفائی بھی کی ہے۔“ جوزف نے سلیمان کی بات سن

کر لہجے کو ناگوار بنا کر اس سے پوچھا۔

”ہاں میں تیری طرح نہیں ہوں روزانہ اپنے کچن کو چمکا کر رکھتا ہوں۔“

سلیمان نے گردن اکڑا کر جواب دیا۔

”مگر واش روم تو بہت گندا ہے معلوم نہیں باس کس طرح اس فلیٹ کا واش روم

استعمال کرتے ہوں گے۔“ جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

”ابے اوکا لے کوئے! میں واش روم کو بھی ڈیلی چمکا کر رکھتا ہوں۔“ سلیمان

نے بھی منہ بنا کر کہا۔

”ہاں تو یوں کہونا کہ تم خاکروہوں والا کام بھی کرتے ہو اور پرنس آف کچن

نہیں بلکہ پرنس آف خاکروب ہو۔“ اس بار جوزف نے موقع دیکھ کر فقرہ کساکو

سلیمان حیرت سے رونے والی شکل بنا کر جوزف کو دیکھنے لگا جو آج واقعی اسے

لا جواب کرنے آیا تھا اور باتوں ہی باتوں میں اس کو خوب جواب دے رہا

تھا۔ رابرٹ بھی جوزف کی بات سن کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

”واہ یار جوزف آج تو تم بگ باس سے پوری طرح مقابلے کے لیے تیار ہو کر آئے ہو کیا وجہ ہے کوئی صنف نازک تو پسند نہیں آ گئی۔“ رابرٹ نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔

”اوہو یار کیا فضول باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو میں اور صنف نازک یہ ناممکن ہے اور یار یہ لڑکیوں کا ذکر تو اپنے اس احمق بگ باس سے نہیں بلکہ بگ سوئیر کے ساتھ کیا کر میں ان فضول چیزوں کو پسند نہیں کرتا۔“ جوزف نے رابرٹ کی طرف دیکھ کر ناگوار لہجے میں کہا۔

”ابے تو خود بلکہ تیرا پورا خاندان ہو گا خاکروب میں تو پرنس آف خاںساں ہوں۔“ سلیمان نے ہاتھ نچا کر بے زاری سے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اچھا میرے خیال میں اب باس کو اٹھا دینا چاہیے کیونکہ ہم باتوں میں ہی ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔“ اس بار رابرٹ نے کہا تو سلیمان کے ساتھ جوزف نے بھی سر ہلا دیا اور سلیمان عمران کے کمرے کے قریب پہنچ گیا۔

”صاحب دو بلیک اینڈ وائٹ دیو آپ سے ملنے آئے ہیں ایک دیو حسین

پر یوں کو ہنسانے والا اور ان کا دیوانہ ہے اور دوسرا دیو حسین پر یوں کو رلانے والا اور ان کا دشمن ہے۔“ سلیمان نے دراوڑے کے قریب جا کر زور سے احمقانہ انداز میں عمران کو آواز دی کیونکہ کمرے کا دروازہ بند تھا۔

”صاحب کیا بات ہے خواب میں کوئی حور پری نظر آ گئی ہے جو ہم غریبوں کو

جواب بھی نہیں دے رہے۔“ سلیمان نے احمقانہ لہجے میں اونچی آواز میں پوچھا مگر کوئی جواب آیا۔

”حیرت ہے باس اتنی گہری نیند سونے کے عادی تو نہیں پھر آج یہ اتنی دیر تک

نہ اٹھنا اور ہماری بات کا جواب بھی نہ دینا آخر یہ کیا وجہ ہو سکتی ہے۔“ جوزف نے

حیرت سے چونک کر سلیمان سے پوچھا۔

”ہاں تم درست کہہ رہے ہو میرے خیال میں مجھے اندر جا کر باس کو جھنجھوڑ کر

ہی اٹھانے چاہیے معلوم نہیں آج کیوں اتنے پراسرار بن گئے ہیں۔“ سلیمان نے کہا اور

دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گیا مگر جیسے ہی سلیمان اندر داخل ہوا بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

”ابے کیا ہوا باورچی کے ختم باس کے کمرے میں کیا سانپ گھس آیا ہے جو تو اتنا ڈر رہا ہے۔“ جوزف نے کہا اور تیزی سے عمران کے بیڈ روم میں داخل ہو گیا مگر جیسے ہی جوزف عمران کے کمرے میں داخل ہوا جوزف لمبے لمبے سانس لینے لگا اور جوزف نے دیکھا کہ عمران کا بیڈ مکمل طور پر جل چکا تھا مگر عمران کی لاش موجود نہیں تھی جیسے کسی نے عمران کو اغوا کر کے اس کے بیڈ کو جلا دیا ہو۔

”بچ۔ جوزف یہ سب کیا ہے کہاں ہیں صاحب اور یہ ان کے بیڈ کو کس نامراد نے جلا دیا ہے۔“ سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں جوزف کی طرف دیکھ کر اس سے پوچھا۔

”ہوں تو یہاں سرکون کی سیاہ دلدل کی گندی ذریت آئی تھیں۔“ جوزف نے سلیمان کی بات کا جواب دینے کے بجائے اس بار ایک دفعہ پھر لمبا سانس لے کر چونک کر کہا اور اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

”سرکون کی گندی ذریت۔ یہ کیا بلا ہے۔“ رابرٹ اور سلیمان نے ایک ساتھ چونک کر پوچھا۔

”سرکون کی ذریت شیطانی ذریت ہے اور باس کو ایک دفعہ پھر کسی طاقتور شیطانی ذریت نے اغوا کیا ہے۔“ جوزف نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا جیسے اس کا بس چلے تو وہ اس ناظر آنے والی شیطانی ذریت کے ٹکڑے کر کے رکھ دے۔

”کیا بکواس کر رہا ہے تو کالیے یہاں صاحب کا بیڈ جل کر کالا ہو چکا ہے اور کالک کو دیکھ کر تیرا داغ چل گیا ہے جو تو بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔“ سلیمان نے جوزف کی طرف دیکھ کر منہ بنا کر کہا۔

”ابے باورچی کے ختم میں باس کی وجہ سے پریشان ہوں اور تو ہے کہ میرا داغ چاٹ رہا ہے کیا تو بچہ ہے جو اس طرح کی الٹی سیدھی باتیں کر رہا ہے۔“ جوزف نے غصے سے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”کیوں میں نے کوئی الٹی سیدھی بات کر لی ہے الٹی سیدھی بات تو تم کر رہے

ہو جو معلوم نہیں سرکون مرکون نامی بلاؤں کا ذکر کر رہا ہے۔“ سلیمان نے منہ بنا کر جواب دیا۔

”دیکھ سلیمان چلو کنگ ماسٹر کو تو باس کی ٹیم یعنی ہمارے ساتھ ملے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے اور تم تو گزشتہ مہمات میں کئی دفعہ باس کو شیطانی ذریت کے ہاتھوں مشکل میں دیکھ چکے ہو پھر بھی میری باتوں کو جھٹلا رہے ہو۔“ جوزف نے سلیمان کی طرف دیکھ کر منہ بنا کر اسے سمجھایا۔

”مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ کسی سرکون نامی شیطانی ذریات نے باس کو اغوا کیا ہے۔“ اس بار رابرٹ نے جوزف کی طرف حیرت سے دیکھ کر پوچھا کیونکہ اسے ابھی تک جوزف کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا مگر چونکہ سلیمان گزشتہ چند ماورائی مہمات میں جوزف اور عمران وغیرہ کے ساتھ کام کر چکا تھا اس لیے اس بار اس نے جوزف کی باتوں کو نہیں جھٹلایا تھا۔

”یہ رابرٹ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں باس کے ساتھ بے شمار دفعہ شیطانی طاقتوں کے خلاف کام کر چکا ہوں اور بعض مہمات میں تو تمہارا بگ باس یعنی سلیمان بھی کام کر چکا ہے اور ماورائی دنیا کے رازوں کو جھٹلانے والے ہمارے دوست ٹائیگر اور جوانا بھی باس اور میرے ہمراہ کئی کیس میں کام کر چکے ہیں اور اس کے علاوہ بھی سلیمان کے علاوہ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی متعدد مہمات میں شیطانی ذریت کے خلاف باس کے ساتھ مل کر کام کر چکے ہیں۔“ جوزف نے رابرٹ کی طرف دیکھ کر کہا

”ہاں یہ جوزف میں دیگر لوگوں کی طرح تمہاری بات کو نظر انداز نہیں کروں گا کیونکہ میرا کافی وقت برازیل کے جنگلوں میں گزرا ہے اور وہاں بھی تمہات اور جادو وغیرہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے مگر ہم نے ان سب سے ہٹ کر اس وقت باس کی فکر کرنی ہے اور معلوم کرنا ہے کہ باس کو ان کے کمرے سے کون سی شیطانی ذریت اتنے پراسرار طریقے سے اغوا کر کے لے جا چکی ہے اور کہاں لے گئی ہے۔“ رابرٹ نے بھی پریشانی سے کہا۔

چونکہ آج کل سیکرٹ سروس والوں کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اور عمران بھی

اس لیے ریسٹ کر رہا تھا کیونکہ جب بھی کوئی کیس آتا سیکرٹ سروس تو ایکسٹو کے کہنے پر ان ایکشن ہوتی تھی عمران اپنے ساتھیوں سے بھی ان دنوں کام لیتا تھا مگر اب کام نہ ہونے کی وجہ سے رابرٹ اور جوزف آج عمران سے ملنے اسے بتائے بغیر اچانک ہی آئے تھے البتہ جو انان کے کہنے پر رانا ہاؤس ہی رہ گیا تھا مگر اب عمران کے اس پراسرار اغوانے ان سب کو پریشان کر دیا تھا۔ لکھت عمران کے کمرے میں موجود فون پر گھنٹی بج اٹھی تو سلیمان نے اس کا رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو۔“ رسیور سے ایکسٹو کی مخصوص دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جی سرفمائیں۔“ سلیمان نے ادب سے کہا اور بلیک زیرو کا نام نہیں لیا

کیونکہ اس وقت رابرٹ موجود تھا اور وہ بلیک زیرو کو اس کے اصلی نام یعنی طاہر صاحب نہیں کہہ سکتا تھا۔

”سلیمان عمران کہاں ہے اسے کہو کہ مجھ سے فوراً رابطہ کرے مجھے اس سے

ضروری بات کرنی ہے۔“ بلیک زیرو بھی سمجھ گیا کہ اس وقت عمران کے فلیٹ میں سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر یا عمران کے ساتھیوں جو انان، رابرٹ یا ٹائیگر میں سے کوئی ہوگا اس لیے اس نے فون پر ایکسٹو کے لہجے میں ہی سلیمان سے کہا۔

”سرم عمران صاحب کو اغوا کر لیا گیا ہے اور میرے اور جوزف کے مطابق کسی

مجرم تنظیم نے نہیں بلکہ ایک دفعہ پھر کسی شیطانی ذریت نے عمران کو اغوا کیا ہے۔“

سلیمان نے پریشانی سے بلیک زیرو کو حقیقت بتائی تو بلیک زیرو پریشان ہو گیا۔

”ٹھیک ہے میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوں وہیں بیٹھ کر ڈسکس ہوگی۔“

بلیک زیرو نے کہا اور پھر فون بند کر دیا۔ لکھت باہر نیل بجی تو سب چونک پڑے اور ڈور کی طرف دیکھنے لگے۔

○.....○.....○

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اور اس کمرے میں کوئی روشن دان یا کھڑکی نہیں تھی بس

ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جو کہ اس وقت بند تھا اور کمرے میں تاریکی تھی اور اس کمرے

کی دیواروں پر خون کے چھینٹے تھے اور یہ تازہ خون تھا اور اس بھیانک کمرے میں ایک

عورت کی کٹی ہوئی گردن پڑی تھی جس سے ابھی تک خون رس رہا تھا اور اس کا دھڑ بھی

ایک طرف پڑا تھا اور اس کے علاوہ اس بھیانک کمرے میں انسانی اعضاء بکھرے پڑے تھے اور اس فضاء سے نفثن اٹھ رہا تھا اور کمرہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے تیز اور گندی بو ہونے کی وجہ سے مہک رہا تھا۔ اس کمرے میں ایک سرخ رنگ کی پینٹ پہنے ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے بال اس کے شانوں تک لمبے تھے اور ہاتھ میں ایک منکا تھا۔ اس ادھیر عمر آدمی نے صرف پینٹ اور بنیان ہی پہن رکھی تھی کوئی شرٹ نہیں پہنی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور منکے میں نامعلوم کچھ پڑھ رہا تھا اور مسلسل کسی چیز کا ورد کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں رنگ برنگے ٹکینے تھے اور دونوں ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔ لیکھت اس کمرے میں نہ معلوم سرخ رنگ کی دھیمی روشنی پھیل گئی اور پھر اس بھیانک کمرے کی چھت سے ایک قوی ہیکل چھپکلی نمودار ہوئی اور دیوار سے چلتی ہوئی نیچے آگئی اور پھر لیکھت یہ قوی ہیکل چھپکلی نے اپنا منہ کھول دیا جیسے ہی اس نے منہ کھولا اس کے منہ سے دھواں اور انتہائی شدید ناگوار بو پھیل گئی۔

”آقا شیان آنکھیں کھول دیں آپ کا غلام سبارو آپ کے لیے اہم خبر لایا ہے۔“ اس قوی ہیکل اور انسانی قد جتنی چھپکلی کے منہ سے انسانی آواز نکلی تو لیکھت اس ادھیر عمر گورے شخص نے اپنی آنکھیں کھول دیں جو کہ سرخ انگارہ ہو رہی تھی۔

”ہاں سبارو تم یہاں کس لیے آئے ہو۔“ گورے رنگ کے ادھیر عمر خونی آنکھوں والے پھٹکار والی شکل کے شخص نے نحوست سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”آقا روشنی کے نمائندے عامی ران کو اغوا کر لیا گیا ہے اور یہ اغوا کسی مجرم تنظیم نے نہیں بلکہ سیاہ ذریت نے کیا ہے۔“ خوفناک سبارو نے ادب سے کہا۔

”ہیں عامی ران اغوا ہو گیا ہے یہ تو اچھی بات ہے وہ نامراد ہم یہودیوں کے لیے دردِ سر بنا ہوا تھا کس نے عامی ران کو اغوا کیا ہے۔“ شیان نے بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”آقا اگر کوئی اور روشنی کے نمائندے عامی ران کو اغوا کرتا تو آپ کے لیے اچھی بات ہوتی مگر میں آپ کو کوئی اچھی خبر نہیں سنانے والا۔“ اس چھپکلی کے منہ والے سبارو کے منہ سے انسانی آواز نکلی۔

”کیا مطلب یہ عامی ران ہم یہودیوں کا دشمن اغوا ہو گیا ہے مگر تم کہتے ہو کہ یہ

اچھی خبر نہیں ہے۔“ اس بارشیان نے چونک کر غیر انسانی مخلوق سبارو کی طرف دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

”آقا عامی ران کو سرکون کی طاقٹوں کے سربراہ باقاش نے اغوا کر لیا ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے۔“ غیر انسانی مخلوق کے منہ سے ڈری ڈری انسانی آواز نکلی۔

”کیا مطلب کیا بک رہے ہو عامی ران کو سرکون طاقٹوں کے آقا باقاش اغوا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔“ شیان نے اس بار غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

”مگر آقا یہ ہو گیا ہے کیونکہ عامی ران ہمیشہ صاف حالت میں رہتا تھا اور روشنی کے کلمات بھی پڑھتا رہتا تھا جس کی وجہ سے سیاہ طاقٹوں کو اس پر قبضہ کرنے میں مشکل پیش ہوتی تھی مگر کل اتفاق سے عامی ران کا لباس صاف نہیں تھا اور اس نے تھکاوٹ کے باعث روشنی کے کلمات بھی نہیں پڑھے تھے جن کے پڑھنے سے ہم کالی اور گندی غلیظ سیاہ دنیا کے پراسرار باسی اس پر اپنا قبضہ نہیں جما سکتے تھے مگر اب عامی ران سرکون طاقٹوں کے سربراہ اور ڈوگان کے سیاہ جنگل میں قید ہو چکا ہے اور باقاش کے ساتھیوں نے عامی ران کے ذہن کو بھی ناپاک کر دیا ہے اور اب وہ روشنی کے کلمات بھی نہیں پڑھ سکتا جس کے ذریعے وہ سیاہ طاقٹوں کو شکست دے سکے۔“ غیر انسانی مخلوق سبارو کہتا چلا گیا جسے سن کر وچ ڈاکٹر شیان مٹھیاں بھینچنے لگا۔

”نہیں اس طرح تو وہ بد بخت مجھ سے نمبر لے جائے گا اور مہان سیاہ طاقت کا دوسرا بڑا نائب بن جائے گا اور میں یہ ہرگز نہیں چاہتا نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا عامی ران اس بد بخت باقاش کے قبضے میں نہیں ہونا چاہیے وہ عامی ران میرا شکار ہے اور میں ہی اسے اپنا غلام بناؤں گا۔ اس ادھیڑ عمر ڈاکٹر شیان نے غصے سے مٹھیاں بھینچے ہوئے کہا جو خود بھی شیطان کا پیروکار تھا۔

”مم میرے لیے کیا حکم ہے آقا۔“ غیر انسانی مخلوق سبارو نے وچ ڈاکٹر شیان کو غصے کی حالت میں دیکھ کر ڈرتے ہوئے پوچھا۔

”ٹھیک ہے تم جاسکتے ہو مجھے اب قبوی سے رابطہ کرنا چاہیے۔“ وچ ڈاکٹر

شیان نے بدستور غصے سے مٹھیاں بھیجنے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا اس اہم اور نازک موقع پر قبوتی ہی آپ کو بہترین مشورہ دے سکتی ہے۔“ غیر انسانی مخلوق جو کہ چھپکلی کی صورت میں تھی مگر اس کے منہ سے انسانی آواز نکل رہی تھی، نے ادب سے کہا اور یلخت دھویں میں تحلیل ہو کر اس بھیانک گندے کمرے سے غائب ہو گیا۔

”قبوتی جلدی حاضر ہو۔“ اس نے اپنے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے کہا تو یلخت اس اندھیرے کمرے میں جیسے ریچھ کے غرانے کی آواز گونجنے لگی اور پھر دھیمی سی روشنی پھیل گئی۔ کمرے میں کسی مادہ ریچھ کے غرانے کی مسلسل آواز سنائی دے رہی تھی پھر ایک دھواں اس کمرے میں نمودار ہوا اور اس کے منہ سے ریچھوں جیسی آواز اس دھویں کے اندر سے خارج ہو رہی تھی۔ چند لمحوں بعد یہ دھواں آہستہ آہستہ ایک انتہائی حسین ترین لڑکی میں بدل گیا اور اب ریچھ کی آوازیں بند ہو چکی تھیں۔

”کیا بات ہے آقا شیان آپ نے کیوں اپنی خادمہ کو یاد کیا ہے۔“ قبوتی نے وچ ڈاکٹر شیان کو آداب کرتے ہوئے ادب سے اس سے پوچھا۔

”قبوتی عامی ران کو اغوا کر لیا گیا ہے۔“ وچ ڈاکٹر شیان غصے سے متمتاتے

ہوئے کہا۔

”آقا یہ تو آپ کے لیے ایک اچھی خبر ہے کیونکہ عامی ران ایک اسلامی ملک کا باسی ہے اور بے شمار دفعہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں اغوا ہو چکا ہے اور ویسے بھی آپ یہودی ہیں اور یہودیوں کا تو عامی ران سخت دشمن ہے اور یہودیوں کے ملک اسرائیل کو بہت نقصان پہنچا چکا ہے اور اس لحاظ سے تو آپ کو خوش ہونا چاہیے کہ وہ اغوا ہو چکا ہے۔“ قبوتی نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

”نہیں قبوتی یہ اچھی خبر نہیں ہے کیونکہ عامی ران کے ہاتھوں بے شمار دفعہ

بڑے بڑے طاقتور وچ ڈاکٹر اور سیاہ دنیا کے ذریات کے باسی اور ماہر مارے جا چکے ہیں اور اس لیے وہ عامی ران مہان سیاہ طاقت کا سب سے بڑا دشمن بن چکا ہے کیونکہ اسے جہاں بھی خبر ملتی ہے کہ کوئی سیاہ دنیا کا باسی حد کر اس کر رہا ہے تو عامی ران اپنے ساتھیوں اور خاص کر اس کے غلام مکاشو کے ساتھ وہیں جا کر ایک ساحر نہ ہونے کے

باجور روشنی کے کلمات کے ذریعے سیاہ طاقتوں کے باسیوں کا خاتمہ کر دیتا ہے اور تم کو معلوم ہے کہ مہمان سیاہ طاقت نے اپنی مہمان کالی طاقتوں سے سیاہ علوم کے بڑے ماہرین کو کہہ رکھا ہے کہ جو عامی ران کو ختم کرے گا اس کو مہمان کالی طاقتیں عطا کی جائیں گی اور جو اس عامی ران کو روشنی سے ہٹا کر گندگی اور سیاہ دنیا کا باسی بنائے گا اس طرح کرنے والے کو مہمان سیاہ طاقت اپنا دوسرا نائب بنالیں گے۔“ وچ ڈاکٹر شیان نے اس بار آہ بھر کر کہا۔

”مگر آقا ایک عام سے انسان کو مارنے پر اتنا بڑا انعام مہمان سیاہ طاقت کیسے دے سکتے ہیں۔“ اس بار قبوتی نے حیرت سے پوچھا۔

”آہ قبوتی عامی ران ایک عام سا انسان ہے اور اس سے کہیں زیادہ بڑے بڑے روشنی کے باسی موجود ہیں جو ریاضتوں کے باعث بہت آگے نکل چکے ہیں مگر تم بھی میری خاص سیاہ طاقت ہو اور تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ کئی بار روشنی کی مہمان طاقتوں نے خود حرکت کرنے کے بجائے عامی ران کو ہی حرکت میں لائے ہیں اور عامی ران کے ہاتھوں اب تک بے شمار سیاہ شکلیوں کے ماہر مارے جا چکے ہیں اس لیے تو وہ سیاہ دنیا میں اب ایک دہشت کے طور پر جانا جاتا ہے اور مجرم تنظیموں کے ساتھ ساتھ اب تو سیاہ اور پراسر کالی طاقتیں بھی اس عامی ران سے جان کر پنگا نہیں لیتیں کیونکہ اس عامی ران کے پیچھے بہت سے روشنی کے باسیوں کا ہاتھ ہے اور اس لیے مہمان سیاہ طاقت کا سب سے بڑا دشمن ہے۔“ وچ ڈاکٹر شیان نے قبوتی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ہاں آقا میں جانتی ہوں کہ باقاش بھی گو کہ آپ کی طرح سیاہ دنیا کا باسی ہے مگر وہ آپ کا خاص حریف ہے اور آپ دونوں ہر وقت ایک دوسرے کو نیچا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور اس طرح عامی ران کو موقع دیکھ کر اغوا کر لینا آپ کے لیے فکر مندی کی بات ہے، مگر آقا مجھے بتائیں میں آپ کی یہ خاص غلام آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں مجھ سے جو ہوسکا میں آپ کے لیے کروں گی۔“ اس بار قبوتی نے اپنا سر خم کر کے اس سے پوچھا۔

”قبوتی تم میری خاص اور بہت خوبصورت ناری ہو اور بہت شگفتگی والی طاقت ہو تم نے میرے کہنے پر بڑے بڑے زاہد و پارسا انسانوں کو گمراہ کر کے غلاظت اور

شیطانیت کی طرف دھکیلا ہے اور ان کو زندہ درگاہ کیا ہے اس لیے میں تم سے بہت خوش ہوں مگر کسی طرح تم میرے لیے عامی ران کو گمراہ کر کے روشنی کے راستے سے بھٹکا دو تو میں تمہیں اپنی سب سے مہمان طاقت دے دوں گا اور اگر تم کہو تو صرف تمہارے حسین جسم سے نہیں کھیلوں گا بلکہ عامی ران کو بھٹکانے کی صورت میں، میں اپنی مہاکالی طاقتوں میں آدھی طاقت تمہیں دے دوں گا کیونکہ اس طرح میں مہمان سیاہ طاقت کا دوسرا نائب بن جاؤں گا اور اگر یہ تمہاری وجہ سے ہوا تو ہم دونوں عیش کریں گے کھل کر عیش اور سیاہ دنیا پر ہمارا راج ہوگا۔“ وچ ڈاکٹر شیان نے قبوتی کو لالچ دیتے ہوئے کہا۔

”مگر آقا یہ کس طرح ممکن ہے کیونکہ عامی ران تو اس وقت ڈوگان کے سیاہ جنگل میں قید ہے اور وہاں تو سرکون طاقتوں کا قبضہ ہے اور میں وہاں نہیں جاسکتی۔“ قبوتی نے اس بار پہلے تو وچ ڈاکٹر شیان کی بات سن کر خوش ہو گئی مگر پھر تشویش سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں یہی تو سب سے بڑی پریشانی ہے کیونکہ اس سیاہ جنگل میں اس منحوس کا راج چلتا ہے اور ویسے بھی وہ میرا خاص حریف ہے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے اور مہمان سیاہ طاقت کو خوش کرنے کے لیے باقاعدگی سے ہر ماہ اماوس کی تاریک رات کو انسانی قربانی دیتے ہیں اور لوگوں کو بھٹکا کر مہمان سیاہ طاقت کا پیرو کار بناتے ہیں اور مہمان سیاہ طاقت کو خوش کرنے کے لیے ہر گند اور غلیظ کام کرتے ہیں اور صرف نفس کی غلامی اور شیطانیت اور عریانیت کو ہی ترجیح دیتے ہیں مگر پھر بھی اس کام میں میرے بے شمار حریف ہیں اور باقائش بھی ان میں ایک ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا۔

”آقا، سب مہمان سیاہ آقا کے پیروکار ہیں اور ان کی خوشنودی کے لیے یہ سب کام کرتے ہیں پھر ایک دوسرے پر سبقت کیوں لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔“ اس بار قبوتی نے مسکراتے ہوئے وچ ڈاکٹر شیان سے پوچھا۔

”قبوتی یاد رکھو روشنی کی دنیا کے باسیوں کے اصول ہم سیاہ دنیا کے باسیوں سے الٹ ہیں اور روشنی کی دنیا کے باسی خود کو مشکل میں ڈال کر دوسروں کی خدمت کر

کے خوش ہوتے ہیں اور اپنے نفس کو مار دیتے ہیں اور انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بناتے ہیں مگر سیاہ دنیا میں نفس کی غلامی کی جانی ہے اور حسین عورت مہان سیاہ طاقت کا اس کام میں سب سے بڑا ہتھیار ہے جو بڑے بڑے زائد و پار ساؤں کو بھٹکا چکی ہیں مگر پھر بھی کچھ روشنی کے خاص باسی ایسے ہوتے ہیں جو مکمل طور پر اپنے نفس کو بے شمار ریاضتوں کی وجہ سے اپنے کنٹرول میں کر لیتے ہیں اور پھر دنیا کی ہر لذت ان کے لیے حرام ہو جاتی ہے مگر ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جیسا کہ عامی ران کے مرشد اور اس جیسے روشنی کے چند اور بھی باسی ہیں اور روشنی کے چند باسی ایسے ہوتے ہیں جو صلاحیت کے حامل ہونے اور حسین عورت پر عبور رکھنے کے باوجود اس سے دور رہتے ہیں اور غلاظت اور گندگی سے بھی دور رہتے ہیں جیسا کہ عامی ران اس نے بھی کسی حسین عورت کو کبھی ہر لیس نگاہوں سے نہیں دیکھا اور اپنے نفس پر کنٹرول کر رکھا ہے اور جہاں تک سیاہ دنیا کی بات ہے سیاہ دنیا میں روشنی کی دنیا کے برعکس کسی اصول کی نہیں بلکہ فتور کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح سیاہ دنیا کے باسی مہان سیاہ طاقت کو تو خوش کرنے کے لیے بہت کچھ گندے عمل کرتے ہیں مگر شیطانیت کا اصول ہے کہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے اپنے بھائی کا بھی گلا کاٹ ڈالو اور اس مقصد کو اپناتے ہوئے سیاہ علوم کے ماہر اپنی سیاہ قوتوں کے اضافے کے لیے سیاہ قوتوں کے باسیوں کی ہی ٹانگیں کھینچتے ہیں اور اسی طرح باقاش اور میں دونوں ہی سیاہ دنیا کے باسی ہیں مگر مکرو فریب ہی ہمارا شیوہ ہے اور مہان سیاہ طاقت کی نظروں میں سرخرو ہونے کے لیے ہمیں ایک دوسرے کو ہی نیچا کرنا پڑتا ہے اور اب جیسا کہ عامی ران کسی طرح باقاش کی وجہ سے مارا جاتا ہے تو وہ مجھ سے کہیں زیادہ مہان کالی قوتوں کا مالک بن جائے گا اور مجھے اس سیاہ فام کا غلام بننا پڑے گا اور وہ میرا برسوں سے حریف ہے اور میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا۔“ وچ ڈاکٹر شیان نے اس بار پھر غصے سے مٹھیاں بھیجنے ہوئے قوتی کو سیاہ دنیا کے اصول بتاتے ہوئے کہا۔

”آقا آپ درست کہہ رہے ہیں سیاہ دنیا میں صرف اپنے نفس کے سکون اور جسمانی لذت کو ہی ترجیح دی جاتی ہے اور اس کام میں بہت سرور اور نشہ ہے مگر پھر بھی سیاہ دنیا کے قوانین بھی سیاہ ہیں اور اپنے مقصد کے لیے کچھ بھی کرنا پڑتا ہے اور اس

طرح تو واقعی باقاش سیاہ تو توں میں آپ سے بہت آگے نکل جائے گا اور آپ کی طرح میرا وجود بھی اس سیاہ اور بھدے وحشی کا کھلونہ بن جائے گا کیونکہ آپ کی مہمان طاقتیں بھی اس کی غلامی میں چلی جائیں گی لہذا ہمیں اس کے لیے کچھ کرنا پڑے گا ورنہ پھر باقاش کی غلامی کے لیے تیار رہنا پڑے گا۔“ اس بار قبوتی نے بھی تشویش سے کہا۔

”تم مجھے کوئی بہترین مشورہ دو میں کیا کروں کیونکہ جس طرح باقاش کی سیاہ طاقتیں میرے خاص علاقے میں نہیں آ سکتیں اسی طرح میری غلام سیاہ طاقتیں بھی اس بد بخت کے سیاہ جنگل میں داخل نہیں ہو سکتیں۔“ ڈاکٹر شیان نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

”آقا گوکہ اب آپ یہودی نہیں رہے اور بظاہر تو آپ یہودی ہیں مگر اصل میں مہمان سیاہ طاقت کے غلام ہیں مگر چونکہ آپ کا اسرائیل کی بڑی بڑی ایجنسیوں میں ایک نام ہے اور عزت ہے آپ کسی پارٹی کو ہائر کریں اور وہ عامی ران کو باقاش سے چھڑانے کے لیے ڈوگان جنگل کا رخ کریں کیونکہ ابھی اماوس کی رات کو چند راتیں باقی ہیں اور میرے خیال میں باقاش جس طرح اپنی سیاہ دیوی کے قدموں میں ہرماہ کی اماوس کو غورتوں مردوں یعنی انسانوں کی بلی چڑھاتا ہے اسی طرح اس بار عامی ران کی بلی بھی اماوس کی مہمان رات کو ہی دے گا اور اس کے لیے ابھی آپ کے پاس وقت ہے۔“ قبوتی نے وچ ڈاکٹر شیان کو مشورہ دیتے ہوئے کہا تو وچ ڈاکٹر شیان کی آنکھیں اس کے مشورے کو سن کر چمک اٹھیں۔

”ہاں قبوتی اگر میں کسی پارٹی کو ہائر کر کے ڈوگان کے سیاہ جنگلوں کا رخ کروں تو اس جنگل کے اندر میرا کالا جادو ضرور کام کرے گا مگر اس کے لیے مجھے بھی اس پارٹی کے ہمراہ ہونا ضروری ہے۔“ اس بار وچ ڈاکٹر شیان نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

”تو آقا آپ کے لیے یہ کیا مشکل ہے گوکہ آپ کی سیاہ قوتیں اور مہمان کالا منتر یہاں بیٹھ کر کام نہیں کرے گا یعنی ڈوگان کے سیاہ جنگلات تک اس کی رسائی نہیں ہوگی مگر وہاں جا کر آپ مجھ سے بھی ہر قسم کی خدمت لے سکتے ہیں۔“ اس بار قبوتی نے ایک نیت بد اور شیطانی آمیز نگاہوں سے وچ ڈاکٹر شیان کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔

”ہاں ہاں قبوتی ہم دونوں مل کر بھرپور عیش کریں گے اور شیطانیت کے ہر عمل کو جامہ پہنائیں گے اور عامی ران کو اپنے قبضے میں کر لیا تو اماوس کی رات سے پہلے ہی چند انسانوں کی قربانی مہان سیاہ طاقت کے نام کریں گے مگر اب جب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جا تا کسی عیش میں میرا دل نہیں لگے گا۔“ وچ ڈاکٹر شیان نے اپنی سیاہ طاقت قبوتی کی شیطانی خواہش کو سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”آقا پھر میں آپ کو ایک اور بہترین مشورہ دیتی ہوں آپ ڈوگان کے جنگل میں داخل ہونے سے پہلے چند انسانوں کی بلی مہان سیاہ طاقت کے نام چڑھا دیجئے گا اس عمل سے ڈوگان کے سیاہ جنگل میں آپ کا کالا جادو مکمل طور پر کام کرے گا اور ہم عامی ران کو آسانی سے اپنے قابو میں کر سکتے ہیں۔“ قبوتی نے اس طرح ایک سنگدلانا مشورہ وچ ڈاکٹر شیان کو دیتے ہوئے کہا جیسے یہ بھیانک اور سنگدلانا عمل ان کے لیے کوئی اہمیت ہی نہ رکھتا ہو۔

”ہاں ٹھیک ہے قبوتی تم ابھی جاؤ اور اپنی سیاہ قوتوں سے معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ ڈوگان کے جنگل میں اس کے ساٹھی بھی جا رہے ہیں یا نہیں کیونکہ مجھے عامی ران کے ساٹھی خاص کر اس کے سیاہ غلام جوزف عرف افریقہ کے گھنے اور تاریک جنگلوں کے پرنس مکاشوکا یقین ہے کہ وہ اپنے آقا کے لیے ضرور ڈوگان کے جنگلوں کا رخ کرے گا۔“ وچ ڈاکٹر شیان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”آقا اگر کہیں تو میں اس مکاشوکا خاتمہ ہی کر دوں۔“ قبوتی نے وچ ڈاکٹر

شیان سے مشورہ لیا۔

”نہیں قبوتی میں نے اپنی سیاہ طاقتوں اور گندے کالے عملیات سے معلوم کروا لیا ہے کہ مکاشوکا بہت ہی خطرناک انسان ہے اور عامی ران کی مدد بھی یہی شخص کئی بار کر چکا ہے اور پراسرار علوم میں ماسٹر کی حیثیت رکھتا ہے اور افریقہ کے نیک وچ ڈاکٹروں سے اس کا گہرا تعلق ہے جو مشکل وقت میں اس کا ساتھ دیتے ہیں اور سیاہ قوتوں کی بو وہ آسانی سے پہچان لیتا ہے اس لیے میں تمہیں وہاں بھیج کر ضائع نہیں کرنا چاہتا ہاں البتہ تم اپنی سیاہ طاقتوں سے دور رہ کر عامی ران کے ساتھیوں پر نظر ضرور رکھو اور مجھے

اس کے بارے میں آگاہ کرتی رہنا اب تم جاسکتی ہو میں اپنے عمل سے فارغ ہو کر کسی طاقتور پارٹی کا انتظام کرتا ہوں اور چند انسانوں کا بھی انتظام کرتا ہوں جن کو ڈوگان کے سیاہ جنگلات کے آغاز میں مہمان سیاہ طاقت کے نام پر بلی چڑھایا جاسکے۔‘ اس بار وچ ڈاکٹر شیان نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو قبوتی نے وچ ڈاکٹر شیان کے آگے سر خم کر دیا اور یلخت اس کا وجود دھویں میں تحلیل ہو گیا اور جیسے ہی اس کا وجود دھویں میں تحلیل ہوا یلخت اس بھیانک کمرے میں تاریکی چھا گئی اور کمرے میں ایک دفعہ پھر کسی مادہ ریچھ کے غرائی کی آوازیں آنے لگیں اور پھر چند لمحوں بعد ختم ہو گئیں۔

○.....○.....○

سیکڑ سروس والوں کے پاس آج کل چونکہ کوئی کیس نہیں تھا اس لیے سیکڑ سروس والے سیر و تفریح اور ہولنگ کرنے میں ہی مصروف تھے۔ اس لیے کراسٹی بھی دیگر ممبران کی طرح کبھی جولیا کے پاس اور کبھی صالحہ کے پاس اس کے فلیٹ چلی جاتی تھی اور یہ سیکڑ سروس کے ممبران خود کو کسی عام سی فرم کا ظاہر کر کے مختلف فلیٹ میں رہ رہے تھے کیونکہ ان کو چیف ایکسٹو کی طرف سے ہدایت تھی۔ سیکڑ سروس کے تمام ممبران مختلف فلیٹ میں رہتے تھے اور ہمسایوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہیں اور تمام ممبران ہی مختلف جگہوں پر رہتے تھے اور موقع دیکھ کر فلیٹ بھی تبدیل کرتے رہتے تھے تاکہ وہ دیگر ملکوں کے سیکڑ ایجنٹوں اور مجرم تنظیموں کی نظروں سے دور رہیں۔ کراسٹی کی طرح جولیا اور صالحہ بھی کبھی اس کی طرف آ جاتی تھیں اور کبھی یہ تینوں اکٹھے ہو کر ہولنگ کرتے مگر پھر بھی یہ سیکڑ سروس کے تمام ممبران اپنے آپس پاس کی طرف سے ہوشیار رہتے کیونکہ ان کے ہاتھوں سے اپنے ملک میں بھی اور متعدد بار بیرون ملکوں میں بھی کئی دشمن سیکڑ ایجنٹ مارے گئے تھے اس لیے ان کو بہت احتیاط کرنی پڑتی تھی مگر پھر بھی یہ ڈر کر نہیں بلکہ آزاد اور کھل کر سیر اور ہولنگ کرتے تھے مگر پاکیشینی سیکڑ ایجنٹ ہونے کے ناطے محتاط ہونا ان کی مجبوری تھی فور سٹارز کے چاروں ممبران ابھی کل ہی شمالی علاقہ جات کے صحت افزا مقام کی سیر کر کے آئے تھے اور دیگر ممبران بھی آج کل بس گھوم پھر ہی رہے تھے۔

اس بار بھی صالحہ اور کراسٹی ایک ساتھ تھیں اور کراسٹی اپنی گاڑی کو ڈرائیو کر رہی

تھی اور اس کی ساتھ والی سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ گپوں میں مصروف تھیں۔

”ویسے کراسٹی تم خوش قسمت ہو کہ تم نے سائبریا کی مہم میں عمران صاحب کے ساتھ شرکت کی کیونکہ چیف عمران صاحب کو پورا ہولڈ دے دیتے ہیں اور عمران صاحب اپنی مرضی کی ٹیم تشکیل دے دیتے ہیں اور ہم سیکرٹ سروس کے ساتھ اپنے ساتھیوں کو بھی مختلف مہمات میں شامل کر لیتے ہیں اور ان کی مرضی ہوتی ہے کہ جس کو اپنے ساتھ شامل کر لیں۔“ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں ویسے اکثر مہمات میں تو مس جولیا بھی عمران صاحب کے ساتھ ہوتی ہیں شاید عمران صاحب جولیا کو پسند کرتے ہیں اس لیے وہ مس جولیا کو ساتھ لے جاتے ہیں۔“ کراسٹی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”نہیں کراسٹی ایسی بات نہیں ہیں کیونکہ مس جولیا ہم سیکرٹ سروس والوں کی سیکنڈ چیف ہیں اور ظاہری بات ہے چیف کی طرف سے ہدایت پر مس جولیا اس لیے اکثر مہمات میں عمران صاحب کے ہمراہ ہوتی ہیں۔“ صالحہ نے جولیا کی ہر مہم میں شمولیت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں تمہاری بات درست ہے ویسے چند ماہ پہلے سائبریا کی مہم میں جسے ہم نے سردجہنم کا نام دیا تھا اس مہم میں، میں جس ٹیم کے ہمراہ شامل تھی اس میں میرے ساتھ عمران صاحب کے ساتھی ٹائنگر اور حیرت انگیز طور پر اپنا کلب چلانے والی روزی راسکل بھی شامل تھی اور کنگ ماسٹر یعنی رابرٹ بھی شامل تھا اور ہم چاروں یقینی موت کے دھانے میں پھنس چکے تھے اور بڑی مشکل سے وہاں سے نکلے تھے۔“ کراسٹی نے چند ماہ پہلے والی سائبریا والی برفانی مہم کو یاد کرتے ہوئے کہا۔ (اس کے لیے میرے عمران اور ڈاکٹر سائنس کے مشترکہ برفانی ایڈ ونچر ناول ”سردجہنم، کا مطالعہ کریں) ”ہاں کراسٹی گو کہ میں اس مہم میں شامل نہیں تھی لیکن اب تو سردجہنم والی مہم کو کافی دن ہو چکے ہیں اور اس کے بعد بھی ہم نے بے شمار مہمات طے کی ہیں۔“ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صالحہ واقعی ہم عمران صاحب کی زیر نگرانی میں بے شمار بار یقینی موت سے

نکلے ہیں۔“ کراسٹی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کراسٹی ہم لوگ سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور ظاہری سی بات ہے کہ ہم سب کو ان سب مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔“ صالحہ نے اس کی بات سن کر کہا۔

”تو اس طرح کہو کہ ہم سیکرٹ ایجنٹوں کی زندگیاں ہر وقت خطرے میں ہی ہوتی ہیں۔“ کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا جیسے اس نے کوئی عام سی بات کی ہو۔

”ویسے جس طرح ہمارے چیف نے خاور، چوہان، نعمانی اور صدیقی کے

گروپ کو سیکرٹ سروس سے الگ کر کے فورسٹار کے نام سے ان کا گروپ بنایا ہے اسی طرح عمران صاحب نے بھی اپنے چار ساتھیوں جوزف، جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر کا

گروپ بنایا ہے اور ان کو فور پاروز کا نام دیا ہے اور وہ بھی ایک اچھا اور عمران صاحب کا مضبوط گروپ ہے۔“ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویسے کئی دنوں سے ہم نے عمران صاحب سے بھی ملاقات نہیں کی اس طرح کرتے ہیں جولیا کو بھی رسیو کر لیتے ہیں اور پھر تینوں عمران صاحب کے فلیٹ میں

چھاپا مارتے ہیں ان کی دلچسپ باتیں سن کر مزہ آئے گا۔“ کراسٹی نے چونک کر صالحہ کو مشورہ دیا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے میں مس جولیا کو فون کر دیتی ہوں وہ اپنی گاڑی میں عمران

صاحب کے فلیٹ تک پہنچ جائے گی اور اس دوران ہم بھی وہاں عمران صاحب کے فلیٹ پہنچ جائیں گے اور پھر اکٹھے ہی ان کے فلیٹ میں چھاپا ماریں گے۔“ کراسٹی نے

کہا اور جولیا کے سیل فون پر نمبر ملانے لگی۔

سیکرٹ سروس کے نمبر ان ایک دوسرے کے نام فرضی ناموں سے سیل فون

میں سیو کر رکھتے تھے مگر کال وصولی کے وقت ان کو معلوم ہی ہوتا تھا کہ انہوں نے اپنے کس ساتھی کا نام کس نام سے سیو کر رکھا ہے لیکن اس احتیاط کے باوجود بھی کئی بار غیر

ملکی سیکرٹ ایجنٹ اور مجرم تنظیمیں اپنے اسرور سوخ سے ان کے فلیٹ تک پہنچ جاتے

تھے اور یہ مشکل میں پڑ جاتے تھے مگر پھر اپنی صلاحیتوں اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے مشکل سے نکل آتے تھے۔

”ہیلو صالحہ کیسی ہو۔“ تھوڑی دیر بعد صالحہ کو جولیا کی آواز سنائی دی۔

”میں بالکل ٹھیک ہوں میں اور کراچی اس وقت آپ سے ملنا چاہتی ہیں تاکہ تفریح ہو جائے۔“ صالحہ نے جولیہ سے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”تو ٹھیک ہے تم لوگ کسی اچھے سے ریسٹورانٹ پہنچ جاؤ اور مجھے بھی بتا دو کہ کون سے ریسٹورانٹ میں موجود ہو میں بھی وہیں پہنچ جاتی ہوں۔“ جولیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں مس جولیہ میں نے اور کراچی نے آج عمران صاحب کے فلیٹ پر چھاپا مارنے کا پروگرام بنایا ہے اور آپ بھی وہیں آ جائیں کیونکہ عمران صاحب کی دلچسپ باتیں سننے کافی دن ہو گئے ہیں اور ہم ان سے مل کر ان کی دلچسپ باتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔“ صالحہ نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔
 ”وہ احمق ہے اور دلچسپ نہیں بلکہ اپنی احمقانہ حرکتوں سے دوسروں کو زچ کرنے کے سوا اسے کچھ نہیں آتا۔“ جولیہ نے صالحہ کی بات سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو کوئی بات نہیں ان کی باتوں سے دوسرے ہنستے تو ہیں اور یہی عمران صاحب کی زندہ دلی ہی تو ان کی عظمت کا ثبوت ہے۔“ صالحہ نے پھر عمران کی طرف داری کی۔

”اس طرح کرتے ہیں پہلے کسی اچھے ہوٹل میں کھانا کھا لیتے ہیں اس کے بعد عمران کی طرف چلیں گے اور اس احمق سے صرف چائے ہی پیئیں گے کیونکہ ابھی تو صبح کا ٹائم ہے ناشتہ کرنے کے بعد ہی اور پروگرام بنائیں گے اور میں نے سنا ہے کہ آج کل نیو نیلے ریسٹورانٹ جو کہ نیا ہے بہت چل رہا ہے اور اس کا کھانا بھی بہت عمدہ ہے وہاں چلتے ہیں۔“ جولیہ نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی ہم دونوں نیو نیلے ریسٹورانٹ میں پہنچ جاتے ہیں اور آپ بھی وہیں آ جائیں۔“ صالحہ نے کہا تو جولیہ نے ہامی بھری اور اپنا سیل فون آف کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد کراچی اور صالحہ دارالحکومت میں ایک نئے اور جدید طرز کے ریسٹورانٹ میں موجود تھے یہ دارالحکومت میں نیا ریسٹورانٹ کھلا تھا جس میں لوگوں کو

مہنڈوز کرنے کے لیے مختلف آئیٹم اور گانے کے پروگرام بھی چل رہے تھے بچوں کے لیے جھولے اور گیمز بھی موجود تھے کافی اچھا ہوٹل تھا جس کی وجہ سے ریسٹورانٹ میں رش تھا اور لوگ اپنی فیملیز کے ہمراہ ٹیبل کے گرد کرسیوں پر بیٹھے تھے صالحہ اور کراٹی کو کونے میں ایک ٹیبل نظر آئی جو کہ ابھی ایک فیملی کھانا کھا کر فارغ ہو رہی تھی۔ صالحہ اور کراٹی تیزی سے اس ٹیبل کی طرف بڑھیں اور اس ٹیبل پر قابض ہو گئیں تو ویٹر نے تیزی سے ان کی ٹیبل کو صاف کر دیا۔ ابھی صرف انہوں نے کولڈ ڈرنک کا آرڈر دیا تھا کیونکہ کھانے کا آرڈر وہ جولیا کے آنے کے بعد دینا چاہتی تھیں اور ان دونوں نے اپنا ہلکا پھلکا میک اپ بھی کیا ہوا تھا جو کہ عام آدمی ان کو نہیں پہچان سکتا تھا۔

”ماجھو کیا بنا اس کام کا کیا وہ کام اچھے طریقے سے ہو جائے گا۔“ ان دونوں کو اپنے ٹیبل کے ساتھ والی ٹیبل سے ایک بھاری قسم کی آواز سنائی دی۔ مگر دونوں نے اس بات پر کوئی توجہ نہ دی کیونکہ یہاں مختلف قسم کے لوگ آتے تھے اور اپنے باتیں کرتے تھے اس لیے ان دونوں نے اس بات پر کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی۔

”استاد مگھو میں کوئی کچا کام نہیں کرتا کیونکہ میں بھی آپ کی طرح مہان سیاہ طاقت کو مانتا ہوں اور مہان سیاہ طاقت کے لوگ کچے کام نہیں کرتے۔“ ان کو ایک اور آواز سنائی دی۔ دونوں نے ایک نظر ان دونوں پر ڈالی اور پھر نظریں پھیر لیں۔ دونوں ہی شکل سے چھٹے ہوئے بد معاش اور خوفناک شکلوں کے غنڈے لگ رہے تھے۔

”ویسے وہ بہت خطرناک انسان ہے اور لگتا نہیں کہ مہان سیاہ طاقت کے لوگوں کے ہاتھ اس طرح آجائے۔“ ان کو استاد مگھو کی بھاری آواز سنائی دی۔

”استاد مگھو آپ اپنے شاگرد ماجھو کے کام پر فکر نہ کریں کیونکہ میں نے جو کام کیا ہے اس میں ناکامی کے چانس نہیں ہیں۔“ ماجھو نے بھونڈے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں ماجھو تم درست کہتے ہو ہم جیسے لوگوں کو ایسے خطروں سے تو کھینا ہی پڑتا ہے اور جب تک خطروں سے نا کھلیا جائے اس وقت تک ٹارگٹ کامیاب ہی نہیں ہوتا مگر پھر بھی وہ ایسا شخص ہے جو کسی سے نہیں ڈرتا اور بہت بہادر آدمی ہے بہر حال ہم سے جو ہوسکا ہم نے کر دیا اب آگے مہان سیاہ طاقت کے خاص لوگ ہی جانے کے

اس شخص کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔“ استاد مکھو نے بھی بھونڈا سا تہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو ماجھو کے چہرے پر اپنے استاد کی بات سن کر مسکراہٹ رینگ گئی۔

”استاد میں حیران ہوں کہ یہ شخص تو کوئی بہت تیس مار خاں چیز تھی جس کے لیے مہان سیاہ طاقت کے بڑے بڑے مہان طاقتور لوگ کافی عرصے سے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور وہ ان کے ہاتھ نہیں چڑھ رہا تھا۔“ ماجھو نے کسی جانور کی طرح کھانا چباتے ہوئے ہوئے کہا۔

”ہاں وہ احق انسان دنیا کا بہت خطرناک انسان ہے اور اس کے ہاتھوں مہان سیاہ طاقت کے بے شمار مہان منش فنا ہو چکے ہیں۔“ استاد مکھو نے ایک لمبا ڈکار لیتے ہوئے کہا۔ ویسے تو کراسٹی اور صالحہ ان کی باتوں کو سن کر نظر انداز کر دیتی مگر احق اور خطرناک شخص کے نام پر دونوں چونک گئیں کیونکہ عمران بظاہر احقانہ حرکتیں کرتا رہتا تھا واقعی اب تک بے شمار سیکرٹ ایجنٹ اور سیاہ قوتوں کے مالک اس کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے۔ کراسٹی نے ایک نظر پھر منہ ان کی طرف کر کے ان کو غور سے دیکھا تو اس نے دیکھا کہ ماجھو اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور کراسٹی کو اپنی طرف دیکھتا دیکھ کر اس کے مکر وہ چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی اور دانت نکوس کر کراسٹی کو دیکھنے لگا مگر کراسٹی نے منہ بنا کر اپنا چہرہ پھیر لیا۔

”استاد یہاں تو ہر طرف پریاں ہی پریاں ہیں اور دیسی کے ساتھ پر دیسی پریاں بھی یہاں موجود ہیں میرا تو یہاں سے اٹھنے کو دل نہیں کر رہا۔“ ماجھو نے ہنستے ہوئے اوچی آواز میں کہا جیسے وہ کراسٹی اور صالحہ کو یہ بات سنانے کے لیے کہہ رہا ہو۔

”اے یہ نیاریسٹورانٹ ہے اور یہاں کی انتظامیہ کوئی ایسا ویسا کام برداشت نہیں کرتی لہذا بعد میں ان پریوں کا دیدار کر لینا پہلے بتا کہ تم نے اس احق کو کس جگہ پھانسنے کا جال بچھایا تھا۔“ استاد مکھو نے ماجھو کی طرف دیکھ کر نیا سوال پوچھا جیسے اسے ماجھو کی یہ حرکات اس وقت پسند نہ آ رہی ہوں۔

”استاد وہ احق ریگل چوک کے ایک فلیٹ میں رہتا ہے اور ہاں میں نے معلوم کر دیا ہے اور آپ کو خوش خبری دے دوں کہ میں نے اس خطرناک شخص کے راستے میں جو گڑھا کھودا تھا وہاں کچڑ میں بھیل کا خاص پانی ملا دیا تھا جس کے اندر

جانے سے آدمی پر بے پناہ سستی چھا جاتی ہے گو کہ اس احمق نے راگبیروں کے ذریعے اپنی گاڑی اس گڑھے سے نکلوالی تھی جہاں کچڑ تھا اور جس میں بھیل کا خاص پانی ملا ہوا تھا وہ احمق گھر جا کر بغیر کچھ کہے ویسے ہی سو گیا ہوگا اور مہمان سیاہ طاقت کے پیروکار اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے ہوں گے۔“ ماجھو نے اس بار یقین سے کہا تو۔

صالحہ اور کرا سٹی نے ایک بار پھر چونک کر ماجھو کی طرف دیکھا اور ان کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے کیونکہ ریگل چوک کے قریب تو عمران کا فلیٹ تھا اور یہ عمران کا نام لیے بغیر بار بار کسی خاص کامیابی پر مسکرا رہے تھے۔ گو کہ رش کی وجہ سے یہاں لوگ اپنی باتوں میں مگن تھے اور اس لیے کسی نے ان دونوں کی باتوں پر غور نہیں کیا تھا اور ویسے بھی شور کی وجہ سے کسی کو ان دونوں کی آوازیں صاف سنائی نہیں دے رہی تھیں مگر کرا سٹی اور صالحہ ایک تو ان دونوں بد معاش ٹائپ آدمیوں کی ٹیبل کے قریب ہی بیٹھی تھیں اور پوری توجہ سے ان کی باتیں سن رہی تھیں اس لیے دونوں چونک کر اب ان دونوں کو کن اگھیوں سے دیکھ رہی تھیں کیونکہ وہ صاف سمجھ گئی تھیں کہ معلوم نہیں کوئی مہمان سیاہ طاقت کے پیروکار عمران کو اغوا کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے اور اس میں کامیاب ہوئے بھی ہیں یا نہیں اس کے بارے میں یہ دونوں لاعلم تھیں۔

”ہاں کرا سٹی کیا ارادہ ہے میرے خیال میں سو فیصد عمران صاحب کو اغوا کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کیونکہ جس طرح یہ احمق اور خطرناک شخص کا ذکر بار بار کر رہے ہیں وہ یقیناً عمران صاحب کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں ہو سکتا کیونکہ ریگل چوک کے قریب تو ان کا ہی فلیٹ ہے اور ان بد معاشوں نے کسی طرح عمران صاحب کے فلیٹ کو ٹریس کر لیا ہے اور عمران صاحب پر کوئی شیطانی حملہ کیا ہے۔“ صالحہ نے ان دونوں کو اٹھتا دیکھ کر چونک کر کرا سٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اوہو صالحہ یہ کیسی بیوقوفوں والی باتیں کر رہی ہو۔“ کرا سٹی نے ہنستے ہوئے

کہا۔

”کیا مطلب میں نے کون سی احمقانہ بات کی ہے۔“ صالحہ نے حیرت سے

چونک کر اس سے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”یار آج کرما ڈرن دور ہے مغرب کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے اور تم ابھی تک وہی پرانی باتیں لے کر بیٹھی ہو یا عمران صاحب خود کسی شیطان سے کم نہیں ہیں اور ان پر کس طرح کوئی شیطانی حملہ ہو سکتا ہے۔“ کراسٹی نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں کراسٹی مجھے حیرت ہے کہ تم عمران صاحب کی ٹیم میں آنے کے بعد کئی بار دیکھ چکی ہو کہ عمران صاحب کی کئی بار شیطانی قوتوں سے مدد بھیڑ ہو چکی ہے اور سیکرٹ سروس والے بھی ان ماورائی کیسز میں حصہ لے چکے ہیں۔“ صالحہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مگر عمران صاحب کوئی بچے نہیں ہیں کہ وہ ان معمولی غنڈوں کا شکار ہو جائیں جو کسی مہمان سیاہ طاقت کا نام لے رہے تھے۔“ کراسٹی نے اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے کہا۔

”ہاں تمہاری بات درست ہے مگر پھر بھی عمران صاحب کئی بار شیطان پرستوں کی شیطانیت کا شکار ہو چکے ہیں اور ہم بھی ان کے ساتھ چند ماورائی کیسز میں حصہ لے چکے ہیں اور اب ایک بار پھر عمران صاحب پر کل کوئی شیطانی حملہ ہوا ہے اور میرے خیال میں عمران صاحب کسی مشکل میں ہوں گے۔“ صالحہ نے اس باریقین بھرے لہجے میں کہا تو کراسٹی بھی اس بار سنجیدہ ہو کر اس کی جانب دیکھنے لگی۔

”تو پھر دیکس بات کی ہے چلو ان کا پیچھا کرتے ہیں اور ان بدمعاشوں سے نمٹ کر ان سے حالات معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔“ اس بار کراسٹی نے کہا تو اس کی بات سن کر صالحہ نے سر ہلایا اور دونوں تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئیں حالانکہ ان کو یہ ٹیبل بس اتفاق سے ملی تھی اور اب ساری ٹیبل بک ہو چکی تھیں ان دونوں نے صرف کولڈ ڈرنک ہی پیا تھا اور اس کا بل ادا کیا جلدی سے باہر نکل گئیں۔

”وہ رہے دونوں شیطانی اور مکروہ شکل کے بدمعاش۔“ کراسٹی نے چونک کر کہا کیونکہ وہی دونوں بدمعاش اس وقت ایک ڈالے میں بیٹھے تھے اور ریسٹورانٹ کے پورچ سے اپنا ڈالانکال چکے تھے۔

”چلو کراسٹی جلدی سے گاڑی نکالو یہ ناہو کہ یہ دونوں شیطان ہاتھ سے نکل جائیں اور ہم دونوں ہاتھ مسلتے ہی رہ جائیں۔“ صالحہ نے تیزی سے کہا تو کراسٹی تیزی

سے ریسٹورانٹ کی پارکنگ سے اپنی کاری طرف بڑھی اور اس میں بیٹھ کر تیزی سے اسے سڑک پر لے آئی صالحہ بھی تیزی سے اس میں بیٹھ گئی۔

”میرے خیال میں وہ بائیں سمت سے ہمدانی روڈ سے جا رہے ہوں گے۔“
 صالحہ نے کہا کیونکہ اس نے ان بد معاشوں کی گاڑی پر نظر رکھی ہوئی تھی۔ کراسٹی تیزی سے اپنی کار کو آگے بڑھانے لگی اور تھوڑی دیر بعد ہی ہمدانی روڈ پر ان کو ان بد معاشوں کی گاڑی نظر آ گئی۔ اب کراسٹی محتاط طریقے سے اس کا پیچھا کرنے لگی لیکن صالحہ کا سیل فون بجنے لگا تو اس نے دیکھا کہ اس نے جس نام سے جولیا کا نمبر سیو کر رکھا تھا وہ سپارک کر رہا تھا۔

”لوس جولیا کی کال بھی آ گئی ہم جلد بازی میں مس جولیا کو کال کرنا ہی بھول گئے کہ ہم نیویلیہ ہوٹل سے نکل چکے ہیں۔“ صالحہ نے اپنے سیل فون کو دیکھتے ہوئے کہا اور بٹن پر پریس کر دیا۔

”ہیلو صالحہ۔ کہاں ہو تم دونوں۔ صالحہ کو جولیا کی تیز اور گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”مس جولیا ہم نیویلیہ ہوٹل سے نکل چکے ہیں کیونکہ ہم نے دو مشکوک افراد کو دیکھا ہے۔“ صالحہ نے مختصر لفظوں میں جواب دیا۔

”صالحہ میں نے ابھی عمران کے فلیٹ فون کیا تھا اور مجھے سلیمان نے بتایا ہے کہ عمران اپنے فلیٹ میں نہیں ہے اور معلوم نہیں کسی ماورائی طریقے سے اغوا ہو گیا ہے اور یہ بقول سلیمان کے یہ کوئی شیطانی چکر لگتا ہے کیونکہ عمران کے کمرے میں اس کا بیڈ جلا ہوا تھا مگر عمران غائب ہے۔“ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”مس جولیا ہم ایک گروہ کا تعاقب کر رہے ہیں اور جس گروہ کا تعاقب کر رہے ہیں ان لوگوں نے عمران صاحب کو اغوا کرانے میں شیطان پرستوں کی مدد کی ہے۔“ صالحہ نے جولیا سے کہا اور پھر ان کو نیویلیہ ہوٹل میں دونوں بد معاشوں کی ہونے والی گفتگو کے بارے میں مختصر بتا دیا۔

”اب تم لوگ کہاں ہوتا کہ میں سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران کو فون کر کے تمہاری طرف روانہ کر دوں۔“ جولیا نے کہا۔

”نہیں مس جولیا ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے ہم دونوں خود بھی سیکرٹ سروس کی ممبران ہیں ہم ان بد معاشوں سے خود ہی نمٹ لیں گی اور اگر مشکل ہوئی تو آپ کو یا کسی اور ممبر کو کال کر لیں گے۔“ صالحہ نے کہا تو جولیا نے اوکے کہہ کر کال ڈراپ کر دی۔

”وہیے صالحہ تمہارا اندازہ بالکل درست تھا کہ ان دونوں بد معاشوں نے عمران صاحب کو اغوا کرانے میں ہی کسی شیطان پرستوں کی مدد کی ہے غالباً مہمان سیاہ طاقت ان کا سرغنہ ہوگا۔“ کراسٹی نے صالحہ کی جانب تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔ اب ان بد معاشوں کا ڈالا دارالحکومت کی مین سڑکوں سے نکل کر ایک غیر معروف اور سنسان سڑک پر آ گیا تھا اور تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ چونکہ سڑک سنسان تھی اس لیے کراسٹی نے فاصلہ زیادہ کر دیا اور اپنی کار کی رفتار دھیمی کر دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ان بد معاشوں کا ڈالا ایک تنگ اور چھوٹی سڑک پر ہو گیا جو کہ پتھر یلا تھا مگر ہموار راستہ تھا اس لیے ڈالا اس گاڑی کو کوئی زیادہ دھکے نہیں لگتے تھے۔ ڈالا تیزی سے اس تنگ مگر ہموار راستے پر گامزن تھا۔

”اب کیا کریں صالحہ کیونکہ یہ بد معاش اپنے کسی مخصوص ٹھکانے پر جا رہے ہیں جو کہ کسی جنگل میں ہے کیونکہ یہ راستہ آگے پہاڑی جنگل کی طرف جاتا ہے۔“ کراسٹی نے ان بد معاشوں کے ڈالے کو اس تنگ راستے پر دیکھ کر ہونٹ چبا کر صالحہ کی طرف دیکھا۔

”میرے خیال میں کراسٹی جو بھی ہو جائے ہمیں اس ڈالے کے پیچھے ان بد معاشوں کے خفیہ مقام تک جانا چاہیے تاکہ ان بد معاشوں سے نمٹ کر عمران صاحب کے بارے میں معلوم کر سکیں کیونکہ اب تو ہمیں مس جولیا کے ذریعے معلوم بھی ہو چکا ہے کہ عمران صاحب کسی ماورائی طریقے سے اغوا ہو چکے ہیں۔ صالحہ نے مضبوط لہجے میں کہا تو کراسٹی نے شانے اچکا کر اپنی کار کو اس تنگ راستے پر ڈال دیا جہاں اب بد معاشوں کا ڈالا دور ہو چکا تھا مگر پھر بھی ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ تھوڑا آگے جا کر راستہ بہت کھردرا اور گندا ہو گیا مگر پھر بھی کراسٹی بڑی مہارت سے کار اس راستے پر چلائے جا رہی تھی جیسے وہ کسی عالمی جیپ ریس میں حصہ لے چکی ہو اور اس کو

اس کا وسیع تجربہ ہو۔

تھوڑا آگے جا کر ایک پہاڑی جنگل آ گیا اور ڈالا اس پہاڑی جنگل کے ایک بنے ہوئے راستے میں گھس گیا اور آگے جا کر رک گیا۔ یہ دیکھ کر کراسٹی نے اپنی کار ایک سائیڈ پر روک دی اور دونوں تیزی سے کار سے نکل آئیں اور اپنے منی پٹل بھی ہاتھوں میں لے لئے۔ چونکہ ڈالا جس جگہ گیا تھا اس کے ارد گرد کافی بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں اور دونوں نیچے جھک کر تیزی سے اس ڈالے کی طرف بڑھیں ان کو اس بات کا کوئی خوف نہیں تھا کہ وہ دونوں نوجوان لڑکیاں ہیں اور یہاں ان بد معاشوں کے اور بھی بے شمار ساتھی ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ تھا کہ وہ ان سب بد معاشوں کو خوب سبق سکھا سکتی ہیں۔ ان جھاڑیوں سے نکلنے کے بعد ان کو اس پہاڑی جنگل میں ایک جگہ ایک بوسیدہ سا مکان نظر آیا اور اس مکان کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے اس سے نحوست ٹپک رہی ہو۔

”استاد مگھو اگر وہ احمق پلیچھ مہان سیاہ طاقت کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارا گیا تو ہمارے تو وارے نیارے ہو جائیں گے۔“ ماجھو نے ایک بے ہودہ سا ہتھکڑ لگاتے ہوئے کہا اور دونوں اس بوسیدہ مکان کے اکلوتے دروازے کا تالا کھول کر اندر داخل ہو گئے۔

”میرے خیال میں یہ دونوں گاڑی میں بھی شراب پیتے رہے ہیں اس لیے مست ہیں اور دوسرا یہ کہ اس وقت دونوں اکیلے ہیں اور ہم ان کو آسانی سے پکڑ سکتے ہیں۔“ کراسٹی نے گھنی جھاڑیوں سے نکلتے ہوئے پر جوش لہجے میں کہا تو صالحہ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

واقعی دونوں بد معاش جیسے ہی مین روڈ سے نکل کر سنسان سڑک پر آئے تھے ان دونوں نے شراب سے شغل کرنے لگے تھے اس لیے وہ شراب پینے کی وجہ سے اتنے غافل ہو گئے تھے کہ وہ کراسٹی اور صالحہ کی کار کو بھی نوٹ نہیں کر سکے تھے جو مسلسل ان کے پیچھے لگی ہوئی ان کے ٹھکانے تک پہنچی تھی۔ کراسٹی اور صالحہ نے ایک نظر پھر ہر طرف دوڑائی مگر ان کو سنسان ہی نظر آئی غالباً دونوں یہاں اکیلے ہی رہتے تھے یا پھر ان کے دیگر ساتھی کہیں گئے ہوئے تھے مگر جو بھی تھا یہ کراسٹی اور صالحہ کے لیے بہت

اچھا تھا ورنہ بد معاشوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کو بہت مشکل پیش آتی اور دونوں خود بھی مصیبت میں پھنس سکتی تھیں اور تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے ہتھے چڑھنے کے بعد اپنی عزت و عصمت بھی اٹوا سکتی تھیں مگر پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی رکن ہونے کی وجہ سے ان دونوں میں خوف کے بجائے ہمت اور اعتماد تھا۔

کراسٹی نے آگے بڑھ کر بے دھڑک ہو کر اس دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا تو بند دروازہ کھلتا چلا گیا کیونکہ ان بد معاشوں نے صرف دروازے کو بند کرنا ہی مناسب سمجھا تھا اور اندر سے کنڈا نہیں لگایا تھا۔ کراسٹی اور صالحہ دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہو گئیں اب انہوں نے دیکھا کہ یہ بوسیدہ مکان اندر سے کافی بڑا تھا اور کئی کمرے اس میں بنے ہوئے تھے اور ایک بہت بڑی غلام گردش بھی جس کے اندر یہ کمرے بنے ہوئے تھے۔ معلوم نہیں کس نے اس سنسان اور پہاڑی جنگل میں یہ حویلی نما مکان بنوایا تھا مگر جو بھی تھا اب یہ مکان ان بد معاشوں کے قبضے میں تھا۔

”کہاں گئے دونوں بد معاش۔“ کراسٹی نے حیرت سے اس غلام گردش اور ان کمروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں وہ کسی کمرے میں گھس گئے ہیں۔“ صالحہ نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر غلام گردش میں ان کمروں کو دیکھنے لگی۔

”ارے استاد مگھو یہ دیکھو مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا یہ تو وہی پریاں ہیں جو نیو بیلے ریسٹورانٹ میں ہماری ساتھ والی ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھیں۔“ یلکنت ان دونوں کو مابھو کی پر جوش آواز سنائی دی۔ جوان کی آواز سن کر تیزی سے ایک کمرے سے نکلا تھا اور اس کے ہاتھ میں رائفل تھی۔

”واہ اسے کہتے ہیں چھپڑ پھاڑ کر دینا۔ آج تو عملہ بھی چھٹی پر ہے اور یہ حسن کی دو دیویاں ہیں۔“ ان کو قوی ہیکل اور پہلوان نما مگھو کی کمرہ آواز سنائی دی مگر اس وقت اس کے ہاتھ میں بھی رائفل تھی گو کہ کراسٹی اور صالحہ کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں شیطانی ہوس تھی مگر پھر بھی دونوں محتاط ہو کر اپنے ہاتھوں میں رائفل پکڑے ہوئے تھے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ ان کے ڈالے کا پیچھا کرنے والی یہ حسین لڑکیاں کوئی کال گرل نہیں بلکہ کوئی منجھی ہوئی سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لیے تو یہ دونوں بلا جھجک ان کا پیچھا

کرتے ہوئے ان کے مسکن تک پہنچی ہیں۔

”کون ہو تم دونوں اور ہمارا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک کیوں آئی ہو۔“ اس بار استاد مگھو نے اپنی لال پیلی آنکھوں سے ان دونوں کی طرف گھورتے ہوئے پوچھا۔

”استاد مگھو ہم تم سے دوستی کا ہاتھ بڑھانے آئی ہیں کیونکہ ہمارا تعلق عالمی تنظیم بلیک ڈیٹھ سے ہے۔“ اس بار صالحہ نے بات بناتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”کیا مطلب تم کیا بلیک ڈیٹھ والی عالمی خوفناک تنظیم کی ایجنٹ ہو مگر کون ہو تم کیونکہ میں آج تک بلیک ڈیٹھ کی مشہور ایجنٹ سے ملا تو نہیں ہوں مگر ان کی دہشت اور کارنامے سن چکا ہوں۔ ان کی بڑی ایجنٹ تو رینا مونڈارے عرف ڈائمنڈ بیوٹی اور ٹونڈاری عرف لیڈی ہنٹر ہے جو صرف نام کی ہی نہیں بلکہ وہ بلیک بیوٹی حقیقت میں بھی کسی ہنٹر سے کم نہیں ہے، بہر حال بولو مجھ سے تم کیا چاہتی ہو اور کسی سلسلے میں دوستی کرنا چاہتی ہو۔“ اس بار استاد مگھو نے چونک کر ان کی طرف مشکوک نظروں سے دیکھا مشکوک ہونے کے باوجود ان دونوں کو اپنے اس ویرانے میں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شیطانی ہوس چمک رہی تھی مگر پھر بھی اپنے تجربے کی بنیاد پر شکی نظروں سے ان کو دیکھ رہا تھا۔

”استاد مگھو ایک رانی تیری اور دوسری رانی میری ہوگی مجھے امید ہے کہ تم اکیلے ہی ان حسن کی پریوں سے داد عیش نہیں کرو گے بلکہ مجھے بھی موقع دو گے۔“ اس بار ماجھو نے ان دونوں کو دیکھ کر بدستور مکر وہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

”ابے خاموش ہو جا اور مجھے ان سے بات کرنے دے۔“ اس بار استاد مگھو نے غصے سے ماجھو کی طرف دیکھ کر کہا تو ماجھو سہم کر خاموش ہو گیا۔

”ہم تم سے مشہور عالم پاکیشیائی احمق کے بارے میں پوچھنے آئی ہیں کیونکہ ہم بلیک ڈیٹھ والوں کو وہ احمق درکار ہے کیونکہ اس نے ہماری تنظیم کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔“ اس بار کراسٹی نے کسی کاروباری انداز میں اس طاقت کے پہاڑ اور قوی ہیکل استاد ماجھو کی طرف دیکھ کر اس سے پوچھا۔

”احمق۔ کون احمق میں کسی پاکیشیائی احمق کو نہیں جانتا اور تم دونوں مجھ سے

کیوں دوستی کرنا چاہتی ہو مجھ میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں کہ تم بلیک ڈی تھ والی عالمی دہشت گرد تنظیم کی ایجنٹ مجھ سے دوستی کرنا چاہتی ہو۔“ پہلوان نما مگھو نے اس بار بھر پور شکی نگاہوں سے ان دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”دیکھو ہم تمہیں بتا چکی ہیں کہ ہماری بھی عمران سے دشمنی ہے کیونکہ اس احمق

کی وجہ سے ہماری تنظیم کو بہت نقصان پہنچا ہے اور ہمیں اپنے ذرائع سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ احمق پاکیشیائی تم لوگوں کی وجہ سے ماورائی طریقے سے اغوا ہو کر کسی نہ معلوم جگہ پر قید ہو چکا ہے مگر تم نہیں جانتے وہ احمق انسان دنیا کا سب سے خطرناک ترین شخص ہے اور اس سے کوئی بعید نہیں ہے اور وہ بظاہر احمق مگر خطرناک شخص ہر بار سب کو ڈاج دے کر اپنے اغوا کرنے والوں کا ہی خاتمہ کر کے نکل جاتا ہے اور اس بار ہم اس احمق کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتیں اور اس کی یقینی موت چاہتی ہیں اس لیے ہم تم سے پوچھ رہی ہیں کہ ہم سے تعاون کرو اور بتاؤ کہ عمران کہاں قید ہے تاکہ ہم اس کو وہاں سے نہ نکلنے دیں اور اس کا خاتمہ کر دیں۔ ویسے بھی ہم بلیک ڈی تھ والوں کا کام اپنے ساتھیوں کا دل جیت کر ان کا دل خوش کرنا ہے۔“ اس بار کراسٹی نے کسی کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے آنکھ دبا کر استاد ما جھو کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ارے میری پھلجھڑی۔ عمران کو مہمان سیاہ طاقت کے پیروکاروں نے ایسی جگہ پہنچا دیا ہے جہاں سے اب وہ کبھی واپس نہیں آ سکتا اس لیے تم وہاں نہیں جاسکتی کیونکہ وہ جگہ ہم بھی نہیں جانتے۔“ کراسٹی کے کاروباری انداز کو دیکھ کر ما جھو نے خوش ہو کر کہا اور تیزی سے بات کو اگل دیا۔

”حرام زادے بغیر کسی تحقیق کے تو نے ان حرام زادوں کو یہ بات بتادی اور

جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ بلیک ڈی تھ کی نہیں بلکہ پاکیشیا کے نقاب پوش اور پراسرار چیف ایکسٹو کی سیکرٹ سروس کی لڑکیاں صالحہ اور دوسری جولیا یا کراسٹی ہے۔“ اس بار استاد مگھو نے غور سے ان دونوں کی شکلوں کو دیکھ کر ایک بھر پور پھٹرا جھو کے گال پر رسید کرتے ہوئے غصے سے کہا تو کراسٹی اور صالحہ چونک گئیں اور ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ ہٹا کٹا بد معاش ان کی شخصیت سے واقف ہو چکا تھا۔ ما جھو پھٹر کھا کر اس بار چونک کر ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔

”مگر استاد تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس جیسی خطرناک سروس کی ایجنٹ ہیں۔“ اس بار ماجھو نے اپنے گال کو مسلتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

”میں نے دنیا کی تمام مشہور سیکرٹ سروس خاص کر کافرستان کے کرنل فریدی، بلگارنیہ کے میجر پرمود، گریٹ لینڈ کے ڈاکٹر سیامن اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے بارے میں معلومات اور ان کی تفصیل بمعہ فوٹو دیکھ رکھی ہیں اور میں ان لڑکیوں کے انداز سے ہی مشکوک ہو گیا تھا اور اب غور کرنے پر ان کو پہچان گیا ہوں مگر اب یہ ہمارا کھلونا تو ضرور بنیں گی مگر اس سے پہلے یہ بتا دیں گی کہ یہ ہمارا پیچھا کیوں کر رہی تھیں۔“ اس بار استاد مکھو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی رائفل کا رخ ان کی طرف کر دیا۔

”کھلونا تو ہم تم دونوں کو بنائیں گی اور ایسی سیوا کریں گی کہ تم دونوں ساری زندگی یاد کرو گے۔“ اس بار صالحہ نے خشک اور معنی خیز انداز میں کہا اور کراسٹی کو اشارہ کیا اور پھر ان کے رائفلوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بجلی کی طرح ان کی طرف فلائنگ کلک لگائی اور اس سے پہلے کہ دونوں بد معاش سنبھلتے کراسٹی کی بھرپور لات ماجھو کے سینے پر اور صالحہ کی بھرپور لات استاد مکھو کے فولادی سینے پر لگی تو دونوں چیختے ہوئے نیچے جا گرے کیونکہ ان کو فکر کسی عام لڑکیوں نے نہیں بلکہ سیکرٹ سروس کی سمجھی ہوئی سیکرٹ ممبران نے لگائیں تھیں اور نیچے گرنے سے ان کے ہاتھوں سے رائفل بھی چھوٹ گئی تھیں۔ پہلے تو ان کا ارادہ تھا کہ ان کو بیوقوف بنا کر عمران کا پوچھ کر ان کی درگت بنا کر نکل جائیں گی مگر اب اس بد معاش کے ان کو پہچان جانے کے بعد ان کا ارادہ بدل گیا تھا اور وہ ایکشن کے موڈ میں آ گئیں تھیں۔ استاد مکھو تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور ماجھو بھی کراہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور اب دونوں غصے سے ان دونوں کی طرف دیکھنے لگے۔ لیکن کراسٹی اور صالحہ نے اپنے منی پٹل نکالے اور بے دھڑک ان دونوں کے پاؤں کا نشانہ لے کر فائر کرتی چلی گئیں۔ گولیاں ان دونوں کے رانوں میں گھستی چلی گئیں اور دونوں کے منہ سے درد سے چیخیں نکل گئی اور وہ دونوں ایک بار پھر نیچے گر کر رڑ پنے لگے۔ کراسٹی اور صالحہ نے اس بار ان کے بازو کا نشانہ لے کر فائر کیا تو ان کے پاؤں کی طرح ان کے بازو بھی سرخ ہوتے چلے گئے اور دونوں کھل مرخ کی

طرح تڑپنے لگے۔ کراٹھی اور صالحہ کو یقین تھا کہ وہ بغیر ہتھیار کے بھی ان بد معاشوں کی طبیعت اچھی طرح صاف کر سکتی ہیں مگر اس کے لیے ان کو دیر ہو جاتی اور دونوں ان سے عمران کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھیں۔

”بولو کہاں ہیں عمران صاحب۔ اور تم دونوں نے کس کے کہنے پر عمران صاحب کے راستے پر گڑھا کھودا تھا اور کوئی کالے علم کا پڑھا ہوا گندرا پانی اس گڑھے میں ڈالا تھا جس کی وجہ سے عمران صاحب شیطان پرستوں کے ہاتھوں پھنس گئے اور وہ شیطان کون ہیں۔“ اس بار کر کراٹھی نے ماحجو کے بالوں کو پکڑ کر اس کے چہرے پر ایک بھرپور مکہ جڑتے ہوئے اس سے پوچھا۔

”نن۔ نہیں بتانا ماحجو ان حرام زادی لڑکیوں کو ہرگز نہیں بتانا۔“ استاد مگھو نے درد سے تڑپنے کے باوجود ماحجو کی طرف دیکھ کر کہتے ہوئے کہا۔

”صالحہ خاتمہ کرد واس کا۔“ کراٹھی نے اس بار غصے سے کہا تو صالحہ نے پسٹل استاد ماحجو کے سر پر رکھ دیا۔

”ہاں اب بول۔ کیا اب بھی نہیں بتائے گا۔“ صالحہ نے بھی اس بار گرجتے ہوئے استاد ماحجو کی طرف دیکھا۔

”خبثو! تم نے تو ہمیں ہوشیار ہونے کا موقع بھی نہیں دیا اور پہلے ہی طوفان بن گئیں۔ مگر نہیں بتاؤں گا۔“ استاد ماحجو نے کراہتے ہوئے غصے سے کہا تو صالحہ نے بے دھڑک گولی اس کے دماغ میں داغ دی تو ایک جھٹکے سے استاد ماحجو کا جسم پھڑکا اور ٹھنڈا ہو گیا۔

”ہاں اب بتاتے ہو یا تمہیں بھی اپنے استاد کے پاس بھیج دوں۔“ اس بار کراٹھی نے ماحجو کے سر پر پسٹل رکھ کر سختی سے پوچھا۔

”نہیں۔ مم۔ مم۔ میں۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ میں تمہیں سب بتاتا ہوں۔ میرے استاد کو پائیشیائی انڈر ورلڈ کے مشہور غنڈے بالے کافون آیا تھا اور اس نے ہمیں عمران کے راستے میں گڑھا کھود کر کسی مہان سیاہ طاقت کے بڑے پیروکار کے کالے عمل کا پانی دیا تھا اور کہا تھا کہ کامیابی پر دس لاکھ کا انعام ملے گا تو استاد نے مجھے اس کام میں لگایا۔ استاد کو پہلے سے ہی تم سیکرٹ سروس والوں اور عمران کے ساتھیوں

کے بارے میں سب معلومات تھیں مگر اوہ۔ تم جیسے خطرناک انسانوں سے چھپڑ کھانی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر براہ راست بھی نہیں صرف عمران کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے پر بھی اتنا پیسہ مل رہا تھا تو استاد نے میرے ذمے یہ کام لگایا اور ہمیں کہا گیا تھا کہ اس ڈبے میں بھیل کا خاص پانی ہے جو کالے عمل کا پانی ہے اور شکاری کو ناکارہ کر دیتا ہے۔ ہمیں سب معلوم تھا کہ عمران آج کل کس ہوٹل میں کھانا کھاتا ہے اور کب واپس جاتا ہے استاد نے اپنے ذرائع سے سب کچھ معلوم کروایا ہوا تھا اور پھر اس طرح عمران کی کار بد قسمتی سے اس گڑھے میں ہی گری جو تھوڑی دیر پہلے ہی کھودا گیا تھا اور اس میں بھیل کا کالے عمل کا گنداپانی پھینکا گیا تھا اور پھر اب ہم بالے کو فون کرنے ہی والے تھے کہ ان کا شکار مہمان سیاہ طاقت کے لوگوں کے ہتھے چڑھا ہے یا نہیں تم دنوں حرافہ یہاں پہنچ کر ہماری درگت بنادی۔“ ماجھو نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔

”یہ بالائینڈر ورلڈ میں کہاں ملے گا اور اس نے یہ حرکت کس کے کہنے پر کی ہے۔“ صالحہ نے اس کے بال کھینچ کر کرپوچھا۔“

”مم۔ میں نہیں جانتا یہ سب استاد کو معلوم تھا اور استاد تو تم دونوں کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔“ ماجھو نے ایک بار پھر درد سے چیختے ہوئے کہا۔ صالحہ اور کراسٹی کو محسوس ہو گیا تھا کہ ماجھو موت کے خوف سے بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے اور اس کو جو کچھ معلوم تھا اس نے بتا دیا ہے۔ صالحہ نے ہونٹ بھینچ کر اس کے سر پر بھرپور طریقے سے لات رسید کی تو ماجھو کے منہ سے ایک بار پھر بھرپور چیخ نکلی اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گر گیا۔

”اسے آف ہی کر دیتے ہیں۔“ کراسٹی نے خشک انداز میں کہا۔

”نہیں کراسٹی! یہ تو ایک چھوٹی سی مچھلی ہے اور ہم نے اس کا جو حشر کیا ہے اس سے اب یہ ویسے ہی کسی کام کے قابل نہیں رہا اس لیے اسے ایسے ہی چھوڑ دیا ہے ہمیں اصل مگر مچھلوں تک رسائی حاصل کرنی ہوگی۔“ صالحہ نے کہا تو کراسٹی نے سر ہلا دیا۔

”میرے خیال میں ہمیں اس بارے میں ٹائیکر سے رابطہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ انڈر ورلڈ کے تمام رموز کو جانتا ہے اور وہ بالے نامی غنڈے تک پہنچ جائے گا۔“ صالحہ نے کراسٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مگر اس کے لیے ہمیں خود نہیں بلکہ چیف ایکسٹو یا پھر ڈپٹی چیف مس جولیا کو کال کرنی پڑے گی کیونکہ وہ سیکرٹ سروس کا نہیں بلکہ عمران صاحب کے انڈر کام کرتا ہے۔ کراسٹی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں تو پھر تم رابرٹ سے بات کر لو وہ خود ٹائیگر کو بتا دے گا کیونکہ ویسے بھی کنگ ماسٹر کا ماضی میں ایکرمیا جیسی بڑی انڈر ورلڈ سے تعلق رہا ہے اور وہ عمران صاحب کے دیگر ساتھی جوزف، جو انا اور ٹائیگر کا گہرا دوست بھی ہے۔ اس بار صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ گورا تو عاشق مزاج ہے اور کسی ایک لڑکی کے پلے بندھنے والا نہیں ہے اور ویسے عمران صاحب نے تمہیں بھی تو صفدر کے ساتھ تھی کر رکھا ہے تم بھی تو میری طرح سیکرٹ سروس میں شامل ہونے سے پہلے اپنی پنک فورس کے ہمراہ عمران صاحب سے لڑنے آئی تھی مگر عمران صاحب کی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ان سے شکست کھا گئی تھی اور پھر ان کی قدر دان بن گئی تھی اور عمران صاحب نے چیف سے سفارش کرا کے تمہیں بھی میری طرح سیکرٹ سروس میں شامل کرا لیا تھا۔“ اس بار کراسٹی نے رابرٹ کے نام پر ہنستے ہوئے کہا تو صالحہ مسکرا دی۔

تم بھی تو گوری ہو اور مس جولیا کی طرح مغربی ہو۔ غیر پاکیشیائی ہو یعنی ساک لینڈ کی ہو مگر پھر بھی پاکیشیائی سیکرٹ سروس کا حصہ ہو گا لہذا اس لیے عمران صاحب نے تمہیں اپنے ساتھی رابرٹ عرف کنگ ماسٹر سے دوستی اور بات چیت کرنے کے لیے چیف سے خصوصی اجازت دلوا رکھی ہے۔“ صالحہ نے بھی اس پر ہنستے ہوئے کہا تو کراسٹی بھی ہنس پڑی اور ان کو اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں تھی کہ وہ غنڈوں کے ایک خفیہ ٹھکانے پر موجود ہیں جہاں کسی بھی وقت ان کے اور ساتھی بھی آ سکتے ہیں وہ بڑے آرام سے باتوں میں مصروف تھیں۔

”ہاں تم ٹھیک کہتی ہو مجھے کنگ ماسٹر سے رابطہ کرنا چاہیے وہ ٹائیگر کے ساتھ مل کر بالے نامی غنڈے سے نمٹ لے گا۔“ کراسٹی نے اپنا سیل فون نکال کر کہا اور اس مکان سے باہر نکل آئیں۔

عمران نے جیسے ہی اس سیاہ رنگ کے خیمے سے باہر نظر دوڑائی اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی کیونکہ ایک بھیا نک منظر عمران کا منتظر تھا۔ عمران نے دیکھا کہ یہ سیاہ خیمہ ایک بہت اونچے درخت پر نصب تھا اور بھرپور طریقے سے اس خیمے کو اس درخت کے ساتھ باندھ کر نصب کیا گیا تھا اور اس سیاہ خیمے سے نیچے جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا کیونکہ اس درخت کی شاخوں اور ٹہنیوں پر زہریلے سانپ اور سیاہ رنگ کے مکوڑے ریگ رہے تھے مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ یہ زہریلے سانپ اور خطرناک سیاہ مکوڑے اس سیاہ خیمے میں نہیں آ رہے تھے بس اس درخت کی شاخوں اور ٹہنیوں پر ہی ریگ رہے تھے جیسے کسی سحر کی بدولت ان کو اس سیاہ خیمے میں جانے سے روکا گیا ہو۔

”اوہو یہ میں کیا کروں میں کس طرح ان شیطان پرستوں کے چنگل سے نکلوں یہاں تو ہر طرف زہریلے سانپ اور مکوڑے ریگ رہے ہیں اور زمیں کا فاصلہ بھی بہت زیادہ ہے اگر جمپ لگاتا ہوں تو نیچے جھاڑیوں میں معلوم نہیں کتنے موذی سانپ ہوں گے۔ اب میں کیا کروں میرے تو ساتھی بھی لاعلم ہوں گے کہ میں کہاں ہوں اور وہ میرے لیے پریشان ہونگے ہاں شاید میرے پاس ایم پی فیکٹر ہو۔“ یکلخت عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور اپنی خفیہ جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اس کے لباس کی خفیہ جیب میں ایم پی فیکٹر کا انقلابی آلہ موجود تھا جو ساز و عمل میں کسی پین کی طرح تھا اور اس کے اوپر ایک تلوئی سکرین نصب تھی جو بٹن پر پس کرنے سے تھوڑی بڑی بھی ہو سکتی تھی عمران اپنی اس انقلابی ایجاد کو پہلی بار، سرد جہنم والے کیس میں بلیک ڈیٹھ کے سپیشل ہرکاروں کے خلاف استعمال کیا تھا اور اس انقلابی آلے سے کئی کام لیے تھے اور اب اس پنسل نما آلے کو دیکھ کر عمران خوش ہو گیا تھا۔

”ہاں اب میں اس خیمے سے باہر نکل سکتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ بد معاش یا باقاش نما شیطان میرا کیا باگ ڈال سکتا ہے۔“ عمران نے اس بار ایک نئے عزم کے ساتھ اٹھتے ہوئے کہا اور ایم پی فیکٹر کے بٹن کو پر پس کیا تو اس میں سے یکلخت ایک ناگوار اور انتہائی تیز بو خارج ہونے لگی اس دوران عمران نے اپنا سانس بند کر لیا

عمران نے دیکھا کہ اس اونچائی میں نصب کیے جانے والے خیمے کے باہر شاخوں اور ٹہنیوں پر رینگنے والے سانپ اور سیاہ مکوڑے نیچے گرنے لگے اور تھوڑی دیر بعد ہی عمران کو اس درخت پر ایک بھی مکوڑا اور سانپ نظر نہ آیا کیونکہ تمام سیاہ مکوڑے اور سانپ اس تیز گیس کی بو سے بے ہوش ہو چکے تھے۔ عمران نے ایک بار پھر درخت کی شاخوں پر مکوڑوں اور خاص کر سانپوں کو دیکھا تو اب اس کو اس درخت کی شاخوں پر کوئی سیاہ مکوڑا اور سانپ نظر نہیں آ رہے تھے۔ عمران نے ایم پی فیکٹر کومنہ میں دبایا اور پھر نیچے کی طرف دیکھا کہ اس درخت سے کیسے اترے تو اسے خیمے سے باہر ساتھ ہی ایک موٹی ٹہنی نظر آئی جس میں کچھ دیر پہلے زہریلے سانپ پھر رہے تھے مگر اب یہ ٹہنی خالی تھی عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے تھام لیا اور ایک جھٹکے سے خیمے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے ٹہنی کو مضبوطی سے تھاما اور احتیاط سے نیچے اترنے لگا اگر عمران کے پاس ایم پی فیکٹر نہ ہوتا تو عمران کبھی بھی نیچے نہ اتر سکتا۔ عمران احتیاط سے اس خیمے والے درخت سے نیچے اتر آیا ایک لانگ جمپ لگا کر اس درخت کے گرد جھاڑیوں کو پھلانگ کر آگے کی طرف جمپ لگایا کیونکہ اس درخت کی جھاڑیوں میں بے شمار سانپ اور مکوڑے بے ہوشی کی حالت میں گرے تھے اور عمران ان کے اوپر نہیں چڑھنا چاہتا تھا مبادہ کوئی سانپ ہوش میں نہ ہو اور اسے کاٹ نہ لے گوکہ عمران نے جہاں جمپ لگا یا تھا وہاں بھی جھاڑیاں ہی تھیں مگر وہ عمران ہی کیا جو رسک نہ لے اور خطروں سے نہ کھیلے۔

اب عمران نے غور کیا تو اس نے خود کو ایک گھنے اور اونچے درختوں کے درمیان پایا اور سورج کی روشنی ان گھنے درختوں کی وجہ سے کہیں سے بھی نہیں آرہی تھی غالباً اس لیے شاسان اسے سیاہ جنگل کہہ رہا تھا مگر عمران کے ایم پی فیکٹر سے تیز روشنی نکل رہی تھی اور جنگل کی تاریکی مجروح ہو رہی تھی۔

”معلوم نہیں بد بختوں نے مجھے کہاں اٹھا پھینکا بس یہ تو اتفاق تھا کہ میرے

لباس کی خفیہ جیب میں ایم پی فیکٹر تھا ورنہ اس سیاہ جنگل میں، میں کیسے باہر نکلتا میرے پاس کوئی بھی وائرلیس سیل فون اور ڈکٹافون نہیں ہے جس سے میں اپنے ساتھیوں سے رابطہ کر سکوں۔“ عمران نے ایم پی فیکٹر کی تیز روشنی میں چاروں طرف

نظریں دوڑاتے ہوئے خود سے کہا۔ عمران نے آیت الکرسی پڑھنے کی کوشش کی مگر یہ دیکھ کر ایک بار پھر اس کا دماغ بھک ہو گیا کہ اسے آیت الکرسی سمیت کوئی بھی مقدس کلام یاد نہیں آ رہے تھے۔

”مجھے لگتا ہے جس گڑھے میں میری گاڑی پھنسی تھی وہاں خاص طور پر میرے لیے جال بچھایا گیا تھا اور اس گڑھے میں کوئی گنداپانی تھا جس کی وجہ سے فلیٹ آنے کے بعد ناپاکی کی حالت ہونے کے باوجود میں نہیں نہایا تھا اور نہ ہی کوئی مقدس کلام پڑھا تھا اور اب ان شیطانوں کے ہاتھوں اغوا ہو چکا ہوں۔“ عمران نے منہ بنا کر رکھا اور ایم پی فیکٹر کی تیز لائٹ میں آگے بڑھنے لگا تا کہ وہ اس سیاہ جنگل سے باہر نکل سکے۔

”کون ہے جس نے سیاہ جنگل میں روشنی کی ہے۔“ یکلخت عمران کو ایک تیز آواز سنائی دی تو عمران چونک کر رک گیا۔

”کوئی ہے یہاں۔“ عمران اونچی آواز میں پکارا۔

”اس مہمان سیاہ جنگل میں تاریکی کا راج ہوتا ہے اور کون ہو تم جس نے روشنی کرنے کی جسارت کی ہے۔“ عمران کو ایک بار پھر بھاری آواز سنائی دی۔

”کون ہو تم اور اس روشنی سے اتنا کیوں گھبرارہے ہو۔“ عمران نے حیرت سے ایم پی فیکٹر کی تیز روشنی میں اس تاریک جنگل میں نظریں دوڑاتے ہوئے حیرت سے اس نامعلوم آواز سے پوچھا۔

”حیرت ہے تم باقاش کے کیسے غلام ہو جو تاریک جنگل کی سیاہی کو مجروح کر رہے ہو۔“ عمران کو پھر بھاری آواز سنائی دی۔

”باقاش کا غلام! کیا مطلب تو کیا تمہارا باقاش نامی شیطان سے کوئی تعلق

نہیں ہے جو شیطانی ساحر ہے۔“ عمران نے اس بار چونک کر اس پر اسرار آواز سے پوچھا جو کہ ابھی تک اس کو نظر نہیں آیا تھا۔

”کک کیا مطلب تم باقاش کے غلام نہیں تو پھر کیسے اس تاریک جنگل میں

موجود ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو اور یہاں کیسے آئے ہو۔“ اس بار عمران کو حیرت بھری تیز آواز سنائی دی۔

”میں باقاش! بد بخت کا غلام نہیں ہوں اور باقاش نے بھرپور طریقے سے مجھے اغوا کروایا ہے تاکہ مجھے شیطان مرو د کا غلام بنا سکے۔“ عمران نے بدستور حیرت سے کہا۔

”کیا مطلب کیا تم روشنی کے نمائندے ہو۔“ اس بار بھاری آواز نے چونکی ہوئی آواز سے پوچھا۔

”ہاں میرا ان شیطانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو اور تمہارا باقاش سے کیا تعلق ہے۔“ اس بار عمران نے اوپچی آواز میں اس پر اسرار آواز سے پوچھا۔

”نہیں میرا اس منحوس باقاش سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر میں بھی اس کی طرح تاریکی کا اور تمہاں سیاہ طاقت کا غلام ہوں۔“ اس بار پر اسرار آواز نے کہا تو عمران کے حیران ہو گیا۔

”کیا مطلب! جب تمہارا تاریک دنیا سے تعلق ہے تو پھر تم کون ہو اور تاریک دنیا کا باسی ہونے کے باوجود کیوں باقاش کو برا بھلا کہہ رہے ہو۔“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”پہلے تم یہ روشنی بند کرو تو میں تمہارے سامنے آ جاؤں گا کیونکہ طویل عرصے سے تاریکی کا قیدی ہونے کی وجہ سے میں روشنی کے سامنے نہیں آ سکتا۔“ پر اسرار آواز نے کہا۔

”مگر اس طرح تو اس سیاہ جنگل میں ہر طرف تاریکی چھا جائے گی اور میں آگے بڑھ نہیں پاؤں گا اور نا ہی میں اس بھیا نک تاریکی میں تمہیں دیکھ پاؤں گا۔“ عمران نے اس آواز کو سننے کے بعد حیرت سے کہا۔

”نہیں تاریکی میں تم مجھے دیکھ سکو گے اور اس طرح ہم ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے ہیں اس لیے تم اس کی فکر مت کرو۔“ عمران کو وہی پر اسرار آواز سنائی دی تو عمران نے حیرت سے اپنے کندھے اچکائے اور ایم پی فیکٹر کا بٹن پریس کر کے لائٹ آف کر دی تو اس سیاہ جنگل میں ایک مرتبہ پھر تاریکی چھا گئی۔

”ہاں بولو کون ہو تم اور آ خر کیا چیز ہو جو صرف تاریکی میں ہی مجھے نظر آ سکتے ہو

۔ ”ایم پی فیکٹر کی لائٹ بند ہونے کے بعد عمران نے اونچی آواز سے اس پر اسرار بھاری آواز سے پوچھا۔

”ہاں اب ٹھیک ہے اب میں تمہارے سامنے آ سکتا ہوں۔“ عمران کو وہی پر اسرار آواز سنائی دی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی شخص بیڑیوں میں چل رہا ہو اور ایک گھنے درخت کی اوٹ سے یہاں آیا ہو۔ عمران آنکھیں پھاڑ کر اس طرف دیکھنے لگا جہاں گھنے درخت کی اوٹ سے یہ پر اسرار شخص آیا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران خوف سے کانپ اٹھا کیونکہ عمران نے دیکھا کہ اس پر اسرار شخص کی آنکھوں میں آگ جل اٹھی ہو اور اس کی آنکھوں سے نکلنے والی انتہائی دھیمی اور پر اسرار روشنی سے اس کا خوفناک چہرہ واضح ہو گیا جو کہ ایک بوڑھا انسان تھا لیکن اس کا چہرہ مکمل طور پر سیاہ تھا اور سب سے خاص بات کہ اس کی آنکھوں سے گویا آگ کے شعلے پھوٹ رہے تھے جسے دیکھ کر عمران خوفزدہ ہوا تھا۔

”کک۔ کون ہو تم۔“ عمران نے اس پر اسرار اور خوفناک شخص کی طرف دیکھ کر پوچھا کیونکہ اس کی آنکھوں سے جو آگ دھک رہی تھی اس سے پر اسرار روشنی میں اس کا چہرہ نظر آنے لگا تھا۔

”تم عامی ران تو نہیں ہو جسے باقاش نے اپنے مہان مقصد کے لیے اغوا کروایا ہے۔“ اس بار پر اسرار بوڑھے نے الٹا عمران پر سوال کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

”ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ مجھے کسی شیطانی مقصد کے لیے اغوا کیا گیا ہے اور بڑے طریقے سے مجھے پلاننگ کے تحت ہی اغوا کیا گیا ہے۔“ عمران نے اس بوڑھے کی آواز پہچانتے ہوئے اس بار خشک لہجے میں جواب دیا اور اس بار بے خوفی سے اس پر اسرار شخص کی دہکتی ہوئی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

”ہوں بہت ہی بے خوف اور نڈر انسان لگ رہے ہو اور میری مہان طاقتیں مجھے بتا رہی ہیں کہ تم وہ منش ہو جو اپنے ذہن کے پکے ہو اور بہت مضبوط اعصاب کے مالک ہو۔“ پر اسرار شخص نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر تم کون ہو اور مجھے کیسے جانتے ہو اور تمہاری آنکھوں میں یہ آگ کیوں

دہک رہی ہے۔“ عمران نے حیرت اور خوف کی ملی جلی کیفیت میں اس سے پوچھا۔
 ”عامی ران! یہ ایک الگ کہانی ہے اب تم مجھے مل گئے ہو تو میں تم کو اپنی آپ
 بیتی ضرور سناؤں گا کیونکہ روشنی کی دنیا کے جن منشوں کا میں دشمن ہوا کرتا تھا اور ان کا
 خاتمہ کرتا تھا بدی اور قہر کی ٹھوکریں کھانے کے بعد شیطانیت سے اکتا کر اب میں روشنی
 کے حق میں ہو گیا ہوں۔“ پراسرار شخص نے اس بار معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے
 جواب دیا۔

”مجھے تمہاری باتوں کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اور کیوں
 مجھے تم لوگ کسی سیاہ دیوی کے قدموں میں ذبح کرنا چاہتے ہو مجھے ابھی تک اپنا نام بھی
 نہیں بتایا کیا تم باقاش کی کوئی غلام طاقت ہو۔“ اس بار عمران نے حیرت سے اس کی
 دہکتی آنکھوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”میں اور باقاش کا غلام یہ تو ایک مذاق ہو گیا ارے باقاش جیسی رزیل سیاہ
 طاقتیں تو میری ہاتھ کی میل ہیں اگر میرے پاس کھنڈولا کا مہان شکتی سیاہ علوم اب بھی
 ہوتا تو میں باقاش جیسے سیکڑوں سیاہ قوتوں کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا۔“ پراسرار
 شخص نے اس بار مٹھیاں بھینچ کر کہا جیسے عمران نے اس کو باقاش کی غلام طاقت کہہ کر
 اس کی توہین کی ہو۔

”مجھے تمہاری باتوں کی کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو اور آخر تم
 ہو کیا اور مجھ سے کیا چاہتے ہو۔“ چونکہ عمران کو اس پراسرار بوڑھے کی باتوں کی ابھی
 تک کچھ سمجھ نہیں آئی تھی اس لیے اس نے بے زاری سے پوچھا۔
 ”عامی ران! تم تو روشن دنیا کے بہت مضبوط اور صاف کردار کے منش ہو پھر تم
 یہ کیسی باتیں کر رہے ہو۔“ اس بار دہکتی آنکھوں والے پراسرار بوڑھے نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”نہیں میں کوئی روشنی کا نمائندہ نہیں ہوں بلکہ ایک بہت گنہگار انسان ہوں
 اس لیے تو بھٹک کر کہاں سے کہاں پہنچا دیا جاتا ہوں اور ماضی میں بھی میں شیطان کی
 سیاہ اور گندی رزیتوں کے ہاتھوں اغوا ہو چکا ہوں اور اب ایک بار پھر ان کے عتاب کا
 شکار ہوں اگر میں روشنی کا نمائندہ ہوتا تو شیطان کی سیاہ رزیتیں مجھے اس طرح اغوا نہ

کر سکتیں۔“ اس بار عمران نے اس پر اسرار بوڑھے کی بات سن کر جواب دیا۔
 ”عامی ران! یہی تو تمہاری سب سے بڑی خوبی ہے کہ تم روشنی کی کوئی مہان طاقت نہیں ہو مگر تمہارا رابطہ روشن دنیا کے نامور منشوں سے ہے اور ان کی معاون سے تم کئی بار سیاہ ذریتوں کو بھی فنا کر چکے ہو اور مہان سیاہ طاقت تم سے خار کھاتا ہے مہان سیاہ طاقت کی طاقتور سیاہ ذریتیں تمہیں اپنا غلام بنانا چاہتی ہیں تاکہ تم سیاہ طاقتوں کے غلام بن کر الٹا اب روشنی کی طاقتوں کا خاتمہ کرو اس سے مہان سیاہ طاقت ایسا کرنے والے کو اپنا نائب بنالے گا کیونکہ تم جیسے صاف کردار اور بے شمار سیاہ شکتیوں کو مارنے والا منش آخر کار سیاہ طاقت کا ہی غلام بن جائے گا۔“ پر اسرار بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”احق بوڑھے! تم شیطانوں کی یہ ناپاک خواہشات میں کبھی پوری نہیں ہونے دوں گا اور بے شک مجھے کسی سیاہ دیوی یا کوئی اور شیطانی طاقت کے آگے قربان ہی کیوں نہ کر دیا جائے میں اپنے بچاؤ کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا اور ایسے ہی خود کو کسی شیطانی طاقت کے سامنے ذبح نہیں ہونے دوں گا۔“ اس بار عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

”بہت خوب عامی ران! تم واقعی ایک مہان منش ہو اور بہت مضبوط دل گردے والے ہو۔“ اس بار پر اسرار بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”میں ابھی تک تمہیں نہیں سمجھ رہا کہ آخر تم کیا ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ کیا تم مجھے اپنی طرح شیطان کا غلام بنانا چاہتے ہو۔“ اس بار عمران نے چونک کر اس سے پوچھا۔

”نہیں عامی ران! میں تو تمہاری اس سیاہ دنیا میں مدد کرنا چاہتا ہوں۔“ اس بار بوڑھے نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا تو عمران حیرت سے اچھل پڑا۔
 ”کیا مطلب۔ کیا تم شیطانی طاقت نہیں ہو۔“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔
 ”ہوں بالکل ہوں بلکہ میں شیطان کی وہ طاقت ہوں جو بے پناہ ریاضتوں کے بعد کھنڈولا بن چکا تھا اور بے شمار سیاہ رزیت کے علاوہ میرے پاس اور بھی کافی علوم تھے۔“ پر اسرار بوڑھے نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر تم میری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو۔ تم بتا بھی رہے ہو کہ تم شیطانیت میں عبور حاصل کر چکے ہو اور کھنڈ ولا جیسی بڑی طاقت بھی ہو۔“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

ہو نہیں تھا! اب نہیں ہوں اور اس سیاہ دنیا سے دور ہونا چاہتا ہوں۔ مگر نہیں نکل سکتا۔“ اس بار بوڑھے نے ممکن لہجے میں جواب دیا تو عمران اپنے دماغ کو سہلانے لگا کیونکہ عمران ابھی تک اس پراسرار بوڑھے کی باتوں کو نہیں سمجھ سکا تھا کہ آخر یہ کیا چیز ہے اور اس سے کیا چاہتا ہے۔

”ہوں۔ تو ابھی تک تم مجھے نہیں سمجھے۔ مگر کوئی بات نہیں بچے ہو سب سمجھ جاؤ گے کیونکہ میں نے ابھی تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتایا ہی نہیں ہے بہر حال سنو میرا اصل نام جارج ہے اور سیاہ دنیا کی مہان ترین طاقت یعنی کھنڈ ولا بننے کے بعد میرا نام شری کا کوش ہے۔“ اس بار بوڑھے نے خود ہی عمران کو اپنا نام بتاتے ہوئے کہا اور اس بار اس کی آنکھوں سے دہکتے شعلے بھی بند ہو گئے تھے جس سے ایک دفعہ پھر ہر سو اندھیرا اچھا گیا تھا۔

”ارے یہ کیا۔ جارج یا شری کا کوش کہاں ہو تم۔ ابھی تو یہیں تھے۔“ عمران نے اندھیرا ہوتے ہی حیرت سے آنکھیں پھاڑے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔ مگر کوئی جواب نہ ملا تھا۔ عمران کو اس گورکھ اندھیرے میں کسی کے بھاگنے کی تیز آواز سنائی دی تو عمران نے اندھیرے میں دیکھنے کی بھرپور کوشش کی تو اس بار اس کی آنکھیں اندھیرے میں ہی کچھ کچھ دیکھنے کے قابل ہو گئیں۔

”عامی ران۔ تمہیں جال میں پھانسنے کے لیے سیاہ ذریتوں کے ہتھکنڈے شروع ہو چکے ہیں۔ لہذا اپنا خیال کرنا ورنہ مہان خطا اٹھاؤ گے۔ مگر خبردار تم نے کسی سے میرا کوئی ذکر نہیں کرنا ورنہ خود ہی نقصان اٹھاؤ گے۔“ عمران کو اس بار پھر وہی پراسرار بوڑھے جارج یا شری کا کوش کی تیز آواز سنائی دی تو عمران چونک کر پھر ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا۔

”حیرت ہے۔ آخر یہ سب کیا ہے میں کن گورکھ دھندے میں پھنس چکا ہوں۔“ عمران نے زیر لب کہا۔

”عامی ران! میں تم سے بعد میں خود ہی ملوں گا۔ تمہیں سب کچھ بتاؤں گا اور تم

کو میں نے سیاہ دنیا کے راز اور ایسے انکشاف بھی بتانے ہیں جن کو سن کر تم حیران ہو جاؤ گے مگر میری التجا ہے کہ ابھی یہاں سے جتنا تیز بھاگ سکتے ہو بھاگو ورنہ سرکون کی بدرواحیں یہاں آگئیں تو میں اس وقت تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔“ عمران کو اس بار جارج یا شری کا کوش کی تیز اور التجا یا آواز سنائی دی تو معلوم نہیں اس پر اسرار بوڑھے کی تیز آواز سن کر عمران کے پاؤں میں بجلی بھر گئی اور عمران تاریک جنگل ہونے کے باوجود تیزی سے اس جگہ سے دوڑ بھاگنے لگا جیسے اس نے یہاں کوئی عفریت دیکھ لی ہو۔ عمران تیزی سے بھاگ رہا تھا اور حیرت انگیز طور پر جنگل گھنا اور تاریک ہونے کے باوجود عمران کہیں نہیں ٹکرایا تھا۔ کافی دور تک بھاگتا ہوا اس پر اسرار بوڑھے والی جگہ سے بہت دور جا چکا تھا مگر پھر بھی یہاں بھی وہی تاریکی اور سیاہ مائل جنگل ہی تھا۔ عمران نے ایک بار پھر اللہ کا نام یاد کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اور مایوس ہو گیا کہ معلوم نہیں اس گڑھے میں کیسا غلیظ اور گندامل والا پانی ڈالا گیا تھا کہ اس کا دماغ کام ہی نہیں کر رہا تھا اور نا ہی اس کو مقدس کلمات یاد آ رہے تھے۔

آہ! یہ میں کس عذاب کو پھنس گیا ہوں۔ جہاں ہر طرف تاریک جنگل ہی میرا منہ چڑا رہے ہیں میں تو واقعی بے بس ہو کر رہ گیا ہوں۔“ اس بار عمران نے تھک کر ایک درخت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا مگر پھر ایک بھر پور چیخ مار کر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس درخت میں جیسے آگ جل رہی ہو۔

”عمران! اس بار تم بہت برے پھنسے ہو۔“ عمران نے منہ بنا کر خود سے کہا کیونکہ اب تک عمران اغوا ہونے کے بعد ان سیاہ رازوں کی گتھیا سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس میں الجھتا ہی جا رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ رکھ کر اس درخت کو دیکھا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے واقعی اس درخت میں کوئی آگ دھک رہی ہو۔

”دھن دھن دھن۔“ یکلخت عمران کو پر اسرار آوازیں سنائی دیں تو عمران تیزی

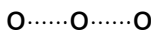
سے پھر ہر طرف نظریں دوڑانے لگا۔

”اے احق بالک۔ تم سرکونوں کے جنگل میں پھنس چکے ہو تمہیں منع کیا گیا تھا کہ اس مہان سیاہ خیمے سے باہر نہ نکلتا مگر تم بہت ضدی ہو اور اب عزیت تمہارا مقدر

بن چکی ہے۔“ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے بادل گرج رہے ہوں اور بادلوں کی گرج سے انتہائی خوفناک آوازیں آرہی ہوں جو اسے ڈرا دھمکا رہی تھیں۔

”کک۔ کک۔ کون ہو تم سب اور کیوں مجھ غریب کو تنگ کر رہے ہو کیا میں نے تمہاری بھینس کے انڈے چوری کئے ہیں جو مجھ معصوم کو اتنا ڈرا رہے ہو۔“ عمران نے ایک بار پھر احمقانہ انداز میں آتے ہوئے خوفناک اور گرجتی آوازوں سے پوچھا۔ مگر اس بار آواز ندرتھی۔

”حیرت ہے۔ میرے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کیوں کھیلا جا رہا ہے۔“ عمران نے رو دینے والے انداز میں کہا تو اس بار کوئی جواب نہ آنے پر عمران نے اپنے شانے اچکا دیئے اور پھر لیکنخت عمران کو ایک نسوانی بھیا نک چیخ سنائی دی تو عمران پھر چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ عمران نے اس آواز کا تعین کرتے ہوئے آگے کو بھاگا اور ابھی تھوڑی ہی آگے بھاگا تھا کہ عمران حیرت کی شدت سے اچھل پڑا۔ کیونکہ اب ایک نیا منظر اس کو حیرت زدہ کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ یہ صنف نازک عمران کی شناسا تھی۔



جیسے ہی باہر بیل بجی۔ سلیمان تیزی سے عمران کے کمرے سے نکلا اور باہر کی طرف لپکا اور بغیر کسی حماقت کے دروازہ کھول دیا کیونکہ سلیمان اس وقت عمران کی وجہ سے پریشان تھا اور نہ اپنی حماقتوں سے باہر کھڑے بندے کا پہلے سر کھاتا پھر دروازہ کھولتا تھا۔ سلیمان نے دیکھا کہ باہر ٹائیگر کھڑا مسکراتا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ”ہیلو سلیمان! کیسے ہو تم اور باس کہاں ہیں۔ کافی دنوں سے ان سے ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی انہوں نے مجھے فون کیا ہے اس لیے ان کی یاد ستار ہی تھی تو میں آج بے اختیار یہاں چلا آیا۔“ ٹائیگر نے سلیمان کی طرف دیکھ کر اس کا حال اور عمران کا پوچھا۔

”مسٹر ٹائیگر تم اندر آؤ پھر بات ہوتی ہے۔“ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور راستہ چھوڑ دیا۔ ٹائیگر نے حیرت سے سلیمان کو دیکھا مگر خاموشی سے اندر آ گیا تو سلیمان نے ایک دفعہ پھر ڈور کو بند کر دیا۔

”صاحب کے کمرے میں چلو وہاں جوزف اور رابرٹ بھی موجود

ہیں۔“ سلیمان نے کہا اور ٹائیگر کے ساتھ عمران کے کمرے میں دوبارہ آ گیا جہاں جوزف اور رابرٹ حیرت اور پریشانی سے کھڑے تھے اور ٹائیگر کو دیکھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔

”کیا بات ہے۔ باس کہاں ہیں اور تم سب اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہو؟“ ٹائیگر نے خوشدلی سے ان سے ہاتھ ملا کر حیرت سے پوچھا۔

”جوزف کی بیوی مرچکی ہے اس لیے ہم سب شرمندہ ہیں میرا مطلب ہے رنجیدہ ہیں۔“ آخر سلیمان سے نرہا گیا اور اس نے جوزف پر فقرہ کس دیا تو جوزف قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔

”ٹائیگر! باس کو اپنے کمرے سے نامعلوم طریقے سے اغوا کر لیا گیا ہے اور

بقول جوزف کے یہ سب پراسرار طریقے سے شیطانی ذریتوں نے کام کیا ہے۔“ رابرٹ نے اس بار ٹائیگر کو یہاں آنے اور عمران کے کمرے میں جانے اور اس کے بیڈ کو پراسرار طریقے سے جلے ہونے کا بتایا تو ٹائیگر چونک کر عمران کے بیڈ کو دیکھنے لگا جو واقعی جلا ہوا تھا۔

”مگر یہ سب کیسے ہوا حالانکہ باس تو رات کو نماز پڑھتے ہیں اور اپنے مرشد سید چراغ شاہ صاحب کے کہنے پر باقاعدگی سے قرآنی آیات اور دیگر مقدس کلمات پڑھ کر سوتے ہیں پھر کیسے شیطانی طریقے سے اغوا ہوئے۔“ ٹائیگر نے اس بار پریشان ہو کر کہا۔

”کچھ معلوم نہیں ہے کہ یہ سب کیسے ہوا۔ مجھے یہ سب جاننے کے لئے عمل کرنا ہوگا اور پھر جا کر مجھے معلوم ہوگا کہ یہ سب کیسے ہوا۔ گندی طاقتیں باس کو اغوا کر کے کہاں لے گئی ہیں۔“ جوزف نے پریشانی سے جواب دیا۔

”ہاں ٹائیگر! تمہاری بات درست ہے۔ صاحب واقعی سید چراغ شاہ

صاحب کے بتائے ہوئے کلمات پڑھ کر سوتے تھے جو کہ مختصر ہی ہیں اور میں بھی رات کو صاحب کے کہنے پر مقدس کلمات پڑھ کر سوتا ہوں مگر رات کو میں نے صاحب میں ایک عجیب تبدیلی دیکھی تھی کہ ان کے کپڑے میلے تھے اور غلاظت لگی ہوئی تھی مگر صاحب نے رات کو مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور خاموشی سے اپنے کمرے میں چلے

گئے تھے۔ پھر میں نے ان کو اپنے کمرے سے نکل کر واش روم جاتے ہوئے نہیں دیکھا ورنہ میرا تو یہی خیال تھا کہ وہ اپنے کمرے سے صاف کپڑے نکال کر واش روم جائیں گے اور نہادھو کر نئے کپڑے پہنیں گے مگر حیرت انگیز طور پر صاحب نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔ میں نے بھی ان سے کوئی بات نہیں کی تھی کیونکہ وہ بہت تھکے تھکے لگ رہے تھے۔“

سلیمان نے ٹائیگر کی بات سن کر چونکتے ہوئے گزشتہ رات والے واقعے کو یاد کرتے ہوئے کہا تو جوزف سمیت سب چونک گئے۔

”حیرت ہے باس اس طرح تو کبھی نہیں کرتے کہ بغیر نہائے اور صاف کپڑے پہنے بغیر گندے کپڑوں کے ساتھ ہی سو گئے ہوں۔“ ٹائیگر نے حیرت سے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مگر ٹائیگر! کل رات ایسا ہی ہوا ہے۔ کیونکہ یہ کوئی پرانی بات نہیں بلکہ کل رات کی ہی تو بات ہے۔“ سلیمان نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے شک ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ باس کو پراسرار طریقے سے اغوا کرانے کے لئے غلاظت کے سیاہ شیطانوں نے کوئی خوفناک جال پہلے سے ہی بنا رکھا تھا۔ اور وہ رات کو آخر کار اپنے گندے مقصد میں کامیاب ہو ہی گئے ہیں۔“

جوزف نے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے غصے سے کہا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ ان شیطان پرستوں کا قیمہ بنادے جنہوں نے عمران کو اغوا کیا تھا۔

”مگر اب یہ کس طرح معلوم ہوگا کہ باس کو کن شیطان پرستوں نے اپنے شیطانی مقصد کے لیے اغوا کیا ہے۔ اور ان کا اس کے پیچھے کیا مقصد ہے۔“ اس بار رابرٹ نے لمبی سانس لے کر پریشانی سے کہا۔

”مقصد جو بھی ہو۔ میں ان کا پتہ لگا لوں گا اور ان کا وہ حشر کروں گا کہ ان کی بدروحیں صدیوں تک تڑپتی رہیں گی جنہوں نے باس کو اپنے ناپاک مقصد کے لئے پراسرار طریقے سے اغوا کیا ہے اور اپنی سیاہ دنیا میں لے گئے ہیں۔“ جوزف نے خشک انداز میں جواب دیا اور بدستور غصے کے عالم میں اس کے چہرے پر گویا انگارے جل رہے تھے۔

”مگر جوزف! ابھی ٹائیگر کے آنے سے پہلے تو تم کہہ رہے تھے کہ یہ کسی

سرکون نامی شیطانی ذریت کا کارنامہ ہے اور اب کہہ رہے ہو کہ مجھے معلوم کرنا پڑے گا کہ صاحب کو کس نے اغوا کیا ہے۔“ اس بار سلیمان نے حیرت سے جوزف کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں سلیمان! میں شیطانیت کی گندی ذریت کو دیکھ کر ہی پہچان جاتا ہوں۔ اور ان کی بو بھی محسوس کر لیتا ہوں۔ مجھے اتنا تو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ سرکون کی شیطانی ذریت کا کارنامہ ہے۔ مگر ابھی مجھے معلوم کرنا ہے کہ باس کو آ خر ماورائی طریقے سے کہاں لے جایا گیا ہے اور وہ اس وقت کس مقام پر ہیں۔“ جوزف نے کہا۔

”ہاں جوزف! میں تمہاری بات پر اتفاق کرتا ہوں۔ کیونکہ ہم باس کے ہمراہ کئی مواتوں پر شیطانی ذریتوں کے خلاف لڑ چکے ہیں۔“ ٹائنگر نے جوزف کی طرف دیکھ کر اس کی طرف داری کی۔

”ہاں ٹائنگر! مگر مجھے یوں لگ رہا ہے کہ اس بار باس کو کسی بہت طاقتور شیطانی ذریت نے اغوا کیا ہے اور اس بار ان کا مقصد بھی بہت ہولناک ہے۔“ جوزف نے اس بار پریشانی سے کہا تو رابرٹ اور ٹائنگر کے ساتھ سلیمان بھی اس بار پریشان ہو گیا۔

اچانک ایک دفعہ پھر باہر نیل جی تو سلیمان سمجھ گیا کہ بلیک زیرو آیا ہے۔ سلیمان تیزی سے باہر چلا گیا اور ڈور کھول دیا۔ باہر واقعی بلیک زیرو ایکسٹو کے روپ میں تھا اور اس وقت اس کے چہرے پر ایکسٹو کا مخصوص نقاب لگا ہوا تھا۔

”آئیے سر! آج آپ ہمارے پاس یعنی عمران صاحب کے فلیٹ میں آئے ہیں مجھے آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔“ سلیمان نے اونچی آواز میں کہا تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ یہاں اس کے علاوہ بھی عمران کے دیگر ساتھی موجود ہیں۔ اس لئے وہ خاموشی سے اندر آ گیا اور سیدھا عمران کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں جوزف، رابرٹ اور ٹائنگر پہلے سے ہی موجود تھے۔ جوزف، رابرٹ اور ٹائنگر نے پاکیشائی سیکرٹ سروس کے چیف کو دیکھ کر ادب سے سلام کیا۔

”ہاں جوزف! تم بتاؤ کہ عمران کو اس کے روم سے کون اغوا کر سکتا ہے۔“ بلیک زیرو نے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں جوزف کی طرف دیکھ کر پوچھا تو ٹائنگر اور

رابرٹ غور سے پاکیشیا کے پراسرار چیف کو دیکھنے لگے جو عرصہ دراز سے سیکرٹ سروس کی طرح ان کے لیے بھی معمہ بنا ہوا تھا۔ کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آج قریب سے اسے دیکھ رہے تھے جو بدستور اب بھی معمہ تھا۔ یعنی نقاب میں تھا۔ مگر ان دونوں کے چہروں پر ایکسٹو کے لیے احترام تھا۔

”سر! میرے اندازے کے مطابق باس کو ماورائی طریقے سے شیطان کی سیاہ ذریتوں نے کسی پلاننگ کے تحت اغوا کیا ہے۔“ جوزف نے رابرٹ اور ٹائیگر کی موجودگی میں بلیک زیرو کو طاہر صاحب کے بجائے سر کہتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ آج کے سائنسی دور میں یہ باتیں احمقانہ لگتی ہیں۔ میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔“ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”نہیں سر! میں جوزف کی بات پر نفی نہیں کروں گا۔ کیونکہ باس کے ساتھ میں اور جوزف بعض مہم میں جونا بھی ہمارے ساتھ باس کے ساتھ شیطانی ذریتوں کے خلاف لڑ چکے ہیں۔ عمران صاحب تو آپ کو ان ماورائی کیسز کے بارے میں لازمی بتاتے ہوں گے۔ ان کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر آپ ہی کے کہنے پر باس آپ کی سیکرٹ سروس کے لیڈر کی حیثیت سے متعدد بار سفلی قوتوں سے لڑ چکے ہیں اور شیطانی ذریتوں کو شکست دے چکے ہیں۔“ ٹائیگر نے ادب سے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر جوزف کی تائید کی۔

”ہاں یہ بات تو تمہاری درست ہے مسٹر ٹائیگر! تو پھر کیسے معلوم ہوگا کہ عمران کو اغوا کرنے میں کس شیطانی ذریت کا ہاتھ ہے۔“ ٹائیگر کی بات سن کر بلیک زیرو نے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”سر! اس بارے میں مجھے ایک عمل کرنا ہوگا اس کے بعد ہی میں کچھ جاننے کے قابل ہوں گا۔ باس! آپ کو بتا چکے ہوں گے کہ میرا فریقہ کے قدیم وچ ڈاکٹروں سے بھی رابطہ رہتا ہے اور میں باس کے ہمراہ بے شمار دفعہ شیطانی ذریتوں کا خاتمہ بھی کر چکا ہوں۔“ جوزف نے ادب سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ٹائیگر اور رابرٹ! تم عمران کے لیے کام کرتے ہو اور عمران اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے مجھے بھی اچھا لگتا ہے۔ تم سب اس کے خاص آدمی ہو اور میرے

خیال میں تم دونوں کو زیر میں دنیا کے باسیوں سے معلوم کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تم لوگوں کو کوئی کلیول جائے اور عمران کے لئے ہم سب کچھ کر سکیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے سر! جیسے آپ کی مرضی۔ میں اور ٹائیگر اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں کوئی کلیول جائے اور اگر ایسا ہوا تو ہم آپ کو اطلاع کر دیں گے۔“ اس بار رابرٹ نے ادب سے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”سر! اپنے باس کے لئے ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے کہ ہمیں کوئی کلیول جائے اور سر مجھے اور رابرٹ کو اجازت دیں تاکہ ہم کوئی کلیوڈ ہونڈ سکیں۔“ ٹائیگر نے بلیک زیرو سے کہا اس نے سر کے اشارے سے اجازت دے دی تو ٹائیگر نے ادب سے بلیک زیرو کو سلام کیا اور کمرے سے باہر آ گیا تو رابرٹ نے بھی ادب سے بلیک زیرو سے ہاتھ ملایا اور عمران کے کمرے سے باہر نکل گیا تاکہ عمران کے اغوا کا سراغ لگا سکیں۔ سلیمان بھی ان کو باہر چھوڑنے کے لیے کمرے سے باہر نکل گیا۔

”اچھا بگ باس! آپ دعا کریں کہ ہم باس کا پتہ لگا سکیں کہ ان کو کون منخوسوں نے اتنے پراسرار طریقے سے اغوا کیا ہے۔“ رابرٹ نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا تو سلیمان نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ رابرٹ اور ٹائیگر کے جانے کے بعد سلیمان نے ایک بار پھر ڈور کو بند کر دیا اور اندر عمران کے کمرے میں آ گیا جہاں جوزف اور بلیک زیرو موجود تھے۔

”طاہر صاحب! اب آپ نقاب اتار سکتے ہیں۔ ٹائیگر اور رابرٹ جا چکے ہیں۔“ سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو نے نقاب اتار دیا۔

”جوزف! تمہارے خیال میں عمران صاحب کو پراسرار طریقے سے اغوا کرا کے کہاں لے جایا گیا ہوگا۔“ اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصلی آواز میں پوچھا۔

”معلوم نہیں طاہر صاحب! اتنا تو مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ سر کون کی گندی بدروحوں کے ذریعے باس اغوا ہوئے ہیں۔ اور جہاں تک میں نے سر کون کا سنا ہے وہ

تاریک جنگلوں کے باسی ہیں اور تاریک جنگلوں میں ہی ان کا راج چلتا ہے۔ مگر یہ شیطانی ذریت جس سیاہ طاقت کے زیر اطاعت ہیں اس کے بارے میں، میں نہیں جانتا اور نہ ہی جانتا ہوں کہ وہ کونسے تاریک جنگلوں میں ہیں۔ مجھے اس کے لئے ایک عمل کرنا ہوگا۔ سلیمان! کیا تم میرے لیے تین موم بتیوں، کافور، لوبان اور سرسوں کے تیل کا انتظام کر سکتے ہو۔“ جوزف نے اس بار سلیمان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ابے اوکا لیے! میرا کوئی مر نہیں گیا جو میں کافور لئے پھروں اور ہمارے ملک میں لوڈ شیڈنگ کا اتنا زیادہ بحران ہے جس کی وجہ سے یو پی ایس بھی جواب دے جاتے ہیں اس لئے موم بتیاں میں نے لے رکھی ہیں۔ وہ تم کو مل سکتی ہیں البتہ سرسوں کا تیل نہیں ہے۔ ختم ہو چکا ہے اور لوبان بھی نہیں ہے۔“ سلیمان نے منہ بنا کر جوزف کو جواب دیا۔

”تو ٹھیک ہے۔ تم بازار سے میری مطلوبہ چیزیں لے آؤ اس دوران میں طاہر صاحب کے لیے چائے بناتا ہوں۔“ جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان نے حامی بھر لی کیونکہ اس وقت وہ بھی عمران کی وجہ سے پریشان تھا اور جوزف سے زیادہ بحث مناسب نہ سمجھی۔ سلیمان جانتا تھا کہ جوزف پر اسرار کاموں میں ماہر ہے۔ سلیمان کے باہر جانے کے بعد جوزف نے دروازہ بند کیا اور پچن کی جانب بڑھنے لگا۔

”نہیں جوزف! رہنے دو۔ عمران صاحب پر اسرار طریقے سے شیطانی ذریعوں کے ہاتھوں اغوا ہو چکے ہیں اس لئے کسی چیز کا دل نہیں کر رہا کیونکہ عمران صاحب کے اس پر اسرار اغوانے مجھے بھی بہت پریشان کر دیا ہے۔ اللہ کرے وہ خیرت سے ہوں۔“ بلیک زیرو نے ایک لمبی سانس بھر کر کہا تو جوزف نے جی اچھا کہہ کر سر ہلا دیا۔

”ویسے جوزف! اب شیطانی ذریعتیں اپنی گندی حرکتوں میں کچھ زیادہ ہی شیر ہو گئیں ہیں۔ عموماً شیطانی ذریعتیں اس طرح کی حرکت نہیں کرتیں۔“ بلیک زیرو نے عمران کے کمرے سے باہر نکل کر ٹی وی لائونج میں موجود صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں طاہر صاحب! دراصل باس اب تو لاتعداد کیسز میں شیطانی قوتوں کو شکست دے چکے ہیں۔ ان کو فنا کرنے میں چونکہ باس کے ساتھ ٹائیگر، جوانا بھی

شامل ہوتے رہے ہیں اور بعض ماورائی کیسز میں تو کافی ممبران شامل رہے ہیں۔“
جوزف نے کہا۔

”ہاں! کراسٹی اور خصوصاً رابرٹ تو عمران صاحب کے پاس نئے ہیں۔
کراسٹی کو تو عمران صاحب نے اپنی سیکرٹ سروس میں شامل کیا ہے۔ رابرٹ کو تم
لوگوں کے ساتھ تھی کیا ہے اور ویسے مجھے رابرٹ اچھا لگتا ہے کیونکہ بقول سلیمان کے
رابرٹ بہت زندہ دل انسان ہے اور اپنی زندہ دلی کی وجہ سے رابرٹ، سلیمان کی
موجوگی میں اس سے مل جاتا ہے اور اسے بگ باس کہتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ
باتوں اور حماقتوں میں سلیمان اپنے صاحب عمران سے بھی دو جوتے آگے ہے۔“
بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوتوں کے لفظ پر جوزف بھی ہنس پرا اور اس کے
چہرے پر مسکراہٹ بھی ریگ گئی۔

”ہاں۔ ویسے طاہر صاحب! باس نے کراسٹی کو بھی ایکسٹو کی حیثیت سے
رابرٹ سے بات چیت کرنے اور اس سے دوستی کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔“
جوزف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں جوزف! دراصل عمران صاحب کو چاہنے والی بے شمار لڑکیاں ہیں۔ مس
روشی تو عمران صاحب کو ایکسٹو کی حیثیت سے بھی جانتی ہیں اور عمران صاحب کو چاہنے
میں جولیا اور زیرو لینڈ کی ناگن تھریسیا بھی بہت جذباتی ہیں اور ایک کراسٹی کی شکل
جولیا سے بہت ملتی ہے اور ساک لینڈ کی کراسٹی بھی شروع میں عمران صاحب سے
شادی کے چکروں میں تھی۔ مگر رابرٹ کے آنے کے کراسٹی کی توجہ رابرٹ کی طرف
ہو گئی۔ عمران صاحب نے اسے رابرٹ سے دوستی کرنے پر نہیں روکا بلکہ ایکسٹو کی
حیثیت سے اسے رابرٹ سے بات چیت کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ ایک لڑکی
سے تو ان کی جان چھوٹے۔“ اس بار بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو جوزف بھی
مسکرا دیا اور پھر بلیک زیرو نے اپنی کوٹ کی جیب سے سیل فون نکالا اور اس پہ جولیا کا
سیل نمبر پرپریس کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا نے اس کا سیل فون اٹینڈ کر لیا۔
”ایکسٹو۔“ بلیک زیرو نے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
”ایس چیف۔“ جولیا کی منود بانہ آواز سنائی دی۔

”ڈپٹی چیف! عمران اپنے فلیٹ سے پراسرار طریقے سے اغوا ہو چکا ہے اور اس کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ تم اس طرح کرو کہ سیکرٹ سروس والوں کو اطلاع کر دو اور اپنی طرف سے کوشش کرو کہ عمران کا سراغ مل جائے۔“ بلیک زیرو نے بھرائی آواز میں کہا۔

”مگر چیف! عمران پراسرار طریقے سے کیسے اغوا ہو سکتا ہے۔ آج کے سائنسی دور میں یہ سب ناممکن ہے۔“ جولیا نے عمران کے اغوا کا سن کر پریشانی سے کہا۔

”حیرت ہے جولیا! تم عمران کے ساتھ کئی بار ماورائی کیس میں حصہ لے چکی ہو اور خود بھی شیطان پرستوں کے ہاتھوں ماضی میں اغوا ہو چکی ہو پھر بھی اس طرح کی باتیں کر رہی ہو۔“ اس بار بلیک زیرو نے حیرت اور سخت لہجے میں کہا۔

”س۔ سوری چیف! مم۔ میرا یہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔ میں تو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آخر عمران جیسا صاف کردار کا آدمی جو ہمیں بھی نماز قرآن پڑھنے کی تلقین کرتا رہتا ہے وہ کیسے اس طرح آسانی سے شیطانی ذریتوں کا شکار ہو گیا۔“ جولیا نے ایکسٹو کی سخت بات سن کر گھبراتے ہوئے کہا۔

”جولیا! آخر کو عمران بھی انسان ہے۔ غلطیاں انسان سے ہو جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے عمران سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی ہو جس کی بنا پر ماورائی قوتیں اسے اغوا کرنے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔ بہر حال جو بھی ہے مجھے جوزف نے بتایا ہے کہ عمران کو پراسرار طریقے سے ماورائی قوتوں نے ہی اغوا کیا ہے اور تم جوزف کو مجھ سے زیادہ بہتر جانتی ہو کہ ماورائی کیسز میں جوزف کی بات درست ثابت ہوتی ہے اور تم سیکرٹ سروس والے عمران کے ساتھی جوزف کے ہمراہ کئی بار شیطانی ذریتوں کے خلاف عمران اور جوزف کے ہمراہ کام کر چکے ہو۔ تم اسے مجھ سے زیادہ بہتر طور پر جانتی ہو۔“ ایکسٹو نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”یس چیف! شروع میں تو ہم بھی جوزف کی باتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ مگر پھر عمران اور جوزف کے ہمراہ واقعی ہم سیکرٹ سروس کے ممبران کئی بار شیطان کی سیاہ اور گندی خونفک قوتوں سے ٹکرا چکے ہیں۔ ان کو عمران اور جوزف کی مدد سے فنا کر چکے ہیں۔ اس لیے جوزف کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔“ اس بار جولیا کی پریشان کن آواز

سنائی دی کیونکہ عمران کے اغوائے اسے بھی پریشان کر دیا تھا۔

”جولی! تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو۔ خود کو کنٹرول میں رکھو۔

امید ہے کہ تم لوگ اپنی صلاحیتوں سے معلوم کر لو گے کہ عمران کہاں ہے اور پھر اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اس ماورائی مہم میں کس کو بھیجا جائے۔“ ایکسٹو نے بھرائی ہوئی آواز میں اسے سمجھایا۔

”لیس چیف! آپ درست کہہ رہے ہیں۔ مجھے خود پر کنٹرول کرنا چاہیے کیونکہ عمران اتنی آسانی سے ان شیطان پرستوں کے ہاتھوں مرنے والا نہیں ہے۔“ اس بار جولی نے خود کو مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اب تم سیکرٹ سروس کے ممبران کو کال کرو۔“ ایکسٹو نے کہا اور سیل فو

ن بند کر دیا۔

”طاہر صاحب! آپ عمران صاحب کے لئے فکر مند نہ ہوں۔ وہ صرف آپ کے ہی نہیں ہمارے بھی باس ہیں۔ بلکہ میرے آقا ہیں۔ میں ان شیطانوں کا وہ حشر کروں گا کہ ان کی بدروحیں صدیوں تک تڑپتی رہیں گی جنہوں نے باس کو اپنے کسی شیطانی مقصد کے لیے اغوا کیا ہے۔“ جوزف نے پختہ ارادے سے اور مٹھیاں پھینچ کر کہا۔

”کیا مطلب۔ روحیں صدیوں تک تڑپتی رہیں گی تو سنا ہے مگر بدروحیں

صدیوں تک تڑپنا نہیں سنا۔“ اس بار بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

”طاہر صاحب! شیطانی لوگ اور شیطانی طاقتیں مرنے کے بعد اپنی بد اعمالی کی وجہ سے بدروحیں بن جاتی ہیں۔“ اس بار جوزف نے بھی مسکراتے ہوئے اپنا فلسفہ پیش کیا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔ اچانک ایک بار پھر بیل کچی تو بلیک زیرو نے تیزی سے نقاب اپنے چہرے پر سجالیا۔ جوزف نے دروازہ کھولا تو سلیمان کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں سامان تھا جو کہ جوزف نے اس سے منگوایا تھا۔ سلیمان نے اندر آ کر دروازہ بند کیا تو بلیک زیرو نے پھر نقاب اتار دیا۔

”ہاں سلیمان! چیزیں لے آئے ہو۔“ جوزف نے پوچھا تو سلیمان نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

”وہیے طاہر صاحب! اگر ماضی میں صاحب شیطانی قوتوں کے ہاتھوں اغوا ناہوتے تو میں کبھی اس کا لئے کی فوقیا نابا توں پر یقین نہ کرتا۔“ سلیمان نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر کہا اور جوزف کی مطلوبہ چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ جوزف نے گھور کر سلیمان کو دیکھا مگر خاموش رہا اور عمران کے کمرے میں چلا گیا۔

”میں جب تک خود دروازہ نہ کھولوں کوئی اندر نہ آئے۔ کیونکہ میں افریقہ کے وچ ڈاکٹروں سے رابطہ کر رہا ہوں۔ اور اس دوران شیطانی طاقتیں میرا راستہ روکنے کے لیے یہاں آئیں گی اور ہو سکتا ہے کہ کمرے سے دھواں نکلنے اور خوفناک آوازیں بھی آپ لوگوں کو سنائی دیں۔ مگر آپ نے کسی صورت میں عمران صاحب کے کمرے کا دروازہ نہیں کھولنا۔“ جوزف نے کہا تو بلیک زیرو نے سر ہلا دیا اور سلیمان نے بھی منہ بنا کر ہاں میں سر ہلا دیا تو جوزف نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ معلوم نہیں جوزف، عمران کے بیڈ روم میں کیا کرتا رہا ان کو معلوم نہیں تھا مگر دونوں کافی دیر جوزف کی واپسی کا انتظار کرتے رہے۔

”طاہر صاحب! یہ کیا اتنی دیر سے اندر کیا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔“ آخر بے زار ہو کر سلیمان نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ مگر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اس کی بات کا کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہیلو! کون! برادر میں سلیمان عرف پرنس کا چان عرف پرنس خانساں بول رہا ہوں۔ جی فرمائیں مجھ سے کیا کام ہے اور زار جلدی سے بتائیں کیونکہ میرے پاس وقت نہیں ہے اور میرا وقت بہت قیمتی ہے اگر کچھ بنوانا ہے تو بتائیں میں ایسی شاندار چیزیں بناؤں گا کہ آپ اپنی انگلی ہی کھا جائیں گے۔ میرا مطلب ہے چائے لگیں گے۔“ سلیمان نے فون اٹھاتے ہی اپنی حماقتیں شروع کر دی تھیں۔

”سلیمان بیٹے! جب بھی کسی کا فون آئے تو پہلے اسے ہیلو کے ساتھ سلام بھی کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے برکت ہوتی ہے۔“ سلیمان کی چلتی زبان کو دیکھ کر اسے سید چراغ شاہ صاحب کی شفیق اور نصیحت بھری آواز سنائی دی تو سلیمان تیزی سے ان کو سلام کرنے لگا اور قدرے گڑبڑا گیا۔ کیونکہ اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ اس طرح اچانک سید چراغ شاہ صاحب کا بھی فون آ سکتا ہے اور پھر پریشانی سے ان کو

عمران کے پراسرار اغوا کے بارے میں بتانے لگا۔

”سلیمان! تم اور پاکیشیا کا چیف یعنی طاہر تم دونوں جلدی سے میرے پاس آؤ میں نے تم دونوں سے عمران بیٹے کے لئے ہی بات کرنی ہے۔ کیونکہ مجھے عمران بیٹے کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔ وہ کن شیطان پرستوں کے ہاتھوں مشکل کا شکار ہو چکا ہے۔“ سید چراغ شاہ صاحب کی شفقت بھری آواز سنائی دی تو سلیمان نے طویل سانس لیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شاہ صاحب اللہ والے ہیں اور اپنی بے پناہ ریاضتوں کی وجہ سے ان کو عمران کے بارے میں معلوم ہو گیا ہوگا۔

”جی شاہ صاحب! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ ہم ابھی آپ کے پاس آ رہے ہیں کیونکہ طاہر صاحب بھی یہیں موجود ہیں۔“ سلیمان نے ان کی بات سن کر اس بار ادب سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تم دونوں کا انتظار کر رہا ہوں۔ ظہر کی نماز سے تھوڑا پہلے مجھ تک پہنچ جاؤ اللہ حافظ۔“ شاہ صاحب نے کہا اور فون بند کر دیا۔

”کیا کہہ رہے تھے شاہ صاحب۔“ بلیک زیرو نے حیرت سے سلیمان سے پوچھا۔

”طاہر صاحب! وہ مجھے اور آپ کو یاد فرما رہے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ صاحب کے بارے میں خاص بات کرنی ہے۔“ سلیمان نے جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ بولتا ایک دفعہ پھر باہر ڈور کی بیل بجنے لگی تو دونوں حیران ہو گئے کہ اب کون یہاں آیا ہے۔

○.....○.....○

باقاش کی آنکھیں بند تھیں اور اس وقت وہ سیاہ جنگل میں ایک قوی ہیکل سیاہ دیوی کے قدموں میں بیٹھا تھا چاروں طرف گھنا جنگل تھا اور گھنے درختوں کے درمیان میدان کی طرح ایک کافی کھلی جگہ تھی اور اس میدان میں سیاہ دیوی کا بت ایک بڑے اور گھنے درخت کے نیچے تھا۔ سیاہ دیوی کے بت کے ساتھ گھنے درختوں سے پاک میدان تھا۔ اس سیاہ دیوی کا چہرہ انتہائی بھیانک اور خوفناک تھا اور قوی ہیکل سیاہ دیوی کے ہاتھ اوپر کواٹھے ہوئے تھے جیسے کسی کو جھپٹنے کو تیار ہو۔ سیاہ دیوی کی آنکھیں سرخ

تھیں اور منہ کھلا ہوا تھا جو کہ سرخ تھا جیسے کہ ابھی اس نے خون پیا ہو۔ سیاہ دیوی کے دونوں اطراف دو مشعلیں جل رہی تھیں۔ مگر یہ پراسرار مشعلیں بہت دھیمے انداز سے جل رہی تھیں اور ان کی روشنی بہت کم اور پراسرار تھی۔ اس وقت سیاہ دیوی کے قدموں میں ایک مرد اور ایک نوجوان لڑکی جو کہ یورپین تھے اس جوڑی کی گردن کٹی ہوئی تھی اور سر دھڑ سے علیحدہ ہو کر سیاہ دیوی کے قدموں میں پڑے ہوئے تھے۔ فرش پر ان کا خون بکھرا ہوا تھا اور اسی خون پر باقاش کٹی پھٹی لاشوں کے قریب بیٹھا تھا۔

معلوم نہیں یہ کون سی بد قسمت جوڑی تھی جو اس شیطان پرست کے ہاتھ چڑھی تھی اور اس نے مہا شیطان کو خوش کرنے کے لیے یہ بھیانک اور سنگدلانہ عمل کیا تھا اور مہا شیطان کے نام پر ان کو بلی چڑھائی تھی۔ سیاہ دیوی کا منہ اسی بد قسمت جوڑی کے خون سے تر تھا جسے باقاش نے بھینٹ کے بعد ایک پیالے میں ان کا خون جمع کر کے اس بھیانک سیاہ دیوی کے منہ میں ڈکایا تھا اور مہا شیطان کو خوش کیا تھا اور باقی خون فرش پر بکھرا پڑا تھا اور اسی خون کے اوپر ہی باقاش بیٹھا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ منہ سے کوئی خاص شیطانی جاپ پڑھ رہا تھا مگر اس کے ہونٹ ہی ہل رہے تھے آواز نہیں آ رہی تھی۔ یک لخت باقاش کو ایک کریمہ اور خوفناک چیخ سنائی دی مگر اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔

”آقا باقاش! اپنی آنکھیں کھولیں، میں سنو کی آپ سے ایک اہم بات کرنے آئی ہوں۔“ ایک نسوانی آواز ابھری اور پھر ایک آگ کا گولہ نمودار ہوا اور پھر یہ آگ کا گولہ کھومتے ہوئے دھوئیں میں تحلیل ہو گیا اور کچھ دیر بعد سنو کی میں تبدیل ہو گیا۔

”کیا بات ہے سنو کی! ہم ایک خاص عمل میں مصروف تھے کیوں اس دوران مداخلت کی ہے۔“ باقاش نے یک لخت اپنی آنکھیں کھول کر کہا۔ اس کی آنکھیں اس وقت کبوتر کے خون کی مانند سرخ تھیں اور گویا شعلے نکل رہے تھے۔

”آقا! آپ کا خاص حریف وچ ڈاکٹر شیان یہاں سیاہ جنگلوں کا رخ کر رہا ہے اور بھرپور قوت بن کر آ رہا ہے۔“ سنو کی نے کہا۔

”کیا مطلب؟ وچ ڈاکٹر شیان کیوں میرے سیاہ جنگل میں آ رہا

ہے۔“ باقاش نے اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے چونک کر پوچھا۔
 ”آقا! وہ عامی ران کو سیاہ جنگل سے لینے آ رہا ہے اور اسے سخت صدمہ ہے کہ
 آپ نے کیوں عامی ران کو اغوا کیا ہے۔“ سنو کی نے ادب سے جواب دیا۔
 ”کیا مطلب؟ وہ یہاں عامی ران کو لینے آ رہا ہے مگر کیوں؟ میں نے اپنی
 چند مخبر غلام طاقتیں تمہاری غلامی میں دے رکھی ہیں انہوں نے کیا بتایا ہے وہ بد بخت
 کیوں عامی ران کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔“ باقاش نے چونک کر سنو کی کی طرف دیکھ کر
 پوچھا۔

”آقا! عامی ران کو آپ کی غلام سیاہ طاقتیں سرکون کے قبضے سے چھڑوانا
 چاہتا ہے۔“ سنو کی نے ادب سے کہا۔

”آخر کس لیے؟ کیا وچ ڈاکٹر شیان مہان سیاہ طاقت کی اطاعت چھوڑ
 چکا ہے جو روشنی کی طاقت کی طرح روشنی کے مٹش عامی ران کو میرے سیاہ جنگل سے
 چھڑوانے آ رہا ہے۔“ باقاش نے حیرت سے پوچھا۔

”نہیں آقا! وہ بھی آپ کی طرح مہان سیاہ طاقت کا ہی پیروکار ہے اور مہان
 سیاہ طاقت کی خوشنودی کے لیے ہر غلیظ، گناہ آمیز اور گندامل کرتا رہتا ہے تاکہ مہان
 سیاہ طاقت کی نظروں میں اجاگر رہے۔“ سنو کی نے باقاش کی سرخ انگارہ آنکھوں
 میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر اسے کیا موت پڑی ہے کہ وہ میرا دشمن ہونے کے باوجود میرے سیاہ
 جنگل میں عامی ران کو چھڑوانے کے لیے آ رہا ہے۔“ باقاش نے منہ بنا کر پوچھا۔
 ”آقا! وہ عامی ران کو آزاد کرانے نہیں بلکہ اپنے قبضے میں کرنے کا مقصد لیے
 آ رہا ہے اور وہ خود عامی ران کو گمراہ کر کے سیاہ قوتوں کا غلام بنا سکے۔“ سنو کی نے
 جواب دیا۔

”نہیں میں یہ نہیں ہونے دوں گا میں اس رذیل ڈاکٹر شیان کا وہ بھیانک حشر
 کروں گا کہ وہ ساری زندگی اپنے زخم چاٹتا رہے گا۔“ باقاش نے سنو کی کی بات سن کر
 گرجتے ہوئے کہا۔

”آقا! ڈاکٹر شیان اپنی طاقتوں کے ساتھ بیرونی دنیا کے انسانوں کو بھی لے کر

آ رہا ہے تاکہ وہ مہذب دنیا کے آتشی ہتھیاروں سے سیاہ جنگل کو راکھ بنادے اور میری طاقتیں مجھے بتا رہی ہیں کہ وہ مہمان سیاہ طاقت کو خوش کرنے کے لیے بڑی قربانی بھی دے گا اور وہ سیاہ جنگل میں آنے کے باوجود اتنی آسانی سے میرے قابو نہیں آئے گا کیونکہ میں تو آپ کی غلام ہوں اور وہ بھی مہمان سیاہ تو توں کا مالک ہے۔“ سنو کی نے اس بار ڈرتے ہوئے کہا۔

”وہ کب میرے سیاہ جنگل میں پہنچے گا؟“ اس بار باقاش نے تشویش سے

پوچھا۔

”آقا ابھی تو وہ اپنی ٹیم کے ہمراہ سیاہ جنگل سے بہت دور ہے مگر وہ کسی بھی وقت سیاہ جنگل میں پہنچ سکتا ہے۔“ سنو کی نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ تو وہ بد بخت مجھ سے ٹکر لینے آ رہا ہے۔ مہمان باقاش کی مہمان سیاہ تو توں سے ٹکرانے آ رہا ہے۔“ باقاش نے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی سرخ انگارہ آنکھیں اور سرخ ہو گئیں۔

”سنو کی! میں ان دنوں سیاہ دیوی کے استھان پر ایک خاص شیطانی عمل کر رہا ہوں جس سے مہمان سیاہ طاقت میری طاقتوں میں مزید اضافہ کر سکتی ہے اور اس دوران وہ نامراد بھی میرے مقصد کو ناکام کرنے کے لیے آچکا ہے۔“ باقاش نے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔

”آقا! یہی تو ہم سیاہ دنیا والوں کا شیوہ ہے کہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے اپنی ہی سیاہ تو توں کا گلا گھونٹا جائے اور یہ بات کوئی نئی نہیں ہے بلکہ سیاہ دنیا میں شروع سے ہی یہ سلسلہ چلتا آ رہا ہے۔“ سنو کی نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم کہنا کیا چاہتی ہو؟“ باقاش نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”آقا! آپ یہ سیاہ عمل ابھی روک دیں اور اپنی پوری توجہ عامی ران پر

دیں۔“ سنو کی نے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے اور اس کام کے لیے میں نے تمہارے ذمے لگایا ہے کہ کسی

طرح عامی ران کو بھٹکا کر اس سے گناہ کروا کے اس کے وجود کو پلید کر دو اور چونکہ ابھی اماؤس کی رات کو چند راتیں ابھی باقی ہیں اور اسی دوران میں ایک خاص عمل کر رہا تھا

کہ اگر عامی ران تمہارے جال میں آتا ہے تو میں اس خاص سیاہ عمل سے اس کے ذہن کو اپنے تابع کر لوں اور پھر اسے مہان سیاہ طاقت کا پیروکار بنالوں جس سے مہان سیاہ طاقت میری سیاہ طاقتوں کو امر کر دیں گے۔“ باقاش نے فرش پر پڑے دونوں مرد اور لڑکی کے بکھرے خون پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا جواب جم چکا تھا۔

”تو آقا! پھر آپ شاسان کو کہیں کہ وہ سیاہ جنگل کے گردناقاش کی سیاہ آگ روشن کر دے جو نظر نہیں آتی مگر سیاہ جنگل میں آنے والوں کو جلا دے گی۔“ سنوکی نے باقاش کو چونک کر نیا مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ واقعی سنوکی تمہارا ذہن مشکل وقت میں بہت تیز چلتا ہے اور تم میری بہت حسین اور سندر غلام بھی ہو اس لیے تو میں نے تمہیں اپنی کافی ساری مہان سیاہ قوتیں دے رکھی ہیں تاکہ تمہیں کسی بھی حال میں مشکل پیش نہ آئے۔“ اس بار باقاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آقا! بے شک آپ مہان کالی قوتوں کے مالک ہیں۔ مگر آپ کی غلامی میں بے شمار بڑی بڑی سیاہ شکلتیاں ہیں مگر آپ مجھے بھی کسی سے کم نہیں پائیں گے لیکن پھر بھی کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو ہر غلام طاقت کے بس سے باہر ہوتے ہیں۔ پھر بھی میں اپنے آقا کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہوں گی۔“ سنوکی نے اس بار خوشامد سے کہا۔

”ہاں سنوکی! ایک قباحت ہے۔“ اس بار لیکخت باقاش نے چونک کر کہا۔

”کیا آقا! اب کوئی قباحت ہے۔“ سنوکی نے حیرت سے پوچھا۔

”سنوکی! ناقاش کی سیاہ آگ کے لیے مجھے گھوناش کو بلانا پڑے گا۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ گھوناش بہت کمیننی فطرت کا مالک ہے۔ وہ سیاہ آگ دینے کے بدلے مجھ سے میری کوئی بھی ایک مہان قوت لے سکتا ہے۔“ اس بار باقاش نے فکر مندی سے کہا۔

”آقا! اس میں کوئی بات ہے۔ آپ کے پاس تو بے شمار سیاہ طاقتیں ہیں۔

ایک طاقت کے چلے جانے سے آپ کی کالی قوتوں میں کونسا فرق پڑے گا۔“ سنوکی نے حیرت سے باقاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”سوچ لو سنو کی! گھوناش بہت ہی کمینی اور عیاش فطرت کا مالک ہے۔ ناقاش کی سیاہ آگ کے بدلے وہ مجھ سے تم کو بھی لے سکتا ہے اور اگر ایسا ہوا تو میں تم سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا کیونکہ گھوناش میری کوئی غلام طاقت نہیں ہے بلکہ خود ایک طاقتور کا لی طاقت ہے اور اس نے ناقاش کی سیاہ آگ کے بدلے تمہیں لے لیا تو میری ایک خوبصورت اور بڑی طاقت اس کے غلامی میں چلی جائے گی اور میں تمہیں نہیں کھونا چاہتا کیونکہ میں نے تم پر بہت محنت کی ہے اور سیاہ علوم کے ساتھ تمہیں اپنی سیاہ طاقتیں بھی غلامی میں دیں ہیں اس طرح تمہارے سمیت سب کچھ گھوناش کے پاس چلا جائے گا۔“ باقاش نے فکر مندی سے کہا تو سنو کی کے حسین چہرے پر خوف کے سائے رنگ گئے جیسے گھوناش کی غلامی میں جانے سے ڈر گئی ہو۔

”نن۔ نہیں آقا! وہ صرف عیاش پرست ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی بلکہ اچھی بات ہوتی مگر جہاں تک میں نے سنا ہے وہ چھوٹی سی غلطی پر بھی اپنی غلام طاقتوں کو فنا کر دیتا ہے اور ایسے ہی فنا نہیں کرتا بلکہ تڑپا تڑپا کر اور بے پناہ اذیتیں دے کر فنا کرتا ہے۔ مم۔ میں گھوناش کی غلامی میں جانے سے پہلے آسان موت مرنے کو ہی ترجیح دوں گی۔“ سنو کی کے حسین چہرے پر خوف کی زردی پھیل گئی تھی اور اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں آقا! یاد آیا آپ بھساری کو بلا لیں۔ وہ گھوناش کی کمزوریاں جانتی ہے اور وہ آپ کی غلام طاقت بھی ہے۔“ یکنخت سنو کی نے ایک دفعہ پھر چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ تم نے درست مشورہ دیا ہے مجھے۔ گھوناش سے ناقاش کی سیاہ آگ لینے کے لیے بھساری کو بلانا چاہیے وہ مجھے گھوناش کی کمزوریاں بتا سکتی ہے۔“ اس بار باقاش نے خوش ہو کر کہا اور ایک دفعہ پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فرش پر ہاتھ مارنے لگا جہاں بد قسمت جوڑی کا خون جما ہوا تھا جیسے ہی باقاش نے اپنی آنکھیں بند کر کے فرش پر ہاتھ مارا تھا وہاں سے دھواں بلند ہونے لگا۔

”بھساری! جلدی سے یہاں آؤ۔ میں تمہارا آقا باش تمہیں بلارہا ہوں۔“ باقاش نے ایک بار پھر خون آلود فرش پر ہاتھ مارا تو دھواں تیزی سے محسوس ہونے لگا۔

اور ایک انتہائی بھیانک ترین بوڑھی عورت میں تبدیل ہو گیا اس بڑھیا کا رنگ تو بے کی مانند سیاہ تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے جسم کے اعضاء لٹکے ہوئے تھے اور آنکھوں میں خون کی سرخی تھی۔ اس خوفناک شکل کی بڑھیا نے سیاہ رنگ کا چغہ پہن رکھا تھا جس پر ہڈیوں کا نشان کندہ تھا جو کہ سیاہ تو توں کا مخصوص نشان ہوتا ہے اس بڑھیا کے یہاں مجسم ہوتے ہی سیاہ دیوی کے بت کے دونوں اطراف میں چسپاں دھیمی مشعلیں یکجہت بجھ گئیں اور گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ باقاش اور سنو کی اس طرح اس خوفناک بڑھیا کو دیکھ رہے تھے جیسے ان کو اندھیرے میں آرام سے سب کچھ نظر آ رہا ہو۔

”جی آقا! آپ نے بھساری کو کیوں یاد فرمایا ہے۔“ اس بار خوفناک شکل اور سیاہ رنگت کی بڑھیا نے بلغم زدہ آواز میں باقاش کے آگے سجدہ کر کے اٹھتے اور اس کے سامنے سرخم کرتے ہوئے ادب سے پوچھا۔

”بھساری! ہمیں بتاؤ کہ ہم گھوناش سے کس طرح ناقاش کی سیاہ آگ حاصل کریں۔ کیونکہ وہ بد فطرت اپنے مقصد کے حصول کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ سنو کی سمیت تمہیں یا اور کوئی مہان کالی طاقت حاصل کر سکتا ہے اور میں اس سے شاسان تم اور سنو کی جیسی اپنی مہان تو تیں نہیں دینا چاہتا۔“ اس بار باقاش نے اپنے خون آلود ہاتھ مسلتے ہوئے پوچھا۔

”آقا! میری ایک شرط ہے۔ پھر میں آپ کو بتا دوں گی کہ آپ گھوناش سے کس طرح ناقاش کی خوفناک اور نہ نظر آنے والی بھڑکتی آگ حاصل کر سکتے ہیں۔“ اس بار بڑھیا نے مسکراتے ہوئے اور لالچائی ہوئی نظروں سے دونوں بد قسمت انسانی لاشوں کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی بلغم زدہ آواز میں کہا۔

”شرط! کون سی شرط۔“ باقاش نے چونک کر اس بڑھیا سے پوچھا۔

”آقا! یہ مہان بھینٹ کی لاشیں ہیں اور میں ان کو کھانا چاہتی ہوں۔“ اس بار بڑھیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہاں کیوں نہیں۔ یہ تم کھا سکتی ہو۔“ اس بار باقاش نے مسکراتے ہوئے کہا تو سنو کی کے حسین چہرے پر بھی مسکراہٹ رنگ گئی۔

اب بڑھیا نے اپنا منہ کھولا تو اس کا منہ کھلتا ہی چلا گیا اور کافی بڑا ہو گیا۔ بڑھیا

ندیدوں کی مانند ان دونوں بد قسمت لاشوں پر پل پڑی اور چڑچڑ کر کے ان لاشوں کو نوچنے لگی۔ یہ بہت بھیا تک ترین منظر تھا کہ انسانوں کو بے دردی سے ذبح کیا جائے اور پھر ان کی لاشوں کو چیر پھاڑ کر بھنھوڑ کر کھایا جائے۔ مگر باقاش اور سنو کی مسکراتے ہوئے اس طرح اس خوفناک شیطانی بڑھیا کو دیکھنے لگے جیسے وہ کوئی عام سی چیز کھا رہی ہو۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں اس بڑھیا نے ان دونوں لاشوں کو ہڈیوں سمیت چٹ کر لیا اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔ جہاں خون لگا تھا اور اس کا منہ پھر سے نارمل ہو گیا۔ مگر اب صرف فرش پر انسانی خون ہی موجود تھا۔ انسانی لاشیں اس خوفناک کالی طاقت والی بڑھیا کے پیٹ میں تھیں۔

”ہاں بھساری! اب بتاؤ کہ میں گھوناش سے کس طرح ناقاش کی سیاہ آگ لے سکتا ہوں۔“ باقاش نے خوفناک عفریت یا کالی طاقت والی بڑھیا سے پوچھا۔

”آقا! اگر آپ گھوناش سے کالی آگ لینا چاہتے ہیں تو اپنی خاص طاقتیں جن کو آپ گھوناش کی غلامی میں نہیں دینا چاہتے گھوناش کو بلانے کے بعد ان سب طاقتوں کو سیاہ دیوی کے مقدس بت کے اندر پناہ دے دیں اور گھوناش سے ناقاش کی سیاہ آگ مانگیں گے تو وہ سیاہ دیوی کے مقدس بت کے اندر مقید سیاہ طاقتوں کو آپ سے کبھی نہیں مانگے گا۔ کیونکہ گھوناش سیاہ دیوی سے ڈرتا ہے۔ اس کے خیال میں سیاہ دیوی میں مقید یا قید غلام روحیں اس کے لیے مقدس ہیں ان کو وہ اپنی غلامی میں نہیں لے گا۔ ہاں البتہ وہ آپ سے کوئی اور خاص طاقت مانگ سکتا ہے جو اسے پسند

آجائے۔ کیونکہ اگر وہ آپ کو سیاہ آگ دے گا تو آپ کو اس دوران اپنی مہمان غلام کالی طاقتوں کو اس کے سامنے ظاہر کرنا ہوگا۔“ خوفناک بڑھیا بھساری نے باقاش کو مشورہ دیا تو باقاش کے چہرے پر مکروہ سی مسکراہٹ رہینگئی۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاسکتی ہو۔“ باقاش نے اسے کہا تو خوفناک بڑھیا نے ایک دفعہ پھر باقاش کو آداب کیا اور دھواں بن کر وہاں سے غائب ہوگئی۔ اس کے جاتے ہی سیاہ دیوی کے دونوں اطراف والی پراسرار مشعلیں ایک بار پھر دھیمے انداز میں جل اٹھیں جیسے وہ اس بڑھیا کے جانے کا انتظار کر رہی ہوں۔

”ہوں بھساری نے بہت خوب مشورہ دیا ہے۔ سنو کی! تم فوراً جاؤ اور

رشاسان کو بلالو بلکہ ٹھہرو میں اسے خود ہی بلاتا ہوں۔“ باقاش نے خوفناک بڑھیا کے جانے کے بعد سنوکی سے کہا پھر رشاسان کو آوازیں دینے لگا تو ایک بار پھر دھواں نمودار ہوا اور لمبے قد خوفناک شکل والے رشاسان میں مجسم ہو گیا اور ادب سے باقاش کے سامنے سرخم کر دیا۔

”سنوکی! تم اور رشاسان یہاں سیاہ دیوی کے بت میں پناہ لے لو۔ میں گھوناش کو بلانے لگا ہوں تاکہ اس سے باقاش کی سیاہ آگ لے سکوں۔“ باقاش نے کہا تو رشاسان یہ سن کر چونک گیا مگر بولا کچھ نہیں کیونکہ اسے سنوکی نے اشارے سے بولنے سے منع کر دیا تھا۔ اب رشاسان اور سنوکی ایک دفعہ پھر انسانی وجود سے دھویں میں تحلیل ہو گئے اور اس قوی ہیکل خوفناک سیاہ دیوی کے اندر سما گئے۔

”گھوناش! گھوناش! میرے سامنے آؤ۔ دیکھو میں سیاہ قوتوں کا مہان ساحر تمہیں اپنی مہان غلام طاقتیں دینے کو تیار ہوں۔“ ان دونوں کے دھویں میں تحلیل ہو کر سیاہ دیوی کے بت کے اندر سامنے کے بعد باقاش نے ایک دفعہ پھر آنکھیں بند کر کے اوچی آواز میں کہا اور اس وقت سیاہ دیوی کی طرح اس کے دونوں ہاتھ اونچے تھے۔ باقاش ہاتھ بلند کئے مسلسل بولے جارہا تھا اور گھوناش کو بلانے جارہا تھا۔ یکنخت یہاں کسی بھیڑیے کے غرانے کی تیز آواز سنائی دی اور پھر اس کے سامنے ایک قد آور اور خونخوار بھیڑیا نمودار ہو گیا اور اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا پھر یہی بھیڑیا آگ کے بگولے میں تبدیل ہو گیا اور اس کے بعد انسانی شکل میں آ گیا۔ یہ ایک قوی ہیکل اور بد شکل ادھیڑ عمر وحشی تھا۔ اور اس کے بال بھی بے ترتیب اور بڑھے ہوئے تھے۔

”ہاں باقاش! تم نے مجھے کیوں بلایا ہے۔“ اس بار گھوناش کے منہ سے آواز نکلی اور اس کی آواز تو انسانی تھی مگر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بھیڑیا غرایا ہو۔

”گھوناش! مجھے تم سے باقاش کی سیاہ آگ چاہیے۔ اس کے بدلے میں تم میرے سیاہ جنگل کے باسیوں کی جتنی بھیڑیاں مانگو گے وہ تمہیں مل جائے گی جسے تم کھا سکتے ہو کیونکہ تمہاری حس بھیڑیوں جیسی ہے۔“ باقاش نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”ناقاش کی سیاہ آگ۔ مگر تم مجھ سے وہ کیوں مانگنا چاہتے ہو۔“ گھوناش کے منہ سے پھر بھیڑیے نما انسانی آواز نکلی۔

”مجھے اپنے دشمنوں سے بچاؤ کے لیے اپنے سیاہ جنگل میں سرکون کے علاقوں میں سیاہ آگ کو روشن کرنا ہے۔ تاکہ اپنے خاص دشمنوں سے بچ سکوں۔“ اس بار باقاش نے سنجیدہ لہجے میں اس سے کہا۔

”ہوں۔ مگر اس کے لیے میں صرف تمہارے جنگل کے چالیس وحشی عورتوں کو ہی نہیں لوں گا۔ بلکہ تمہاری غلام طاقتوں میں سے ایک اپنی مرضی کی طاقت بھی لوں گا۔“ گھوناش نے خشک انداز میں کہا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی مجھے سیاہ آگ کے لیے یہ شرط بھی منظور ہے۔“ باقاش نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اپنا ہاتھ جھٹکنے لگا تو یکنخت بے شمار حسین لڑکیاں، چڑیلیں بدروہیں، وحشی اور غیر انسانی مخلوق بھی یہاں آنے لگی اور میدان باقاش کی غلام سیاہ طاقتوں سے بھر گیا۔ ان غلام طاقتوں میں بھساری بھی موجود تھی جو کہ اس بار خوفزدہ نگاہوں سے گھوناش کو دیکھ رہی تھی اور اس خوفناک بڑھیا کے چہرے پر گھوناش کو دیکھ کر موت کی زردی چھا گئی تھی۔

گھوناش غور سے پہلے باقاش کی غلام طاقتوں میں حسین اور نوجوان لڑکیوں کو دیکھنے لگا پھر اس کی نظر وحشیوں اور دیگر غلام طاقتوں کو دیکھنے لگی مگر بھساری پر آ کر ٹک گئی۔

”باقاش! اگر تم مجھ سے سیاہ آگ لینا چاہتے ہو تو بھساری کو میری غلامی میں دے دو۔ کیونکہ میرا گند اعلم مجھے بتا رہا ہے کہ اس وقت یہاں تمہارے غلام طاقتوں میں بھساری سب سے خطرناک سیاہ طاقت ہے۔“ گھوناش نے اس خوفناک بڑھیا کی طرف نظریں گھاڑتے ہوئے کہا تو بھساری کا منہ خوف سے مزید سیاہ ہو گیا اور وہ رحم طلب نظروں سے باقاش کی جانب دیکھنے لگی۔

”ہاں ہاں۔ تم سیاہ آگ دینے کے بعد بھساری کو لے جاسکتے ہو اور اس کے ذریعے میرے جنگلی قبیلہ کی چالیس نوجوان وحشی لڑکیاں بھی اپنی مرضی سے چن سکتے ہو۔“ باقاش نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر آقا! آپ نے تو مجھے کہا تھا کہ آپ مجھے گھوناش کے حوالے نہیں کریں گے۔“ بھساری نے خوفزدہ لہجے میں التجا کی۔

”بھساری! تم بہتر جانتی ہو کہ سیاہ دنیا میں کسی بھی اصول کو مد نظر نہیں رکھا جاتا اور جھوٹ، غلاظت، گندگی، گناہ اور مکروہ فریب ہی سیاہ طاقت کا مذہب ہوتا ہے۔“ اس بار باقاش نے مکروہ انداز میں کہا تو بھساری کے چہرے میں موت کی زردی چھا گئی جیسے گھوناش کی غلامی میں جانے کے بعد اس کی بھیانک موت پکی ہے۔

”رحم آقا رحم۔ مجھے گھوناش کی غلامی میں نہ دیں۔ میں نے آپ کے لیے بہت کام کیے ہیں اور گھوناش سے سیاہ آگ لینے کا مشورہ بھی میں نے ہی دیا ہے۔ آپ مجھے ہی اپنی اتنی بڑی طاقت کو گھوناش کی غلامی میں دے رہے ہیں اور دوسرے لفظوں میں بھیانک ترین موت کے حوالے کر رہے ہیں۔“ بھساری نے روتے ہوئے باقاش کے سامنے سجدے میں گرتے ہوئے التجا کی تو باقاش کے ساتھ گھوناش کے منہ سے بھی بھیانک ہنسی نکلنے لگی جیسے بھیڑیا غرار باہو۔

”ٹھیک ہے باقاش! یہ لو کالی آگ۔“ گھوناش نے کہا اور اپنے ہاتھ کو جھٹکا تو ایک چنگاری نکل کر باقاش کی جانب آئی جسے باقاش نے اپنے ہاتھ میں لے کر مسکراتے ہوئے اپنی مٹھی بند کر دی اور مکروہ انداز میں قہقہہ لگانے لگا پھر بھساری کی طرف دیکھ کر اپنا ہاتھ جھٹکا تو اس کے ہاتھ سے دھواں نکلا اور بھساری کے گرد چکر لگا کر گھوناش کی طرف بڑھا۔ گھوناش نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ کھولا تو دھواں اس کے ہاتھ میں سما گیا۔ اب بھساری اٹھی تو وہ خوف سے کانپ رہی تھی مگر اب باقاش کے بجائے گھوناش کے سامنے سجدہ ریز ہو گئی کیونکہ باقاش نے باقاعدہ اسے گھوناش کی غلامی میں دے دیا تھا۔

”اٹھو بھساری! میرے ساتھ چلو۔ میں باقاش کے باسیوں میں جا کر اپنی پسند کی لڑکیاں چن سکوں اور پہلے ان کو اپنے عیش کے استعمال میں لاؤں اور پھر بعد میں ان کا نرم گوشت سے ضیافت اڑاؤں۔“ گھوناش نے اس بار ہنستے ہوئے کہا تو بھساری کا نپتے ہوئے اٹھی اور گھوناش کے سامنے سر خم کر کے غائب ہو گئی۔ اس کے غائب ہوتے ہی گھوناش کے منہ سے ایک دفعہ پھر مکمل طور پر خونخوار بھیڑیے کی آواز

نکلی اور پھر وہ دھوئیں میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی باقاش کی دیگر غلام طاقتوں نے سکھ کا سانس لیا اور باقاش کے اشارے پر دھوئیں میں تحلیل ہو کر غائب ہو گئیں۔

ان کے جاتے ہی شاسان اور سنو کی آگ کے رقصاں شعلے میں سیاہ دیوی کے منہ سے باہر نکلی اور پھر انسانی جسم میں مجسم ہو گئے۔ ان کے چہروں پر ایک بھرپور اور شیطانی مسکراہٹ رنگ رہی تھی۔ اب باقاش ان کو نئی ہدایت دینے لگا جسے دونوں غور سے سننے لگے اور پھر اس کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ سیاہ چنگاری اس بار شاسان کے ہاتھ میں چمک رہی تھی۔ شاسان اور سنو کی کے جانے کے بعد باقاش نے ایک بار پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

○.....○.....○

ٹائیگر اور رابرٹ کار میں بیٹھے تھے۔ کار تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔
 ”یار ٹائیگر! ویسے یہ بہت پریشانی کی بات ہے کہ باس حیرت انگیز طور پر کسی ماورائی طاقتوں کے ہاتھوں اغوا ہوئے ہیں مجھے ابھی تک اس بات کا یقین نہیں آرہا۔ مگر تمہاری اور جوزف کی باتوں سے یقین کرنا پڑا ہے کیونکہ تم دونوں کی باتوں سے لگ رہا تھا کہ باس کئی موقوف پر شیطان کی سیاہ قوتوں سے ٹکرا چکے ہیں۔ مگر ایک بات ہے گو کہ برازیل کے طویل ترین اور تاریک جنگلوں میں بھی اس طرح کے سحر کے مناظر سننے کو مجھے ملتے تھے مگر ان دنوں جب میں برازیل کے قبیلے میں تھا مجھے سحر اور شیطانیت کے لوگ کم ہی ملے ہیں اکثر تو ہم پرستی کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی چیز کو بڑھا چڑھا دیتے تھے۔“ رابرٹ نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یار رابرٹ! تمہیں باس کی ٹیم میں آئے ہوئے چند ماہ ہوئے ہیں اور ماورائی کیسز کا اتنا تجربہ نہیں ہے لیکن یہ سچ ہے کہ باس کے ہمراہ میں، جوزف اور جونا اور بعض دفعہ سیکرٹ سروس کے ہمراہ افریقہ کے تاریک جنگلوں میں گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے کئی ملکوں کا سفر کیا ہے جہاں ہم نے شیطانیت کی سیاہ قوتوں کا مقابلہ کر کے ان کو شکست دی ہے۔“ ٹائیگر نے کہا تو رابرٹ نے سر ہلادیا۔
 ”تمہارے خیال میں اس بار کس نے باس کو اغوا کرنے کی کوشش کی ہے۔“

کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ پس پردہ پیچھے کسی عام بندے کا ہاتھ ہو۔“ رابرٹ نے اس بار چونک کر کہا۔

”ہاں رابرٹ! تمہاری یہ بات بھی درست ہو سکتی ہے اور واقعی ماضی میں ایک دفعہ نہیں بلکہ بے شمار دفعہ کافرستانی اور اسرائیلی حکمرانوں نے باس کو مارنے کے لیے شیطانی قوتوں کا سہارا لیا ہے اور اس بار بھی ایسا ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔“ ٹائیگر نے اس بار تحسین آمیز نگاہوں سے رابرٹ کی طرف دیکھا۔

”کیا مطلب! ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ یہ کیا بات ہوئی۔“ رابرٹ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

”یہ رابرٹ! بات یہ ہے کہ باس کے ہاتھوں اب تک بے شمار دفعہ شیطانی قوتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے یہ اور بات ہے کہ سیاہ اور شیطانی گندی ذریت نے باس پر ڈائریکٹ ایٹک نہیں کیا اور کسی اور کے کہنے پر باس اور سیکرٹ سروس اور ہم باس کے ساتھیوں کو اغوا اور مارنے کی کوشش کی ہے۔ مگر چونکہ باس کے ہاتھوں بے شمار دفعہ شیطانی طاقتیں فنا ہوئی ہیں اس لیے اب تو بڑی شیطانی طاقتیں باس کو مارنے کے چکروں میں رہتی ہیں۔ باس اور ان کے ساتھیوں یعنی میرے، جوانا، پاکیشیا کی چیف ایکسٹو اور خاص کر جوزف کے ہاتھوں بہت دفعہ شیطانی طاقتوں کو فنا ہونا پڑا ہے اور چونکہ باس ہمارے لیڈر ہیں اس لیے شیطانی طاقتیں باس سے خائف رہتی ہیں اور ان کو اپنے جال میں جکڑنے کے چکروں میں رہتی ہیں۔“ ٹائیگر نے رابرٹ کو سمجھاتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو اب کہاں جا رہے ہو تم۔ کس سے باس کے بارے میں معلوم کرو گے۔“

رابرٹ نے پوچھا۔

”یار کنگ ماسٹر! میرے خیال میں کل باس کی گاڑی جس گڑھے میں گری ہے ضرور یہ سب کسی سوچی سمجھی چال کے تحت کیا گیا ہے اور میں زیریں دنیا کے ایک شخص کو جانتا ہوں جو سحر و اسرار میں دلچسپی رکھتا ہے۔ اس سے معلوم کرنے جا رہا ہوں۔“ ٹائیگر نے ہنکارہ بھر کر کہا۔

”نہیں یار۔ اس طرح کے سر پھرے کالے علم و عمل کرنے والے تو بے شمار

تمہیں ملیں گے۔ میرے خیال میں تم جس سے ملنے جا رہے ہو وہ تمہیں کوئی خاص معلومات نہ دے سکے بلکہ اس سے اچھا تو اپنا یا ر جوزف ہے جو بقول تمہارے ماورائی قوتوں میں ماہر ہے اور شیطان پرستوں کی گندی ذریت کو پہچان لیتا ہے اور اپنی حیرت انگیز طاقتوں سے شیطانوں کو جان لیتا ہے۔ اس بار بھی جوزف سے پوچھ لیتے ہیں کہ باس کو اغوا کرانے میں کس شیطانی طاقت کا ہاتھ ہے ہاں انڈر ورلڈ میں بھی ہمیں کہیں سے معلومات مل تو جائیں گی مگر ٹائم بہت ویسٹ ہوگا۔“ رابرٹ نے ہونٹ بھیج کر کہا۔

”تو پھر تم بتاؤ۔ ہم کیا کریں باس کو ٹریس کرنے میں جتنا ہمارے بس میں ہوگا وہ ہم کریں گے۔“ ٹائنگر نے طویل سانس لے کر کہا ہی تھا کہ رابرٹ کا سیل فون بجنے لگا۔ رابرٹ نے سیل فون کی سکرین پر دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ ریگ گئی کیونکہ سیل فون پر کراسٹی کا نمبر سپارک کر رہا تھا۔

”ہیلو مانی سوئٹ ہارٹ۔ آج کیسے ہماری یاد آ گئی۔ تم جیسی حسین تتلی نے میرا دل نکال لیا ہے۔“ رابرٹ نے سیل فون آن کرتے ہوئے شوخی سے کراسٹی سے پوچھا۔

”لو ماسٹر۔ کیسے ہو کافی دونوں سے نام تم نے مجھے فون کیا ہے اور نہ ہی میں نے کیا ہے اور آج ایک خاص کام کے سلسلے میں بس تمہاری یاد آ گئی تو تمہیں فون کر دیا۔“ کراسٹی کی بھی پر جوش آواز سنائی دی۔

”تو چلو پروگرام بنا لو کسی اچھے ہوٹل میں کھانا کھٹے کھا لیتے ہیں۔ اس بہانے تم سے گپ شپ بھی ہو جائے گی۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر اس وقت میں اور صالحہ ایک کیس میں الجھے ہوئے ہیں اور اس سلسلے میں تم سے اور ٹائنگر سے بات کرنی ہے۔“ کراسٹی نے کہا تو رابرٹ چونک گیا۔

”کیا بات کرنی ہے تم نے مجھ سے اور ٹائنگر سے۔ اتفاق سے میں اور ٹائنگر اس وقت اکٹھے ہیں۔ باس کے سلسلے میں انڈر ورلڈ میں معلومات لینے جا رہے ہیں کیونکہ تم سیکرٹ سروس والوں کو معلوم تو ہو چکا ہوگا کہ باس ماورائی طاقتوں کے ذریعے اغوا ہو چکے ہیں۔“ رابرٹ نے چونک کر کہا۔

”ہاں کنگ ماسٹر! ہم سیکرٹ سروس والوں کو عمران صاحب کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے اور ہم عمران صاحب کے سلسلے میں کافی حد تک معلومات بھی لے چکے ہیں۔ سیکرٹ سروس والے اور سیکرٹ سروس کی اور برانچ یعنی فورسٹاز اور تم عمران صاحب کے ساتھیوں فور پاورز سے کسی طور پر کم نہیں ہیں۔“ کراسٹی نے کہا اور پھر اسے ہوٹل نیویلیے میں بدمعاشوں کی باتوں کا ذکر اور ان کا پیچھا اور ان کی ٹھکانی کر کے ان سے عمران صاحب کے بارے میں تفصیل بتادی۔

”ہوں۔ تو کراسٹی ڈیر! اب تمہارے اور مس صالحہ کے بقول کوئی بالی نامی غنڈہ ہے جس نے عمران صاحب کو اغوا کرانے میں سیاہ قوتوں کی مدد کی ہے۔“ رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں رابرٹ! میں نے سب سے پہلے تمہیں اطلاع کر دی ہے اور اب ہم مس اپنے چیف ایکسٹو یا پھر ڈپٹی چیف مس جولیا کو اطلاع کرتے ہیں۔“ کراسٹی نے کہا۔

”کراسٹی! تم سیکرٹ سروس کے انڈر ہو اور تمہیں ان کو اطلاع کرنی چاہیے ویسے اس بار ہم بھی تم لوگوں کے چیف ایکسٹو کے حکم پر ہیں اور ٹائنگر عمران صاحب کے اغوا کاروں کے بارے میں چھان بین کرنے کے لیے نکلے ہیں۔“ پھر اسے عمران کے فلیٹ میں ہونے والے واقعات اور پراسرار چیف ایکسٹو سے ملاقات کا بتادیا۔

”تم نے اچھا کیا ہے کہ مجھے فون کر دیا۔ کیونکہ ٹائنگر پاکیشیائی انڈر ورلڈ کا بادشاہ ہے اور پاکیشیائی زیر زمین دنیا کے رموز اسرار جانتا ہے۔ میں اور ٹائنگر جلد ہی بالی تک پہنچ جائیں گے اس لیے تمہاری مدد کا شکریہ۔“ اس بار رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”رابرٹ! ایک دوست ہونے کے ناطے بھی میرا یہ فرض تھا کہ میں تم سے یہ اہم بات شیئر کروں اور دوسری اہم بات یہ کہ عمران صاحب صرف تم لوگوں کے پاس اور لیڈر نہیں ہیں بلکہ ہم بھی عمران صاحب کو دل کی گہریوں سے پسند کرتے ہیں اور ہمارے چیف ایکسٹو ہر مہم میں عمران صاحب کو ہی ہمارا لیڈر مقرر کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ جلد ہی عمران صاحب ہم تک پہنچ جائیں۔ وہ خیرت سے ہوں۔“ کراسٹی

نے اس بار دل سے عمران کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔
 ”ارے کراسٹی ڈیر! کہیں تم باس پر تو نہیں مر مٹی۔“ رابرٹ نے ہنستے ہوئے
 کراسٹی سے پوچھا۔

”ارے نہیں کنگ ماسٹر! ویسے تو ان کی شخصیت ایسی ہے کہ ان کو چاہا جائے مگر
 میں ان کا احترام کرتی ہوں جس طرح سیکرٹ سروس کے ممبران کرتے ہیں۔ وہ بہت
 زندہ دل شخصیت کے مالک ہیں۔“ کراسٹی نے بھی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے کراسٹی ڈیر! تمہارا بہت شکریہ جو تم نے ہمارے لیے آسانی پیدا
 کر دی۔ ہم بالی کو تلاش کرتے ہیں۔ اور اس سے باس کے بارے میں معلومات
 حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔“ رابرٹ نے کہا تو کراسٹی نے اوور اینڈ آف آل کہہ کر
 اپنا سیل آف کر دیا۔ چونکہ رابرٹ نے اپنے سیل فون کا سپیکر آن کر رکھا تھا اس لیے
 ٹائنگر گاڑی چلانے کے باوجود غور سے رابرٹ اور کراسٹی کی باتیں سن رہا تھا۔
 ”ہوں۔ اب بولو ٹائنگر! کیا کہتے ہو۔“ رابرٹ نے ٹائنگر کی طرف دیکھ کر
 کہا۔

”میں نے بالی کا نام سن رکھا ہے۔ وہ واقعی انڈر ورلڈ میں ایک نامی گرامی غنڈہ
 ہے اور میری اس سے ایک بار مدد بھیڑ ہوئی تھی اور میں نے اس کی ساری غنڈہ گردی کا
 وہ حال کیا تھا کہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔“ ٹائنگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی
 گاڑی آگے جا کر ایک سڑک پر موڑ دی۔

”اب کہاں جانے کا ارادہ ہے تمہارا۔“ رابرٹ نے چونک کر اس سے پوچھا۔
 ”مجھے اس وقت بالی کا سہی طریقے سے پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے مگر
 میرا ایک دوست ہے وہ بالی کے خفیہ ٹھکانے کے بارے میں ضرور جانتا ہوگا۔“ ٹائنگر
 نے کہا تو رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائنگر اور رابرٹ کا میں تیزی سے ایک
 کلب کی طرف جارہے تھے اس کلب کا نام نیو ہارڈلے کلب کافی مقبولیت حاصل کر
 چکا تھا اور اس کلب میں غیر ملکی بھی آتے رہتے تھے۔ کیونکہ نیو ہارڈلے کلب کے
 مالک نے اپنے اس کلب میں دنیا کی مہنگی ترین شراب گاہوں کو مہیا کرتا تھا۔ اس نے
 باقاعدہ اجازت لی ہوئی تھی۔ اس کلب میں جو ابھی عروج پر ہوتا تھا اور یہاں کاروبار

ی حضرات بہت آتے تھے۔ کال گرل شہر بھر کے غنڈے اور عیاش پرست مرد و زن بھی یہاں کو رخ کرتے تھے۔ ہوٹل میں ہر قسم کی عیاشی کے علاوہ ہر چیز مہیا کی جاتی تھی اس لیے یہاں ہر وقت لوگوں کا رش رہتا تھا۔ البتہ شریف کم ہی اس کلب کا رخ کرتے تھے کیونکہ اچھا ماحول اور باادب سٹاف کے باوجود عیاش پرستوں کی وجہ سے امیر شرفاء یہاں آنے کی وجہ سے کتراتے تھے۔ حالانکہ یہاں لڑائی بھڑائی اور بدمعاشی کی سخت معانت تھی۔ دراصل یہاں کا مالک سہیل خان ایک پٹھان تھا اور بہت طاقتور باڈی بلڈر ٹائپ شخص تھا۔ اس کے پاس لڑاکوں کی کمی بھی نہیں تھی جو اپنے استاد اور لیڈر سہیل خان کے کہنے پر یہاں کے ماحول میں ہر بونگ نہیں ہونے دیتے تھے۔ سہیل خان جیسے طاقتور کلب مالک کی وجہ سے یہاں بدمعاش عیاشی تو ضرور کرتے تھے مگر زبردستی بدمعاشی کرنے سے کتراتے تھے۔ ٹائنگر نے کار کلب کے پارکنگ میں پارک کی اور دونوں گاڑی سے نیچے اتر آئے اور کلب کے اندر داخل ہو گئے۔

جیسے ہی ٹائنگر اور رابرٹ اندر داخل ہوئے تو کاؤنٹر پر موجود ایک خوبصورت لڑکی نے کاروباری انداز میں خوشدلی سے ان کا خیر مقدم کیا۔ لوگوں نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور پھر اپنی دنیا میں مشغول ہو گئے کیونکہ رابرٹ گورا تھا اس لیے کسی نے زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ کیونکہ کلب میں غیر ملکی بھی آتے رہتے تھے۔ ”ہمیں سہیل خان سے ملنا ہے۔“ ٹائنگر نے خشک انداز میں کہا تو کاؤنٹر گرل اس کی بات سن کر چونک پڑی۔

”کیا آپ کو ماسٹر ریڈ سے ملنا ہے۔“ اس بار لڑکی نے چونک کر پوچھا۔ دراصل سہیل خان کو اس کے اصل نام سے بہت کم ہی لوگ جانتے تھے اور اپنے کلب میں سہیل خان ماسٹر ریڈ کے نام سے ہی مشہور تھا۔

”ہاں ماسٹر ریڈ ہی کہہ لو۔“ اس بار ٹائنگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر ماسٹر ریڈ تو کسی سے نہیں ملتے۔ آپ کون ہیں جو ڈائریکٹ ماسٹر ریڈ سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہاں آپ کی خدمت کے لیے ہر قسم کی سہولت موجود ہے اور آپ ہم کلب والوں سے ہر قسم کی خدمت لے سکتے ہیں۔“ اس بار لڑکی نے پھر کاروباری انداز میں کہا۔ ٹائنگر اچھی طرح جانتا تھا کہ سہیل خان کا انڈر ورلڈ سے گہرا

تعلق ہے اور انڈر ورلڈ کے لوگ جب کوئی کلب کھولتے ہیں تو اپنے گاہکوں کے لیے ہر قسم کی سہولیات مہیا رکھتے ہیں اس لیے تو امیر اور عیاش پرست گھرانے کی لڑکیاں بھی ایسے مخصوص کلبوں کا رخ کرتی اور ممبر بنتی تھیں۔ کیونکہ ان کی خدمت کے لیے یہاں خوب رو اور مضبوط نوجوان بھی اس کلب میں کام کرتے تھے اور حسین کال گرل بھی یہاں کام کرتی تھیں۔

”آپ بہت حسین ہیں۔ بس دل کرتا ہے آپ کو ہی دیکھتا رہوں۔ لگتا ہے قدرت نے آپ کو فرصت کے اوقات میں بنایا ہے۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر حیرت سے رابرٹ کا منہ تنکے لگا۔

”سر! آپ جیسے قدردانوں کی وجہ سے ہی ہماری روزی چلتی ہے۔ ویسے آپ دونوں بھی بہت دلکش شخصیت کے مالک ہیں۔“ اس بار کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یار کنگ ماسٹر! ہم یہاں باس کے سلسلے میں آئے ہیں۔ تم یہاں ایک کاؤنٹر گرل کو دیکھ کر محبت جھاڑنے لگ گئے ہو۔“ ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے رابرٹ سے کہا۔

”یار! یہاں ہر طرف حسین تتلیوں نے رنگ بکھیرے ہوئے ہیں۔ اس لیے دل ذرا بے ایمان ہو گیا تھا۔“ رابرٹ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس کی بات پر کوئی توجہ نادی۔

”میڈم! سہیل خان یا ماسٹر ریڈ کو کہو کہ اس سے ٹائیگر ملنے آیا ہے۔“ ٹائیگر نے خشک انداز میں کاؤنٹر گرل سے کہا تو لڑکی نے چونک کر ٹائیگر کو دیکھا۔

”کہیں آپ پرنس آف ڈھمپ کے شاگرد ٹائیگر تو نہیں ہیں۔“ کاؤنٹر گرل نے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

”ہاں میں پرنس آف ڈھمپ کا ہی شاگرد ہوں۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ سہیل خان نے سٹاف والوں کو اپنے خاص دوستوں کے نام بتا رکھے تھے کہ وہ ملنے آئیں تو مجھے فوراً اطلاع کی جائے۔

”سر! میں ابھی ماسٹر ریڈ کو اطلاع کرتی ہوں۔“ کاؤنٹر گرل نے کہا اور پھر فون

کارسیوراٹھا کر کال ملائے لگی۔

”لیس ماسٹر ریڈ۔“ تھوڑی دیر بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”ماسٹر! دو مہمان آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔“ لڑکی نے ادب سے کہا۔

”روزی! تمہیں معلوم ہے کہ میں کلب میں کسی بھی شخص سے نہیں ملتا لہذا ان کو

واپس کر دو۔“ سہیل خان نے بھاری اور گرج دار آواز میں کہا۔

”مگر ماسٹر ریڈ۔ پرنس آف ڈھمپ کے خاص بندے مسٹر ٹائیگر آپ سے ملنا

چاہتے ہیں۔“ کاؤنٹر گرل نے ادب سے کہا۔

”اوہ تو ٹائیگر مجھ سے ملنے آیا ہے۔ اس کے ساتھ کون ہے۔ کیا پرنس آف

ڈھمپ ہیں۔“ سہیل خان نے چونک کر لڑکی سے پوچھا۔

”نہیں ماسٹر ریڈ! کوئی پرکشش شخصیت کے غیر ملکی مہمان مسٹر ٹائیگر کے ہمراہ

ہیں۔“ کاؤنٹر گرل نے رابرٹ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جو بھی ہے وہ ٹائیگر کے ساتھ ہے اس لیے دونوں کو میرے

پاس بھیج دو۔“ سہیل خان نے نرم لہجے میں کہا اور فون بند کر دیا۔ فون بند ہونے کے

بعد کاؤنٹر گرل نے ایک سبز رنگ کا بٹن پریس کیا تو تھوڑی دیر بعد دو ہٹے کٹے اور لڑکا

قسم کے مرد کاؤنٹر پر پہنچ گئے۔

”لیس مس روزی۔“ ان میں سے ایک مرد نے ادب سے پوچھا۔

”صابر! ان دونوں کو ماسٹر ریڈ کے کمرے تک چھوڑ آؤ یہ ماسٹر ریڈ کے خاص

مہمان ہیں۔“ کاؤنٹر گرل نے سنجیدہ انداز میں ان کی طرف دیکھ کر کہا تو دونوں نے

ٹائیگر اور رابرٹ کو دیکھا اور اثبات میں سر ہلادیا۔

”آئیں سر۔“ صابر نامی آدمی نے ادب سے کہا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں کو ایک شاندار کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں ایک جوان او

رقوی ہیکل مرد نے ان کا استقبال کیا۔ کمرہ بہت بڑا اور سجا ہوا تھا۔ ہر سہولت سے

آراستہ تھا کمرے کا فرنیچر، الیکٹریک سامان، عمدہ لائٹنگ کی وجہ سے کمرے کی گریس

بڑھ گئی تھی۔

”ٹائیگر! آج بڑے دنوں بعد مجھ سے ملنے آئے ہو۔“ سہیل خان نے اپنی

ریوالونگ چیئر سے اٹھتے ہوئے ان کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور ان کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ٹائیگر اور رابرٹ صوفے پر بیٹھ چکے تھے۔

”سہیل خان! مجھے تم سے انڈر ورلڈ کے ایک غنڈے کے بارے میں پوچھنا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اس کے بارے میں جانتے ہو۔“ ٹائیگر نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

”ٹائیگر! تم میرے خاص دوستوں میں سے ہو۔ تم جانتے ہو کہ میں تم جھوٹ نہیں بولتا۔“ سہیل خان نے کہا اور انٹرکام کارسیور اٹھالیا۔
 ”دو گلاس شراب بدم کے لاؤ اور ایک خالص شراب کی بوتل لاؤ۔“ سہیل خان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا مطلب۔ یہ شراب تم نے کس کے لیے منگوائی ہے۔ کیا تم نے خود بھی شراب شروع کر دی ہے۔“ ٹائیگر نے چونک کر اس سے پوچھا۔
 ”یہ تمہارے ساتھ معزز مہمان آئے ہیں۔ غیر ملکی ہیں۔ میں نے ان کے لیے شراب منگوائی ہے۔“ سہیل خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ارے نہیں نہیں۔ یہ کوئی مہمان نہیں ہیں بلکہ پرنس کے انڈر کام کرتے ہیں۔ پرنس آف ڈھمپ کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے شراب کو چھوڑ دیا ہے جس طرح جوزف نے شراب کو کافی عرصے سے چھوڑ دیا ہے۔“ اس بار ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کہیں یہ گنگ ماسٹر عرف لٹو ماسٹر یعنی مسٹر رابرٹ تو نہیں ہیں۔ جن کا تم نے مجھ سے ذکر ایک مرتبہ فون پر کیا تھا جو ماضی میں اکیمریمیا جیسی مضبوط انڈر ورلڈ میں کام کرتے رہے ہیں۔“ اس بار سہیل خان نے چونک کر پوچھا۔
 ”ہاں۔ سہی پہچانا۔“ اس بار ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا سہیل خان نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

”ویسے یار! تم کوئی اور کاروبار کیوں نہیں کر لیتے۔“ اس بار ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”یار! میرے ایک کلب بند ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ویسے بھی ہم

نے بھی تو روزی کرنی ہوتی ہے اور جہاں تک میرے کلب کی بات ہے میں نے اپنی طرف سے تو کوشش کی ہے کہ یہاں شرفا بھی آئیں۔ مگر جہاں غنڈے اور عیاش پرست لوگ ہوں وہاں شرفا کیسے آسکتے ہیں۔ پھر بھی میں نے اپنے کلب میں ہر بونگ اور ہلڑ بازی نہیں ہونے دیتا اور زبردستی بھی نہیں ہونے دیتا اور اس کے علاوہ سمگلنگ اور منشیات بیچنے کا غیر قانونی دھندہ بھی نہیں کرتا۔“ سہیل خان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی دوران ایک نوجوان خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی اور شربت کے گلاس کے ساتھ ٹیبل پر شراب کی ایک بوتل بھی رکھنا چاہی۔

”نہیں۔ اسے واپس لے جاؤ۔“ سہیل خان نے کہا تو لڑکی نے دوبارہ

شراب کی بوتل اٹھائی اور سرخم کر کے کمرے سے باہر چلی گئی۔

”مجھے بالی کے بارے میں معلومات چاہیے۔“ ٹائیکر نے شربت کا گلاس

اٹھاتے ہوئے کہا اور رابرٹ نے بھی سہیل خان کے کہنے پر شربت کا گلاس اٹھالیا۔

”تم اس بالی کی بات تو نہیں کر رہے جس کی ناک تم نے ایک مہم میں توڑ دی

تھی۔“ سہیل خان نے چونک کر پوچھا تو ٹائیکر نے شربت پیتے ہوئے اثبات میں سر

ہلا دیا۔

”ہاں۔ میں اسی بالی کی ہی بات کر رہا ہوں۔“

”میں جانتا ہوں اس خبیث فطرت کو۔ وہ آج کل کا لے علوم کے لوگوں کی

خوشامد میں لگا ہوا ہے۔ کیونکہ میرا ایک بندہ اس کی ٹیم میں کام کرتا ہے۔ وہ میرا منجر ہے

اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ آج کل کا لے اور گندے عالموں کے پاس چکر لگا رہا ہے

معلوم نہیں کیا وجہ ہے۔“ سہیل خان نے کہا تو رابرٹ اور ٹائیکر چونک کر اٹھ کھڑے

ہوئے۔

”کیا مطلب۔“ کا لے جادو کے گندے عالموں سے ملتا ہے۔ کیا یہ واقعی

درست ہے۔“ رابرٹ اور ٹائیکر چونک کر ایک ساتھ کھڑے ہو گئے۔

”ارے آپ لوگ بیٹھیں۔ اس بات پر اتنے چونک کیوں گئے ہیں۔“ اس بار

سہیل خان نے حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا تو ٹائیکر نے مختصر لفظوں

میں بتا دیا کہ بالی نے کسی سیاہ طاقت کے کہنے پر عمران کو اپنے گندے وار میں پھنسا دیا ہے اور عمران صاحب اس کی وجہ سے مشکل میں ہیں۔ یہ نا بتایا کہ عمران کو سیاہ طاقتوں نے اغوا کر لیا ہے کیونکہ اب اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اسی بالی نے عمران کو شیطانی جال میں الجھانے میں شیطان پرستوں کی مدد کی ہے۔ اچانک ٹائیکر کا سیل فون بجنے لگا تو اس نے اپنے سیل فون پر نمبر دیکھا تو چونک گیا۔

○.....○.....○

ڈاکٹر شیان اس وقت ایک بڑی گاڑی میں سوار تھا جو کہ بہت پاورفل تھی۔ اس بڑی گاڑی میں اس وقت اس کے پہلو میں قبوتی بیٹھی ہوئی تھی اور دونوں گاڑی کی پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرنٹ سیٹ پر ایک قوی ہیکل ڈرائیور جو شکل سے ہی جرائم پیشہ لگ رہا تھا اس کے ساتھ ایک خوفناک شکل کا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کی آنکھوں کی پتلیاں غائب تھیں اور اس سے اس کی شکل اور بھیا نک ہو گئی تھی۔ یہ سہارو تھا ڈاکٹر شیان کا اسسٹنٹ اور قبوتی کی طرح یہ بھی ڈاکٹر شیان کی ایک خاص طاقت تھا۔ ان کی گاڑی کے پیچھے ایک بڑا ڈالا آ رہا تھا جس میں بیس کے قریب چھٹے ہوئے بد معاش تھے جو کہ ڈاکٹر شیان نے اپنی سیاہ طاقتوں کی بدولت ان زیر زمین غنڈوں کو پیسے سے خرید لیا تھا اور اس وقت ان سب کی منزل سیاہ جنگلات تھا۔ ان بد معاشوں کے ڈالے میں ایک نوجوان جوڑی بھی تھی جن کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور منہ پر کپڑا تھا۔

اس وقت ڈاکٹر شیان نے صرف پیٹ ہی پہن رکھی تھی۔ اس کا اوپر کا بدن عریاں تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کھوپڑی تھی جس پر ایک سیاہ رنگ کی دھیمی اور پراسرار آگ روشن تھی اور کھوپڑی کا منہ کھلا ہوا تھا۔ حیرت انگیز طور پر اس خوفناک کھوپڑی کی آنکھیں بے نور ہونے کے بجائے سرخ انگارے کی طرح دہک رہی تھیں۔ ڈاکٹر شیان مسلسل کوئی ورد کر رہا تھا اور نا معلوم ورد کرنے کے بعد وہ اس کھوپڑی کے اوپر پھونک مارتا تو اس ہولناک زندہ آنکھوں والی کھوپڑی کے سر پر آگ کا شعلہ مزید گہرا ہو جاتا۔

”آقا! آپ کا بو قاری عمل کب مکمل ہوگا۔“ قبوتی نے جو اس کے پہلو میں

بیٹھی ہوئی تھی مسکراتے ہوئے ڈاکٹر شیان سے پوچھا۔

”بس میرا عمل پورا ہونے والا ہے۔ اس کے بعد یہ سب پہنچھی میرے غلام ہوں گے۔“ ڈاکٹر شیان نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو قبوتی کے ساتھ آنکھوں میں بغیر پتلیوں والے سبارونے پیچھے مڑ کر اپنے آقا ڈاکٹر شیان کو دیکھا اور اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تیز ہو گئی۔

”بس ایک دفعہ میں سیاہ جنگل پہنچ جاؤں پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب کس پانی میں ہیں۔ میں باقاش کو وہ بھیا تک موت سے دو چار کروں گا کہ اس کی روح بھی صدیوں تک تڑپتی رہے گی۔“ ڈاکٹر شیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر آقا! یہ دیکھ لیں کہ وہ سیاہ طاقتوں میں آپ سے بڑھ کر تو نہیں ہے۔

آپ سے کم بھی نہیں ہے۔ وہ بھدا اور سیاہ باقاش بہت خطرناک سیاہ قوتوں کا حامل ہے۔“ اس بار سبارونے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں میں جانتا ہوں۔ وہ کس پانی میں ہے۔ مگر میں بھی اس کے ہی سیاہ جنگل میں اس کا وہ حشر کروں گا کہ اس کو دیکھ کر دیگر سیاہ قوتیں میری مطیع ہو جائیں گی۔“

ڈاکٹر شیان نے ایک بار پھر اس پر اسرار اور خوفناک کھوپڑی پر پھونک مارتے ہوئے کہا تو لیکھت زندہ آنکھوں والی ہولناک کھوپڑی کے سر سے سیاہ رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔

”یہ کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میری طاقت جواب کیوں دے رہی ہے۔“ اس

بار ڈاکٹر شیان نے چونک کر کھوپڑی کے سر سے دھواں بلند ہوتے دیکھ کر حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا حیرت اور غور سے اپنے ہاتھ میں کھوپڑی کو دیکھنے لگا۔

”آقا آقا۔ میں نا قاش کے سیاہ آگ کی لپک محسوس کر رہی ہوں۔“ قبوتی

نے اس بار چونک کر کہا۔

”ہاں آقا۔ آپ کی عطا کردہ میری بھی سیاہ طاقتیں مجھے نا قاش کی سیاہ آگ

کے بارے میں بتا رہی ہیں۔“ اس بار سبارونے بھی کہا تو ڈاکٹر شیان چونک پڑا۔

”کیا مطلب! یہ نا قاش کی سیاہ آگ ہمارے اوپر اثر انداز کیسے ہو سکتی ہے۔

کیونکہ جہاں تک میرا علم مجھے بتاتا ہے باقاش کے پاس سیاہ آگ نہیں ہے اور نہ ہی

اس کی کسی سیاہ طاقت کے پاس ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے اس بار پریشانی سے کہا۔

”آقا! مجھے اجازت دیں میں ابھی سب کچھ معلوم کر کے لاتی ہوں۔“ قبوتی نے کہا تو ڈاکٹر شیان نے اثبات میں سر ہلادیا مگر کچھ بولا نہیں۔ قبوتی یلخت آگ کے گولے میں تحلیل ہو گئی اور گاڑی میں ریچھنی کی تیز آوازیں گونجنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد ریچھنی کی آوازیں ختم ہو گئیں اور آگ کا گولہ غائب ہو چکا تھا۔ گاڑی کا ڈرائیور اس طرح گاڑی چلا رہا تھا جیسے وہ ہینا ٹائیز ہو۔ کیونکہ ان سب کی باتوں اور ڈاکٹر شیان کے ہاتھ میں ہولناک زندہ کھوپڑی سے بے نیاز اپنی ڈرائیونگ میں ہی مگن تھا ورنہ ڈاکٹر شیان جو خوفناک عمل کر رہا تھا اسے دیکھ کر دل گردے والے آدمی کا بھی ہارٹ فیل ہو سکتا تھا۔

گاڑی معمول کے مطابق چل رہی تھی اور قبوتی کے یہاں سے جانے کے بعد ڈاکٹر شیان فکر مندی سے قبوتی کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ سبارو کے چہرے پر بھی فکر کے سائے تھے۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔

”آقا آقا! مجھے بھی قبوتی کی مدد کے لیے جانا پڑے گا۔ کیونکہ میری طاقتیں بتا رہی ہیں کہ باقاش کی سیاہ طاقتیں اس کے گرد گھیرا تنگ کر رہی ہیں۔“ یلخت سبارو نے آنکھیں کھولیں تو اس کی بغیر پتلیوں والی آنکھیں مکمل طور پر سرخ ہو رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر فکر کے سائے تھے۔

”ہوں ٹھیک ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ بد بخت باقاش کو ہماری سرگرمیوں کے

بارے میں معلوم ہو چکا ہے۔ وہ ہوشیار ہو چکا ہے۔ اپنے سیاہ جنگل میں ہمارے داخلے کے لیے رکاوٹیں شروع کر دیں ہیں۔“ ڈاکٹر شیان نے چونک کر کہا اور سبارو کو جانے کی اجازت دے دی۔

یلخت سبارو کا وجود دھوئیں میں تحلیل ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سبارو ایک قوی ہیکل اور خوفناک مگر مچھ کے روپ میں نمودار ہو گیا اور اس کے منہ سے غیر انسانی یعنی مگر مچھ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ پھر یک لخت دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ ڈرائیو

بدستور گاڑی چلائے جا رہا تھا جیسے اسے معلوم ہو کہ کہاں جانا ہے اور اسے اس چیز سے کوئی غرض نہیں تھی کہ دو جیتے جاگتے انسان اس کے سامنے آگ اور دھواں بن کر غیر انسانی مخلوق میں تحلیل ہو کر غائب ہو چکے ہیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ کوئی ربوٹ ہو جو

بٹن کے ساتھ چلتا ہو۔ دراصل واقعی اپنے خوفناک عمل کی بدولت ڈاکٹر شیان نے اس غنڈے کے دماغ کو اپنے ٹریک میں لے لیا تھا اور اس غنڈے کے باقی ساتھی جو دولت کے لالچ میں اپنے لیڈر جوڈاکٹر شیان کی گاڑی چلا رہا تھا اس کے ساتھیوں کے دماغ بھی اس وقت ڈاکٹر شیان کے کنٹرول میں تھے۔ ڈاکٹر شیان بڑی بے چینی سے اپنی خاص طاقتوں سبارا اور قبوتی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ زندہ کھوپڑی بدستور اس کے ہاتھ میں تھی جس میں سے اب دھواں نکلنا بند ہو گیا تھا۔ ایک بار پھر آگ کا سیاہ شعلہ نمودار ہوا۔ اور رنگ بدلنے لگا۔ کیونکہ پراسرار زندہ آنکھوں والی کھوپڑی کے سر پر رقصاں شعلہ کبھی نیلا ہو رہا تھا اور کبھی اپنی اصلی حالت میں یعنی سرخ ہو رہا تھا اور پھر اچانک سیاہ ہو گیا۔ شعلہ سیاہ ہوتے دیکھ کر ڈاکٹر شیان کے چہرے پر مسکراہٹ ریگ گئی۔

”ہاں یہ ہوئی نہ بات۔ میرے غلام طاقتوں نے آخر کار باقاش کے سیاہ عمل کا توڑ کر دیا ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کی گاڑی بڑی سڑک سے نکل کر ایک ویران سڑک پر داخل ہو چکی تھی اور یہ راستہ گھنے جنگل کی طرف جا رہا تھا۔ دراصل ڈاکٹر شیان نے اپنی سیاہ طاقتوں سے معلوم کر لیا تھا کہ باقاش کے سیاہ جنگل برازیل کے گھنے اور طویل ترین جنگلوں میں موجود ہے۔ وہاں سیاہ جنگل میں باقاش کی حکومت تھی جہاں وہ اپنی سیاہ قوتوں پر حکومت کر رہا تھا۔ اس کا ایک قبیلہ بھی تھا جو بہت بڑا اور جنگجو قبیلہ کہلاتا تھا۔ برازیل کے جنگلات دنیا کے طویل ترین گنجان اور خطرناک جنگلوں میں شمار ہوتے تھے۔ وہاں خطرناک درندوں کے علاوہ ریڈ انڈینز بھی پائے جاتے تھے جو اجنبی لوگوں کو مار کر ان کے سر کو کسی خاص طریقے سے سکیڑ کر چھوٹا کر دیتے تھے۔ ڈاکٹر شیان چونکہ خود سیاہ دنیا کا بہت بڑا باسی تھا۔ بے شمار کالی اور گندی قوتیں اس کے اندر تھیں اس لیے اسے برازیل کے طویل جنگلوں کے وحشیوں کا کوئی ڈر نہیں تھا۔ ویسے ڈاکٹر شیان کے ساتھ جو جرائم پیشہ افراد تھے۔ ان کے پاس وافر مقدار میں اسلحہ تھا اور وہ ہر قسم کے سخت حالات سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔

اچانک گاڑی میں ایک دفعہ پھر آگ کا شعلہ نمودار ہوا اور اس شعلے سے

ریچھنی کے غرانے کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ جیسے کوئی خونخوار ریچھنی بہت غصے میں ہو۔ پھر یہ شعلہ قوتی میں تبدیل ہو گیا۔ ایک دفعہ پھر قوتی ڈاکٹر شیان کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر گاڑی میں سیاہ دھواں نمودار ہوا اور پہلے مگرچھ میں تحلیل ہو گیا پھر انسانی روپ میں آ گیا۔

”آقا! باقاش نے سیاہ جنگل کے باہر سیاہ آگ روشن کر دی ہے۔ اس آگ کو روشن کرنے میں باقاش کی سیاہ طاقتوں سنو کی اور شاسان نے سیاہ آگ کو باقاش کے سیاہ جنگل کے چاروں طرف پھیلا دیا ہے۔ اس نہ نظر آنے والی آگ میں جو گزر کر آگے جائے گا وہ جل کر بھسم ہو جائے گا۔ شاسان اور سنو کی نے ہماری گاڑی میں سیاہ آگ کے اثرات ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ مگر چونکہ سیاہ جنگل کو مکمل طور پر بند کرنے کے بعد باقاش کی سیاہ آگ کی طاقت کمزور پڑ گئی تھی اس لیے میں اور سبارو نے باقاش کی غلام سیاہ طاقتوں کو فنا کر کے باقاش کی سیاہ آگ کے کالے اثرات کا راستہ روک دیا ہے۔ البتہ باقاش کے سیاہ جنگل کے اندر جانے سے پہلے ہمیں کچھ اور کرنا پڑے گا جہاں عامی ران قید ہے۔ کیونکہ باقاش کی سیاہ آگ کے اثرات پوری قوت سے سیاہ جنگلات میں پھیلے ہوئے ہیں جہاں ہم یا آپ کی کوئی اور سیاہ طاقت کام نہیں کرے گی۔“ قوتی نے ڈاکٹر شیان کو تفصیل بتائی۔

”ہوں۔ دیکھا جائے گا پہلے ہم اس بد بخت باقاش کے سیاہ جنگلوں میں تو پہنچیں۔ ہم مہان سیاہ طاقت کے لیے بھینٹ بھی لائے ہیں اسے بھی ہم مہان سیاہ طاقت کے نام بلی چڑھائیں گے اور اس کے بعد میں بھی اپنے کالے جادو سے اس سیاہ آگ کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔ ہمارے پاس بھینٹ کی کمی نہیں ہے۔“ اس بار ڈاکٹر شیان نے ڈرائیور کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو سبارو اور قوتی کے چہروں پر بھی ایک سنگدلانا مسکراہٹ رینگ گئی۔

”آقا! ہم آپ کے جانثار آپ پر اپنی جان نثار کر دیں گے۔ کیونکہ ہمارے پاس جو مہان طاقتیں ہیں۔ وہ آپ کی ہی عطا کردہ ہیں۔ ہم آپ کے ادنیٰ غلام ہیں اور ہم آپ کی ہی طرح مہان سیاہ طاقت کے پیروکار ہیں۔“ قوتی نے ڈاکٹر شیان کی خوشامد کرتے ہوئے کہا تو سبارو نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلادیا۔

”آقا! میں مانتا ہوں کہ آپ بہت مہان قوتوں کے مالک ہیں۔ مگر پھر بھی ہمیں باقاش کے سیاہ جنگل میں بہت زیادہ احتیاط کرنی پڑے گی۔ کیونکہ ایک تو وہ اسی کا علاقہ ہے اور دوسرا وہ بھی آپ کی طرح کالی شکلتیوں اور گندے علوم کا ماہر ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح آپ کے قبضے میں لاتعداد کالی شکلتیاں ہیں۔ میں اور قبوتی آپ کی خاص طاقتیں ہیں اسی طرح باقاش کے قبضے میں بھی لاتعداد سیاہ شکلتیاں ہیں۔ اس کے علاوہ میری اور قبوتی کی طرح سنو کی اور شسان اس باقاش کی بہت طاقتور سیاہ شکلتیاں ہیں اور اس کے علاوہ اس نے گھوناش سے اپنی ایک خاص سیاہ طاقت اور اپنے قبیلے کی چالیس کنواری لڑکیوں کی قربانی دے کر سیاہ آگ حاصل کر لی ہے۔ اسی وجہ سے سیاہ جنگل کالی اور سیاہ شکلتیوں کے لیے بہت خطرناک ہو چکا ہے لہذا ہمیں بہت محتاط طریقے سے قدم اٹھانا ہوگا۔“ اس بار سبارو نے تشویش سے کہا۔

”سبارو! میں بھی بہت مہان قوتوں کا مالک ہوں۔ تمہیں کہہ چکا ہوں کہ باقاش کی طرح میں بھی مہان سیاہ طاقت کا پیروکار ہوں اور باقاش سے کم طاقتوں کا مالک نہیں ہوں میرا کالاجادو کا لامتر کسی طور پر کم نہیں ہے اور میں اپنے حریف باقاش کو سبق پڑھا سکتا ہوں۔“ اس بار ڈاکٹر شیان نے منہ بنا کر سبارو کی طرف دیکھ کر کہا جیسے اسے اپنی خاص غلام طاقت کے منہ سے بزدلی کی باتیں اچھی نہ لگ رہی ہوں یا پھر وہ باقاش کو اس سے زیادہ اہمیت دے رہا تھا۔

”نن! نہیں آقا! ہم۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ آپ ہمارے مہان آقا ہیں۔ ہم آپ کو کس طرح کسی کالی طاقت والے سے کم کہہ سکتے ہیں میں تو صرف احتیاط کا کہہ رہا تھا۔“ اس بار سبارو نے ڈرتے ہوئے بات بنائی تو ڈاکٹر شیان کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

”کیا یہ کچی بات ہے کہ عامی ران سیاہ جنگل میں ہی قید ہے۔“ اس بار ڈاکٹر شیان نے نیا سوال کیا۔

”جی آقا! روشنی کی دنیا کا باسی عامی ران ابھی تک باقاش کے سیاہ جنگلوں کا ہی قیدی ہے۔“ سبارو اور قبوتی نے ایک ساتھ ادب سے جواب دیا۔

”میں دیکھتا ہوں کہ سیاہ جنگل کا اب کتنا سفر باقی ہے۔“ یہ کہہ کر ڈاکٹر شیان

نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول دیں۔

”ابھی بہت سفر باقی ہے۔ ہم مسلسل سفر کرتے رہیں تو پھر بھی کل صبح کو وہی باقاش کے سیاہ جنگل میں داخل ہوں گے جہاں اس بد بخت نے میرا راستہ روکنے کے لیے ناقاش کی سیاہ آگ اپنے سیاہ جنگل میں پھیلا دی ہے۔ اس خوفناک آگ کا راستہ کاٹنے کے لیے مجھے مہان سیاہ طاقت کی بھینٹ دینی پڑے گی جس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اور جہاں تک ان جرائم پیشہ افراد کی بات ہے۔ ان کا ذہن مکمل طور پر میرے قبضے میں ہو چکا ہے۔ پھر بھی یہ عام انسان ہیں کوئی سیاہ طاقت نہیں ہیں اس لیے ان کو خوراک کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور ویسے میں بھی اب بھوک محسوس کر رہا ہوں لہذا ابھی گاڑی روکو اور یہیں پڑاؤ ڈال لیتے ہیں۔ کھانا کھانے اور تھوڑا آرام کرنے کے بعد آگے بڑھیں گے۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا تو سبار اور قبوتی نے سر ہلادیا۔

”راجر! گاڑی روکو تھوڑا آرام اور کھانا وغیرہ کھالیں۔“ اس بار سبارونے ڈرائیور کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تو ڈرائیور نے یوں سر جھٹکا جیسے اسے ابھی ہوش آیا ہو۔ ”ارے ڈاکٹر صاحب۔ یہ ہم کہاں آگئے ہیں اس سڑک کے دونوں اطراف تو گھنا جنگل ہے۔“ ڈرائیور نے اس طرح حیرت سے کہا جیسے اسے یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ وہی گاڑی چلا کر یہاں تک آیا ہے۔ ڈاکٹر شیان اس کی بات سن کر مسکرایا اور راجر کے چومکنے سے پہلے ہی اس نے اپنے ہاتھ میں ہولناک زندہ آنکھوں والی کھوپڑی ایک تھیلے میں ڈال دی۔

تھوڑی دیر بعد سب نیچے بیٹھے تھے اور کھانا کھا رہے تھے۔ قیدی مرد اور لڑکی کو بھی زبردستی کھانا کھلایا گیا کیونکہ ڈاکٹر شیان اس دوران ان سب کو اپنے ہوا میں رکھنا چاہتا تھا۔ ان کے ذہنوں سے اپنا کالام عمل ہٹا دیا تھا۔

”ڈاکٹر شیان! ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ہمیں کسی ایسے جنگل میں لے جائیں گے جہاں آپ اپنا کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں کیا یہ وہی جنگلات ہیں۔“ جرائم پیشہ افراد کے لیڈر راجر نے ڈاکٹر شیان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”نہیں یہ وہ جنگل تو نہیں ہیں۔ مگر ہم زیادہ دور بھی نہیں ہیں۔“ ڈاکٹر شیان

نے مختصر جواب دیا۔

”مگر ڈاکٹر شیان! ہم لوگوں نے آپ کی خاطر اسرائیل سے اتنی دور کا سفر کیا یعنی برازیل کے گھنے اور تاریک جنگلوں میں آئے ہیں مگر آپ نے ابھی تک بتایا نہیں کہ آخر آپ اتنی دور کس مقصد کے لیے آئے ہیں۔“ راجر نے حیرت سے ڈاکٹر شیان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ اس کی ہر لیس نظریں قبوتی کے حسین چہرے کا طواف بھی کر رہی تھیں۔

”میرا جو بھی مقصد ہے۔ وہ ہمیشہ اسرائیل اور اسرائیلیوں کے فائدے کے لیے ہوتا ہے اور میں اسرائیل کے سب سے بڑے دشمن کا شکار کرنا چاہتا ہوں۔ اس مقصد کے لیے اتنی دور کا سفر کیا ہے۔ ویسے تم سب بھی میری طرح یہودی ہو کیا تمہارے دل میں مسلمانوں اور یہودیوں کے ازلی دشمن کے خلاف نفرت نہیں ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”وہ تو بالکل ہے۔ مگر وہ کون ہے جو ہم یہودیوں کا ازلی دشمن ہے۔“ اس بار راجر نے چونک کر پوچھا۔

”جو بھی ہے جلد تمہیں اس کا پتہ چل جائے گا۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا۔

”مگر آپ نے اس کرپشن نو جوان جوڑی کو کیوں قیدی بنایا ہے۔“ راجر نے

پھر حیرت سے پوچھا۔

”بس جو بھی ہے میں یہ سب گریٹ اسرائیل کے لیے کر رہا ہوں۔ تم بھی تو

جرائم پیشہ ہو اور میں نے تم سب کو اپنے کام کے لیے اچھا بھلا پیسہ دیا ہے۔ واپسی پر بھی بہت پیسہ دوں گا۔ اس لیے تم بس اپنے کام سے کام رکھو۔“ ڈاکٹر شیان نے راجر کو کہا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے خاموشی سے سر ہلا دیئے۔ کیونکہ یہ جرائم پیشہ لوگ تھے ان کے دل میں واقعی کسی کے لیے کوئی رحم نہیں تھا اس لیے ان سب کو کوئی پرواہ نہیں کی کہ ڈاکٹر شیان ان قیدی جوڑی کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کے ذہن اس جنگل میں آنے کے بعد اب تک ڈاکٹر شیان کے کالے عمل کے زیر اطاعت ہو گئے تھے۔ وہ ایک ایسے عفریت کے لیے کام کر رہے ہیں جو شیطان کا بہت بڑا پیروکار ہے اور وہ اسے یہودیوں کا ایک اہم لیڈر

سمجھ کر اس کا ساتھ دینے کے لیے اتنی دور کا سفر کیا تھا مگر یہ جراثم پیشہ لوگ تھے ان کو صرف پیسوں سے ہی غرض تھی۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد ایک دفعہ پھر دونوں گاڑیاں چل پڑیں۔

”آقا! ہمیں یہاں سے پیدل آگے جانا ہوگا کیونکہ سیاہ جنگل کا راستہ اس جنگل کے اندر ہے۔“ کافی دیر سے خاموش بیٹھی ہوئی قبوتی نے کہا تو ڈاکٹر شیان نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا تو گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ ایک بار پھر سب گاڑی سے اتر آئے۔ سب جراثم پیشہ افراد نے راجر کے کہنے پر اپنے ہاتھوں میں ایبومینشن سنبھال لیا اور گھنے جنگلوں میں داخل ہو گئے۔ ابھی یہ سب تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ان کو بے شمار سانپ نظر آئے جو پھنکارتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے جسے دیکھ کر جراثم پیشہ افراد میں خوف پیدا ہو گیا اور ڈاکٹر شیان بھی چونک کر ان سانپوں کو دیکھنے لگا جو موت بن کر ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

○.....○.....○

”ارے اب یہاں کون آ گیا۔“ سلیمان نے حیرت سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول دیا۔ باہر جولیا، صالحہ اور کراسٹی موجود تھیں۔ دروازہ کھلنے پر اندر داخل ہو گئیں۔

”کہاں ہے عمران۔ کہاں دفعہ ہو گیا ہے یہ ہمیشہ مجھے نظر انداز کر کے باہر چلا جاتا ہے اور بہانہ بنتا ہے کہ اسے اغوا کیا گیا ہے۔“ جولیا نے غصے سے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں مس جولیا! آپ خود کہہ رہی ہیں کہ چیف کا فون آیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ عمران صاحب کو ان کے فلیٹ کے کمرے سے پراسرار طریقے سے اغوا کیا گیا ہے اور ہم آپ کو بتا بھی چکی ہیں کہ ہم آپ کو ان بد معاشوں سے مدھیڑ کا سارا واقعہ بتا چکی ہیں۔“ صالحہ نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا جس کا پارہ گرم ہو رہا تھا۔

”نہیں۔ یہ سب عمران کی چال ہے اس نے چیف کو بھی بیوقوف بنایا ہوگا۔“ جولیا نے کہا مگر اس سے پہلے کہ صالحہ یا کراسٹی اسے کچھ سمجھاتیں اندر داخل ہو کر ان تینوں کے اوسان خطا ہو گئے اور خوف سے ان کے چہرے زرد ہو گئے کیونکہ

ان کا پراسرار چیف ایکسٹو آگ برساتی نگاہوں سے ان کو گھور رہا تھا اور اپنے چیف کو اتنے قریب سے دیکھ کر تینوں گھبرا گئیں۔

”سچ۔ چیف۔ آ۔ آپ یہاں۔“ جولیا نے خوف سے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں! عمران کے فلیٹ میں موجود ہوں کیونکہ بے شک عمران میری سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے مگر عمران سینکڑوں بار میری ٹیم یعنی تم لوگوں کے ساتھ مل کر پاکیشیا کی مدد کر چکا ہے اور عمران کے پراسرار اغوا کا سن کر میں خود یہاں تحقیق کرنے آیا تھا اور حقیقتاً عمران کو پراسرار اور ماورائی طاقتوں نے اغوا کیا ہے مگر تم لوگ بغیر میری اجازت کے یہاں کیوں آئی ہو۔“ چیف نے غصہ سے ان کو گھور کر سخت لہجے میں پوچھا۔

”وہ۔ وہ سچ۔ چیف! ہم عمران صاحب کی عیادت کرنے آئے تھے۔“

جولیا نے خوف سے جواب دیا۔

”ڈپٹی چیف! میں نے تمہیں عمران کی بیماری کا نہیں بلکہ پراسرار اغوا کا کہا تھا اور تم بمہ ٹیم یہاں عمران کے فلیٹ میں کیا اس کی عیادت کرنے آئی ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہ سب کیا ہے کیا تمہیں میری باتوں کا الٹا مطلب سمجھ آتا ہے۔“ اس بار چیف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھ کر پوچھا تو صالحہ اور کراسٹی سمیت اس کا خون خشک ہو گیا۔

”س۔ سوری چیف! ہم بس ویسے ہی اپنی تسلی کے لیے عمران سے ملنے

آئے تھے۔“ کراسٹی نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

”کیا تمہیں میری بات کا یقین نہیں آیا تھا۔“ چیف نے بدستور دھاڑتے

ہوئے کہا۔

”نہیں چیف! ایسی بات نہیں ہے بلکہ مس جولیا نے ہمیں آپ کی بات بتادی

تھی اور ہم نے عمران صاحب کے سلسلے میں حرکت بھی کی تھی۔ ہمیں کافی کامیابی بھی ملی ہے۔“ اس بار صالحہ نے خود کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا اور چیف ایکسٹو کو ہٹل نیو نیلے میں دونوں بد معاشوں سے مدد بھیڑ کی ساری بات سنا دی۔

”گڈ یہ ہوئی نابات۔ یہ بھی تم نے اچھا کیا ہے کہ ڈپٹی چیف کے علاوہ عمران

کے ساتھیوں رابرٹ اور خاص کر ٹائیکر کو بتا دیا ہے کیونکہ ان کا انڈر ورلڈ سے تعلق ہے اور ٹائیکر اس کا سراغ نکال لے گا کہ عمران کو کس شیطانی ذریت نے اغوا کیا ہے۔“ اس بار چیف نے قدرے نرم لہجے میں کہا تو جولیا، کراسٹی اور صالحہ نے سکھ کا سانس لیا۔ ”جولیا! اتنا جذباتی نہیں ہوا کرتے۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ یہ جذبات انسان کو نقصان دیتے ہیں اور ویسے بھی تم پাকیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو اس لیے خیال کیا کرو۔“ چیف نے اس بار جولیا کو گھورتے ہوئے کہا۔ ”سوری چیف! میرا مطلب ہے لیس چیف۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔“ جولیا نے ادب سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم تینوں ابھی جاسکتی ہو کیونکہ ابھی میں خود اس معاملے کی تحقیق کر رہا ہوں اگر تم ممبران کی ضرورت پڑی تو تم لوگوں کو فون کر دوں گا۔“ اس بار چیف نے نرم لہجے میں کہا تو تینوں نے چیف کو سلام کیا اور خاموشی سے عمران کے فلیٹ سے نکلنے میں ہی عافیت سمجھی جہاں ان کا پراسرار چیف موجود تھا۔ سلیمان جو مکمل طور پر خاموش تھا کیونکہ پاکیشیا کے پراسرار چیف کی موجودگی میں وہ جولیا، صالحہ اور کراسٹی سے مذاق نہیں کر سکتا تھا ورنہ اس کا دل کر رہا تھا کہ ان تینوں سے ہنسی مذاق کرے۔ وہ ان کے چیف ایکسٹو کی موجودگی میں اس دوران خاموش ہی رہا تھا۔ ان کے باہر جانے کے بعد ایک دفعہ پھر دروازہ بند کر چکا تھا۔ بلیک زیرو جس نے ڈور بیل کی آواز پر اپنا نقاب چڑھا دیا تھا اب دروازہ بند ہونے پر پھر نقاب اتار دیا۔

”ارے طاہر صاحب! آپ نے تو ان تینوں کو ڈرا ہی دیا۔ آپ کو اچانک دیکھ کر خوف سے ان تینوں کا خون ہی خشک ہو گیا تھا۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اچھا۔ چلو اگر میری جگہ تم ایکسٹو کے مخصوص لباس اور روپ میں ہوتے تو کیا کرتے۔“ اس بار بلیک زیرو نے اس سے سنجیدگی سے پوچھا۔

”طاہر صاحب! اگر ایسا ہوتا تو میں آپ سے بھی زیادہ سخت لہجہ استعمال کرتا۔ کیونکہ صاحب کا بنایا ہوا یہ ایکسٹو کا روپ ہے ہی دہشت اور رعب و دبدبے کی علامت۔“ سلیمان نے شانے اچکاتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا تو بلیک زیرو کے

چہرے پر مسکراہٹ رنگ گئی۔ مگر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اس کو کوئی جواب دیتا
لیکھت عمران کے کمرے کے سوراخوں سے دھواں نکلنے لگا تو دونوں چونک کر اسے
دیکھنے لگے اور اس کے ساتھ ہی ان کو جوزف کی چیخ کی آواز بھی سنائی دی۔
”طاہر صاحب! یہ کیا۔ یہ صاحب کے کمرے سے دھواں کیوں نکل رہا ہے۔“
سلیمان نے خوفزدہ نگاہوں سے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر کہا۔
”میرے خیال میں جوزف کوئی بہت سخت عمل کر رہا ہے جس کی وجہ سے یہ
دھواں دروازے کے سوراخوں سے باہر نکل رہا ہے۔“ بلیک زیرو نے بھی چونک کر
کہا۔

”تو میں دروازہ کھول نہ دوں۔ یہ ناہوکہ کالیا سارے کمرے کو آگ ہی لگا
دے۔“ سلیمان نے اس بار منہ بنا کر کہا۔
”نہیں سلیمان! جوزف نے ہمیں سختی سے ایسا کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ وہ
ماضی میں بھی اس طرح کے ماورائی عمل کر چکا ہے اور کامیاب رہا ہے کیونکہ جوزف کا
افریقہ کے قدیم وچ ڈاکٹروں سے رابطہ رہتا ہے اس رابطے کے لیے جوزف کو اس
طرح کے پراسرار عمل کرنے پڑتے ہیں۔“ اس بار بلیک زیرو نے اطمینان سے جواب
دیا جیسے اسے کمرے سے دھواں نکلنے کی کوئی پرواہ نہ ہوئی ہو۔
”مگر یہ کالیا چیخا کیوں تھا۔ اس کی چیخ سے تو یوں طاہر ہوتا ہے جیسے اس کا لیے
نے کوئی خوفناک چیز دیکھ لی ہے۔“ سلیمان نے بدستور حیرت اور خوف سے کہا۔
”ہاں۔ یہ تمہاری بات ٹھیک ہے ہمیں جوزف سے پوچھ لینا چاہیے۔“ بلیک
زیرو نے کہا اور جوزف کو آواز دے کر اس کا حال پوچھا۔

”میں ٹھیک ہوں طاہر صاحب! بس میں ایک سخت عمل کر رہا ہوں کیونکہ کالی
قوتوں نے ایسا عمل کیا ہے کہ میرا اپنے فادر جو شوا اور افریقہ کے کسی اور وچ ڈاکٹر سے
رابطہ نہیں ہو رہا مگر میں بھی ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں ہوں مجھے اس عمل کے
لیے سخت اور جان لیوا محنت کرنی پڑے گی مگر باس کی خاطر میں سخت سے سخت عمل
کرنے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ اب آپ لوگوں نے مجھ سے نہیں بولنا۔ ہاں اس سخت
عمل سے میں اذیت ناک مرحلوں سے بھی گزروں گا اور ہوسکتا ہے کہ میری دردناک

چینیں آپ لوگوں کو سنائی دیں اور آپ پریشان ہو جائیں اس لیے بہتر ہے کہ آپ اور سلیمان ایک گھنٹے کے لیے مجھے تنہا چھوڑ دیں اور بہتر ہے ایک گھنٹے کے لیے فلیٹ سے باہر چلے جائیں۔ جوزف کی قدرے سخت اور خشک آواز سنائی دی۔ تھوڑی دیر بعد ان دونوں کو جوزف کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی جیسے جوزف کسی کنویں سے بول رہا ہو۔

”ٹھیک ہے سلیمان! ہم جوزف کو کچھ دیر کے لیے تنہا چھوڑ دیتے ہیں اور فلیٹ سے باہر چلے جاتے ہیں۔“ بلیک زیرو نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مگر طاہر صاحب! یہ کالیا آخر کر کیا رہا ہے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی۔ آپ بھی اس کی فضول حرکتوں اور احمقانہ باتوں میں آ گئے ہیں۔“ سلیمان نے حیرت سے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر کہا۔

”سلیمان! پہلے میں بھی جوزف کے ان حرکتوں کو فضول اور احمقانہ سمجھتا تھا مگر مجھے اس وقت جوزف پر نہیں بلکہ تم پر حیرت ہو رہی ہے کہ تمہارے سامنے کئی بار عمران صاحب اور جوزف شیطان کی رزیل قوتوں کے چنگل میں پھنسے ہیں اور پھر جوزف ہی کی پراسرار حرکتوں سے عمران صاحب اور سیکرٹ سروس والے مشکل سے نکلے ہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ وہ آپ کی بات درست ہے واقعی آج کے سائنسی اور جدید دور میں

بھی صاحب اور ان کی سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ ایسے انہونی اور پراسرار واقعات ہوئے ہیں کہ نہ یقین ہونے کے باوجود ہمیں ان باتوں پر یقین کرنا پڑتا ہے اور یہ کالیا بھینسا واقعی صاحب اور سیکرٹ سروس اور ان کے دیگر ساتھیوں کے لیے مددگار ثابت ہوا ہے۔“ سلیمان نے تھکے تھکے انداز میں ایک لمبی سانس لے کر کہا۔

”کیا مطلب۔ عمران صاحب کے اور کون سے ساتھی ہیں۔“ بلیک زیرو نے

مسکرا کر پوچھا۔

”طاہر صاحب! دیکھیں ناں صاحب کے ساتھیوں میں سیکرٹ سروس کے دس

ممبران ہیں اس کے علاوہ آپ چیف ایکسٹرا اور شاز و نادر میں یعنی ٹریل ایکسٹو بھی

صاحب کے ساتھی ہیں جو موقع کی مناسبت سے ایکسٹو کا رول ادا کرتے ہیں۔ اب

جیسا کہ ”ڈارک ایڈونچر“ والے کیس میں مس روشی اور اس کا لیے کی مدد سے میں نے صاحب اور آپ کی مدد کی تھی۔ ورنہ صاحب اور آپ تو بری طرح پھنس گئے تھے اور صاحب کا ایکسٹو کاراز بے نقاب ہو جاتا اس کے علاوہ ٹائیگر، جوزف، جوانا اور میرا شاگرد رابرٹ عرف کنگ ماسٹر بھی صاحب کے ساتھی اور شاگرد ہیں اور ان سے ہٹ کر بھی صاحب کے دوستوں میں سر سلطان، سردار اور ڈاکٹر فاروقی بھی ہیں اور اس کے علاوہ اپنے سو پر فیاض صاحب بھی صاحب کے دوست ہیں۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے بلیک زیرو کو عمران کے ساتھیوں اور دوستوں کی تفصیل بتائی تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی مسکراہٹ رہی گئی۔

”ہاں سلیمان! تم درست کہتے ہو۔ عمران صاحب جو کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے اصل چیف ہیں مگر عموماً میں ہی ایکسٹو کارول ادا کرتا ہوں اس کے علاوہ تم بھی ایکسٹو کی بھرائی ہوئی مخصوص آواز اور ایکسٹو کارول بھرپور طریقے سے ادا کر سکتے ہو اس لیے تو عمران صاحب کا ایکسٹو کاراز دنیا والوں کے سامنے راز ہی ہے جسے ہم تین کے علاوہ جوزف، سر سلطان اور مس روشی ہی جانتی ہیں۔“ بلیک زیرو نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ صوفے سے کیوں اٹھے ہیں۔ کیا کہیں جانے کا ارادہ ہے۔ اب کیا اس کا لیے کے کہنے پر ہم فلیٹ بھی چھوڑ دیں۔“ سلیمان نے ایک دفعہ پھر حیرت سے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”سلیمان! تم بھول رہے ہو کہ ہم دونوں کو سید چراغ شاہ صاحب نے بلایا ہے اور وہ ہم سے عمران صاحب کے ہی سلسلے میں کوئی اہم بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہم باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ واقعی! شاہ صاحب کا فون بھی میں نے ہی سنا ہے اور ابھی تک ہم یہیں ہیں چلیں چلیں ہمیں شاہ صاحب سے ملنا چاہیے اس کا لیے کو اس کے حال پر چھوڑ ہی دیتے ہیں۔“ اس بار سلیمان نے چونک کر کہا اور خود بھی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوری دیر بعد سلیمان اور بلیک زیرو کا رمیں سفر کرتے ہوئے سید چراغ شاہ صاحب کے گاؤں پہنچ کر ان کے گھر پہنچ چکے تھے اور اس وقت ان کے مہمان خانے

میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک لڑکا جو غالباً شاہ صاحب کا چھوٹا بیٹا تھا اس نے ان دونوں کو دودھ پیش کیا اور خاموشی سے باہر چلا گیا۔ دونوں بسم اللہ پڑھ کر دودھ پینے لگے جو کہ بہت لذیذ تھا۔ ابھی دونوں دودھ پی کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ شاہ صاحب کمرے میں داخل ہو گئے ان کو دیکھ کر بلیک زیرو اور سلیمان دونوں احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبراکاتہ۔“ شاہ صاحب نے اپنے مہمان خانے میں داخل ہو کر شفیق انداز میں ان دونوں کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

”علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبراکاتہ۔“ دونوں نے ایک ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا اور شاہ صاحب کے بیٹھنے کے بعد دونوں ایک دفعہ پھر بیٹھ گئے۔

”جی شاہ صاحب! آپ نے ہم دونوں کو کس لیے یاد فرمایا ہے۔“ بلیک زیرو نے بہت احترام سے ان سے پوچھا۔

”کیوں میرے بچو! کیا تم دونوں یعنی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اصلی چیف کو عمران بیٹے کی کوئی فکر نہیں ہے۔“ شاہ صاحب نے بدستور شفیق انداز میں ان کی طرف دیکھا۔ ویسے جب سے عمران جس پر اسرار مہم میں شاہ صاحب سے ملا تھا اس دوران شاہ صاحب نے اپنی روحانیت سے عمران کو بتا دیا تھا کہ پاکیشیا کا اصل چیف ایکسٹو ان کے سامنے ہے تو عمران حیران ہو گیا تھا مگر شاہ صاحب نے یہ راز اپنے تک ہی رکھا تھا عمران کے ان ساتھیوں کا نہیں بتایا تھا جو اس کے ایکسٹو کے راز سے واقف تھے اور آج بلیک زیرو اور سلیمان کو دیکھ کر انہوں نے ان دونوں کو چیف ایکسٹو کہا تھا کیونکہ یہ دونوں عمران کے خاص شاگرد تھے جو ایکسٹو کا رول نبھاسکتے تھے اور خاص کر بلیک زیرو تو آج تک کسی ممبر اور دنیا والوں کے سامنے اپنے چہرے کو ظاہر نہیں کیا تھا مگر اس وقت شاہ صاحب کے پاس وہ اپنے اصلی روپ میں تھا کیونکہ اسے عمران بتا چکا تھا کہ شاہ صاحب بہت اللہ والے ہیں اور اپنی روحانیت سے میری اور میری ٹیم کے بارے میں سب جانتے ہیں اس لیے ان دونوں کو شاہ صاحب کے بات پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی اور دونوں یہ بھی سمجھ چکے تھے کہ شاہ صاحب چونکہ بہت اللہ والے ہیں اس لیے اپنی روحانیت سے عمران کے بارے میں بھی جان گئے ہیں۔

”شاہ صاحب! آخر یہ سب کیا ہے جو عمران صاحب شیطان پرستوں کی گندی

اور سیاہ ذریعوں کے قبضے میں پھنس جاتے ہیں۔“ بلیک زیرو نے ان کی طرف تجسس اور پریشانی سے پوچھا۔

”ہاں میرے بچو! میں جانتا ہوں کہ تم دونوں عمران بیٹے کے ساتھی بغیر عمران کے سیکرٹ سروس کو زیادہ دیر تک نہیں سنبھال پاؤ گے میں یہ نہیں کہتا کہ تم دونوں میں صلاحیت کی کمی ہے خاص کر طاہر بیٹا! تم تو بہت ہی صلاحیتوں والے انسان ہو اور سلیمان بیٹا بھی عمران بیٹے کے بھرم کو قائم رکھے ہوئے ہے مگر پھر بھی اللہ پاک نے عمران بیٹے کو بہت صلاحیتوں سے نوازا ہے اور وہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے پاکیشیا کے عوام کو پاکیشیا کے دشمنوں سے بچائے ہوئے ہے ورنہ پاکیشیا کے دشمن اس ملک خداداد کو بہت نقصان پہنچا چکے ہوتے اور اس کے علاوہ مجھے خوشی ہے کہ عمران بیٹے کی طرح اس کے تمام ساتھی بھی بہت صلاحیتوں والے اور عمران بیٹے کی طرح صاف کردار کے ہیں۔“ شاہ صاحب نے شفیق انداز میں کہا۔

”شاہ صاحب! آپ ہی صاحب کو نماز پڑھنے اور قرآن مجید پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں اور آپ کے کہنے پر عمران صاحب نے اپنی سیکرٹ سروس والوں کو بھی نماز پڑھنے اور قرآن مجید پڑھنے کی عادت ڈالی ہے اور خود بھی جتنا ہو سکتا ہے نماز قرآن کی پابندی کرتے ہیں پھر کیسے شیطانی طاقتیں ان پر اثر انداز ہوئی ہیں۔“ سلیمان نے شاہ صاحب سے پوچھا۔

”دیکھو بیٹا! انسان خطا کا پتلا ہے اور سستی کا بلی انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔ لیکن دراصل عمران بیٹے کے پیچھے کچھ شیطانی طاقتیں کافی دنوں سے لگی ہوئی تھیں جو کہ شیطان پرستوں کی بہت بڑی شیطانی طاقتیں ہیں اور انہوں نے طریقے سے عمران بیٹے کو غلط کر کے اپنے ناپاک مقاصد کے لیے اغوا کر لیا ہے۔“ شاہ صاحب نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”چونکہ شاہ صاحب! آپ کے کہنے پر بھی متعدد بار عمران صاحب شیطانی ذریعوں سے لڑ چکے ہیں اور بعض دفعہ شیطانی ذریعات جان کر عمران صاحب پر حملہ آور ہوتی رہی ہیں اور ان کو اپنی کالی طاقتوں کی بدولت اغوا کر چکی ہیں۔ عمران صاحب ان شیطانی ذریعات کے خلاف لڑے ہیں اور اس کے علاوہ بعض دفعہ شیطانی ذریعات

سیکڑ سروس کے ممبران پر بھی حملہ آور ہو چکی ہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں میرے بچے! میں یہ سب جانتا ہوں اور واقعی عمران بیٹا اور اس کے جانثار یعنی تم لوگ بھی متعدد بار میرے کہنے پر بھی شیطان پرستوں کے مقابل آ کر ان سے لڑ چکے ہو دراصل اللہ رب العزت نے شیطان مردود کو بھی بہت مرعات دے رکھی ہیں اور شیطان نے اللہ سے کہا ہوا ہے کہ میں قیامت تک آپ کے بندوں کو بھٹکا تا رہوں گا اور ان کو راندہ درگاہ بنادوں گا یعنی جھوٹ اور فریب سے حسین عورت اور شراب کی کشش سے اور مکروہ فریب سے انسانیت کو بھٹکا دوں گا تو میرے بچے اللہ پاک نے بھی شیطان سے کہا تھا کہ تو بے شک میرے بندوں کو بھٹکا دے مگر جو میرے خاص بندے ہیں وہ تیری چال میں نہیں آئیں گے اور جو بندے تیرے پھندے میں پھسنے کے بعد بھی مجھ سے سچی توبہ قبول کریں گے تو میں ان کو معاف کر دوں گا اور میرے بچے انسان اور شیطان کی جنگ تو ازل سے جاری ہے اور اب تک رہے گی۔ میرے بچے میں تو ایک گنہگار اور عاجز بندہ ہوں مگر جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں وہ دنیا والوں کے لیے کسی روشن چراغ سے کم نہیں ہوتے اور ان کی مدد سے شیطانی ذریعات ان سے ڈرتی ہیں۔“ شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے ان کو سمجھایا۔

”نہیں شاہ صاحب! آپ اللہ کے نیک بندے ہیں اس لیے تو ہمیں آپ کی محفل میں بیٹھ کر روحانی سکون ملتا ہے مگر پھر بھی شاہ صاحب میں آپ کی بات کچھ سمجھا نہیں ہوں کہ آپ شیطان کے بارے میں ہمیں کیا معلومات دے رہے ہیں۔“ بلیک زیرو نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”طاہر اور سلیمان بیٹے! میں تم کو شیطان کے بارے میں وضاحت کر دیتا ہوں جسے تم غور سے سنو کیونکہ یہ بہت اہم بات ہے۔ شیطان کے ننانوے ہتھیار ہیں اور سات ظاہری ہیں جو وہ لوگوں پر استعمال کرتا ہے۔ شیطان تو بے شمار ہیں اور ابلیس ان تمام شیطانوں کا باپ اور استاد ہے۔ ابلیس جو کہ کسی دور میں اللہ کا مقرب فرشتہ تھا اور عبادت اور ریاضت میں سب سے آگے تھا اور اس کا نام اُن دونوں عزازیل ہوا کرتا تھا، جب اللہ کی نافرمانی کر کے دھتکارا گیا تو اس کا نام ابلیس ہو گیا اور اس نے اللہ سے قیامت تک کی مہلت مانگ لی اور کہا کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا اور ان کو

راندہ درگاہ یعنی بھٹکا ہوا اور تیرا نافرمان بنادوں گا تو اللہ پاک نے اس کو اس کی استتاعت بھی دے دی اور کہا کہ میرے جو نیک بندے ہیں وہ تیری باتوں میں نہیں آئیں گے۔

شیطان کی بیوی بچے بھی ہیں اور ابلیس کی بیوی کا نام طرطبہ ہے۔ ان کی اولاد بھی ہے جو اپنے باپ ابلیس کے کہنے پر بنی نوع انسانوں کو بہکاتی ہے۔ اب جیسا شیطان کے ننانوے ہتھیار یا بظاہر ہیں اور سات ظاہری ہیں جو وہ لوگوں پر استعمال میں لاتا ہے۔ مثلاً، شہوات اور لذت، ریا، علم، عجب، طلب راحت اور معارف الیہ۔ اس طرح شیطانوں کا استاد یعنی ابلیس اور اس کی اولاد اور چیلے دنیا کو حسین اور دلکش و پرکشش بنا کر بنی نوع انسانوں کو مشرق اور کافر بنادیتے ہیں۔

شہوات اور لذت سے وہ بنی نوع انسان پر سرور کا حسین جال ڈال کر اسے تباہ کرتا ہے۔ عجب کے ذریعے وہ نیک انسانوں کے اعمال کو خوش نما بنا کر آہستہ آہستہ گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ریا کے ذریعے وہ عابدوں اور زاہدوں یعنی بہت نیک اور پارسا لوگوں کو ورغلا تا ہے۔ علم کے ذریعے وہ علماء کو تکبر میں مبتلا کر کے بربادی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرح ابلیس کے لیے ایک جاہل کے مقابل میں ایک عالم کو ورغلا نا نہایت آسان ہے۔ طلب راحت کے ذریعے وہ عبادت میں مصروف نیک بندوں کو سہل پسند اور آرام پسند بنا کر دین سے دور کر دیتا ہے۔ معارف الیہ کے ذریعے وہ صدیقین، اولیاء اللہ اور عارفین پر ظاہر ہوتا ہے۔ ان کے اعتقاد پر حملہ کرتا ہے لیکن اللہ کے خاص اور بزرگ زیدہ بندوں کے سامنے اس کی مکاری واضح ہو کر آ جاتی ہے۔ وہ ان کو گمراہ اور بھٹکا نہیں سکتا جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی جنہیں دنیا غوث اعظم کے نام سے جانتی ہے ان کا ایک قصہ تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔

ایک دفعہ آپ کہیں جا رہے تھے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ آسمان پر ہر طرف روشنی کی کرنیں چھا گئیں پھر اس روشنی میں سے ایک آواز نکلی کہ اے عبدالقادر میں تمہارا رب تم سے مخاطب ہوں اور میں تمہاری بے پناہ ریاضتوں سے بہت خوش ہوں لہذا آج کے بعد تم پر نمازیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اس آواز سے سید عبدالقادر جیلانی بہت حیران ہوئے کہ نماز تو نبیوں اور صحابہ پر بھی معاف نہیں ہوئی پھر مجھ پر یہ

کرم نوازی کس سلسلے میں تو سید عبدالقادر جیلانی فوراً سمجھ گئے کہ یہ شیطان مردود کی چال ہے۔ انہوں نے بے اختیار لاحول و لا قوۃ پڑھا تو وہ روشنی اور چمک ظلمت اور اندھیرے میں بدل گیا اور پھر غیب سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر میں ابلیس ہوں اور تم واقعی اپنے علم اور بے پناہ ریاضتوں کی وجہ سے مجھ سے بچ گئے۔ اس پر سید صاحب نے فرمایا کہ اے ابلیس نامراد میں اپنے کسی علم اور ریاضتوں سے نہیں بچا ہوں بلکہ اللہ پاک نے اپنے فضل خاص سے مجھ کو بچایا ہے۔ اس پر شیطان ہائے ہائے کرنے لگا اور پھر آواز آئی کہ اے عبدالقادر اسی علم و ریاضت کے غرور کا جھانسا دے کر میں بے شمار پارسا بندوں کو گمراہ کر چکا ہوں یہ کہہ کر شیطان وہاں سے دفعہ ہو گیا۔ اس طرح غرور اور تکبر شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے جس سے وہ انسانوں کو گمراہی میں مبتلا کرتا ہے۔ مگر اللہ کے خاص بندے اس مردود کے جھانسنے میں آنے سے بچ جاتے ہیں۔“ سید چراغ شاہ صاحب نے ان دونوں کو مفید ترین اور نایاب باتیں بتائیں تو سلیمان اور بلیک زیرو حیران اور خوش ہو گئے۔

”شاہ صاحب! کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ اس وقت صاحب کہاں ہیں اور کس سفلی طاقت نے ان کو اپنے شیطانی مقصد کے لیے اغوا کیا ہے۔“ سلیمان نے شاہ صاحب سے معلوماتی باتیں سن کر عمران کے بارے میں فکر مندی سے پوچھا تو بلیک زیرو بھی اس بار سلیمان کی بات سن کر چونک کر شاہ صاحب کو دیکھنے لگا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

”دیکھو بیٹا! بات دراصل یہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جس میں روشنی کی طاقتیں برائے راست طاغوتی طاقتوں کے خلاف میدان میں نہیں آتی بلکہ اپنے نمائندے یا ساتھی ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کرتی ہیں۔ اسی طرح عمران بیٹا بھی کئی بار روشنی کی طاقتوں کی خاطر روانہ ہوا ہے اور ضروری نہیں کہ ہر بار میں نے ہی عمران بیٹے کو شیطان پرستوں کے خلاف لڑنے کا کہا ہے بلکہ کئی بار روشنی کی اور بھی نیک طاقتوں نے عمران کو شیطان پرستوں کے خلاف روانہ کیا ہے اور عمران بیٹا اپنے صاف کردار اور ثابت قدمی کی وجہ سے سرخرو ہوا ہے۔ شیطانی ذریعوں کا شکار بننے کے بجائے ان کا خاتمہ کیا ہے اور کئی موقوف پر عمران بیٹے کی مدد اس کے افریقی غلام نے

بھی کی ہے۔ گو کہ عمران بیٹے کے ساتھی جوزف کی پراسرار حرکتیں جس سے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی مدد کرتا ہے۔ وہ روشنی کے زمرے میں نہیں آتے مگر پھر بھی عمران کا افریقی ساتھی اپنے پراسرار عمل کو شیطان پرستوں کے خلاف استعمال کرتا رہا ہے اس لیے وہ شیطانیت کے زمرے میں بھی نہیں آتے اور الٹا شیطانی ذریعات اس حیرت انگیز افریقی کے ہاتھوں فنا ہوئے ہیں۔ اب جہاں تک عمران بیٹے کے پراسرار اغوا اور قید کی بات ہے تو پاکیشیا سے بہت دور عمران بیٹے کو قید کیا گیا ہے اور شیطانی طاقتوں نے اپنا پورا زور لگا کر عمران کو اغوا کر کے برازیل کے طویل جنگلوں میں پہنچا دیا ہے جہاں ایک شیطان پرست عمران بیٹے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے کیونکہ مجھے مکمل یقین ہے کہ عمران بیٹا جس کے ذہن سے مقدس کلمات اخذ ہو چکے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ کوئی ایسا گناہ نہیں کرے گا جس سے شیطان پرست اس کے ذہن کو اپنے کنٹرول میں کر کے روشنی کی طاقتوں کی مدد کے بجائے ان کے خلاف چلانے کا ناپاک منصوبہ بنائے بیٹھے ہیں۔“ شاہ صاحب نے ان دونوں سے کہا تو حیرت سے سلیمان اور بلیک زیرو کے منہ کھل گئے۔

”حیرت ہے شاہ صاحب! شیطانی طاقت عمران صاحب سے اتنا بھیانک انتقام لینا چاہتے ہیں کہ ان کو راندہ درگاہ بنانا چاہتے ہیں۔“ سلیمان نے حیرت سے کہا۔

”شاہ صاحب! آپ کہہ رہے ہیں کہ شیطانی طاقتیں عمران صاحب کو اپنے ناپاک مقاصد کے لیے ان کے ذہن کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ ایک سے زیادہ شیطانی طاقتیں ہیں جو عمران صاحب کو پراسرار طریقے سے اغوا کر چکی ہیں۔“ بلیک زیرو نے بھی حیرت سے پوچھا۔

”میرے عزیزو! عمران بیٹے کو اغوا تو ایک شیطانی ذریت نے اپنی گندی طاقتوں کے ذریعے کر لیا تھا۔ مگر اسرائیل سے کالے جادو کے ماہر ایک ڈاکٹر نے بھی اور دیگر شیطانی قوتوں نے بھی عمران بیٹے کو اپنے قبضے میں کرنے کے لیے اپنی مہم شروع کر دی ہے۔ میرے خیال میں عمران بیٹا بہت مضبوط اعصاب اور پاک کردار کا مالک ہے اس لیے وہ شیطان عمران کو ہلاک تو کر سکتے ہیں مگر اس کے ذہن کو اپنے قبضے

میں نہیں کر سکیں گے کیونکہ اس کے لیے عمران کو پہلے خود شیطان بننا پڑے گا اور میرے خیال میں عمران بیٹا نفس کا اتنا کمزور ہوتا تو ایک بھی شیطانی ذریت کو فنا نہ کر سکتا بلکہ عرصہ پہلے ان کا شکار ہو چکا ہوتا۔“ شاہ صاحب نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو دونوں نے ان کی باتوں کو کچھ سمجھتے اور کچھ نہ سمجھتے سر ہلا دیئے۔

”شاہ صاحب! اور بھی تو سیکرٹ ایجنٹ ہیں جو عورت زاد کے معاملے میں

بہت سخت ہیں۔ جیسا کہ کرنل فریدی صاحب اور میجر پرمود صاحب۔ پھر شیطانی

طاقتیں ان کو نقصان کیوں نہیں پہنچاتی حالانکہ صلاحیتوں اور صاف کردار میں یہ

حضرات بھی عمران صاحب سے کم نہیں ہیں۔“ سلیمان نے شاہ صاحب سے پوچھا۔

”میرے بچے! میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ بعض دفعہ میرے کہنے پر اور بعض دفعہ

اور نیک بندوں کے کہنے پر عمران لا تعداد بار شیطانی ذریتوں سے لڑ چکا ہے۔ ان کا

خاتمہ کر چکا ہے اس لیے تو شیطانی ذریتیں اس سے خفا ہیں اور اس کو ہلاک کرنے یا

اپنے قبضے میں کرنے کے چکروں میں ہیں۔“ شاہ صاحب نے سلیمان کو سمجھاتے

ہوئے کہا۔

”شاہ صاحب! آپ ہماری رہنمائی کریں اور ہمیں بتائیں کہ ہم عمران

صاحب کی کس طرح مدد کریں۔“ بلیک زیرو نے اس بار فکر مندی سے پوچھا۔

”میرے بچے! مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ عمران بیٹے پر گند اوار کر کے اغوا کیا ہے

اس لیے اس کے ذہن سے مقدس کلمات نکل چکے ہیں میں ایک امام ضامن ظہر کی نماز

کے بعد دوں گا اور اسے عمران تک پہنچانا ہے۔ تم لوگ عمران بیٹے کی سیکرٹ سروس کو

اس مہم میں روانہ کرو یا عمران کے دیگر چار ساتھیوں کو روانہ کرو عمران تک جلد پہنچنا

چاہیے اور اسے امام ضامن دینا چاہیے تاکہ اس کو اپنے ماتھے پر باندھنے پر اس کے

دماغ میں مقدس کلمات یاد آ جائیں گے بلکہ بہتر ہے عمران بیٹے کے چار ساتھیوں کو

روانا کرو کیونکہ شیطان پرستوں نے خوفناک جنگلوں میں عمران بیٹے کو قیدی بنایا ہے اور

رابرٹ اور خاص کر جوزف کو تو جنگلات کا مکمل تجربہ ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کے بجائے

جلد عمران بیٹے تک پہنچے گے۔ عمران بیٹے کے ان چاروں ساتھیوں میں

جوزف، رابرٹ اور جوانا مسلمان تو نہیں ہیں مگر عمران بیٹے کے ساتھی بننے کے بعد ان

کا کردار بھی مکمل طور پر صاف ہے کیونکہ یہ تینوں عمران بیٹے کی نفسیات کو سمجھ چکے ہیں البتہ ٹائیگر بیٹا جو کہ عمران بیٹے کا شاگرد ہے وہ مسلمان ہے۔ ہاں صلاحیتوں میں جوانا اور ٹائیگر بھی جوزف اور رابرٹ سے کم نہیں ہیں مگر جوزف اور رابرٹ کو جنگلات کا وسیع تجربہ ہے چونکہ ٹائیگر مسلمان ہے اور میں اس کو امام ضامن اس کے حوالے کر دوں گا مجھے امید ہے کہ عمران بیٹے کے یہ چاروں ساتھی اپنے لیڈر تک پہنچ کر اسے شیطان پرستوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بچالیں گے۔ تم دونوں میں سے کوئی ایک ایکسٹو کے روپ میں ٹائیگر کو میرا پیغام پہنچا دے کہ وہ میرے پاس عصر کے وقت پہنچ جائے اس طرح میں اسے امام ضامن دے دوں گا اس کے علاوہ تم اپنی سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی وہاں بھیجنا چاہو تو وہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے لیکن تم عمران بیٹے کے شاگرد ٹائیگر کو جلدی میرے پاس بھیج دو۔“ شاہ صاحب نے انتہائی شفیق انداز میں ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”شاہ صاحب! عمران صاحب بہت صلاحیتوں والے ہیں۔ وہ ایسے ہی ان شیطانی ذریعات کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہو سکتے۔“ سلیمان نے شیخی میں کہا۔

”میرے بچے! یہی غرور تو انسان کو کھا جاتا ہے کہ میں بہت بڑی چیز ہوں۔“

اب یہ دیکھ لو کہ احتیاط کے باوجود شیطان پرست عمران بیٹے کو پراسرار اور ماورائی طریقے سے اپنی کالی طاقتوں کی بدولت اغوا کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور میں تم دونوں کو بتا چکا ہوں کہ عمران بیٹے کے ذہن سے مقدس کلمات نکل چکے ہیں اور وہ بہت مشکل میں ہے کیونکہ کالے جادو کا توڑ اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے عطا کردہ مقدس کلمات ہی ہیں مگر بغیر مقدس کلمات کے عمران بیٹا یاہ دیر تک ان کالے اور گندے عملیات کے ماہروں کا مقابلہ نہیں کر پائے گا اور وہ اس کو اپنے شیطانی مقصد کے لیے قربان کر دیں گے۔“ شاہ صاحب نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا تو سلیمان شرمندہ ہو گیا۔

”جی شاہ صاحب! آپ درست فرما رہے ہیں۔“ سلیمان نے اس بار سر جھکا کر ادب سے کہا۔

”شاہ صاحب اب ہمیں اجازت ہے۔“ بلیک زیرو نے ادب سے پوچھا۔

”میرے بچے! ابھی تم میرے پاس بیٹھو ظہر کی نماز پڑھ کر مجھ کنہگار کے ساتھ کھانا کھا کر جانا۔“ شاہ صاحب نے شفیع انداز میں کہا۔

”شاہ صاحب! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے اور آپ کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔“ اس بار سلیمان اور بلیک زیرو نے ایک ساتھ خوش ہو کر کہا۔

○.....○.....○

عمران نے غور سے اس لڑکی کو دیکھا جو کہ ایکرمی لڑکی تھی۔

”تم کہیں کیتھرین تو نہیں ہو۔“ عمران نے اس لڑکی سے پوچھا تو لڑکی چونک کر عمران کو دیکھنے لگی۔ جیسے اس نے ابھی عمران کو دیکھا ہو۔ اور پھر وہ تیزی سے کھڑی ہو کر عمران کی طرف بڑھی۔

”مم۔ مجھے بچاؤ! میں مشکل میں ہوں۔“ لڑکی نے عمران سے چمٹنے کی کوشش کی جسے عمران نے کیتھرین کہا تھا۔ مگر عمران تیزی سے ایک طرف ہو گیا اور لڑکی اپنے ہی زور میں تھوڑا آگے بڑھ گئی اور حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی۔

لڑکی بہت حسین اور نوجوان تھی اور خوفزدہ لگ رہی تھی۔ کیتھرین، عمران کی اس دور کی کلاس فیلو تھی جب عمران گریٹ لینڈ میں تعلیم حاصل کرنے گیا۔ اس کی ایک کلاس فیلو بہت قابل اور ذہین تھی ہر مقابلے میں کلاس میں اول نمبر آتی تھی۔ مگر عمران بھی اپنی ذہانت سے اسے بعض دفعہ پیچھے دھکیل چکا تھا۔ کیتھرین ذہین ہونے کے ساتھ بہت کم گو اور اچھی لڑکی تھی۔ عمران کی ذہانت کی وجہ سے اس سے دوستی ہو گئی تھی۔

عمران اس سے اس طرح پیش آتا تھا جیسے اپنی بہن ثریا کے ساتھ بیٹھا ہو۔ کیتھرین، عمران کی حماقتوں اور معصومیت کی وجہ سے اسے اپنا بھائی کہتی تھی جسے عمران خوشدلی سے مان گیا گیا۔ پھر پڑھائی کے دنوں کے بعد عمران پاکیشیا اور کیتھرین بھی اپنے ملک اکیرمیا چلی گئی تھی۔ آج کافی عرصے بعد عمران نے اسے دیکھا تو حیران ہو گیا تھا۔

”میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا واقعی تم کیتھرین ہی ہونا۔“ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر حیرت سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں عامی ران! میرا نام کیتھرین نہیں بلکہ ٹینا ہے۔“ اس نوجوان حسین لڑکی

نے کہا تو عمران چونک گیا کیونکہ اس لڑکی نے اس کے اصل نام عمران کے بجائے بگاڑ کر عامی ران کہا تھا۔

”یٹنا! کیا مطلب۔ تم اس سیاہ جنگل میں کیسے پھنس گئی۔ سچ سچ بتاؤ کون ہو تم۔“ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”مسٹر عامی ران! میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ میرا نام یٹنا ہے اور میرا تعلق برازیل سے ہے جہاں تم موجود ہو۔“ یٹنا نامی لڑکی نے کہا۔

”کک۔ کیا مطلب۔ مم۔ میں شیطان مردودوں کے ہاتھوں میں اتنی دور پہنچا دیا گیا ہوں۔“ عمران نے چونک کر اس لڑکی سے کہا۔

”مجھے کچھ معلوم نہیں ہے کہ تم یہاں کیسے آئے ہو اور یہاں کیسے پہنچائے گئے ہو کیونکہ میں تو خود مشکل کی ماری ہوں۔“ اس بار یٹنا جو کہ عمران کی کلاس فیلو کی تھریں کی ہم شکل تھی نے اداس لہجے میں جواب دیا۔

”مگر خاتون! تم ہو کون۔ یہاں اس پراسرار جنگل میں میری طرح کیسے پھنسی ہو۔“ عمران نے ایک طویل سانس لے کر پوچھا۔ عمران نے ایک بات نوٹ کی تھی کہ جیسے ہی اسے اس لڑکی کی آواز سنائی دی تھی تو جنگل میں دھن دھن کی خوفناک آوازیں اور اسے دھمکیاں دینے والی سرکون نامی پراسرار ہستیوں کی گرجتی برستی آوازیں ختم ہو چکی تھیں جنہوں نے عمران کو سیاہ جھونپڑے سے باہر نکلنے کو غلط کہا تھا اور اسے کوئی سزا دینا چاہتے تھے۔ مگر نامعلوم اس لڑکی کی چیخ سے وہ سب پراسرار خوفناک دھمکیوں کی گرجتی آوازیں غائب ہو چکی تھیں۔ عمران نے سر جھٹکا اور خود کو نئے ماحول میں ایڈجسٹ کرنے کے لیے ہنکارہ بھرا اور اب اس لڑکی کو دیکھنے لگا جو خود کو مصیبت زدہ کہہ رہی تھی۔

”یٹنا! تم جو بھی ہو تمہاری شکل میری ایک جاننے والی سے بہت ملتی ہے۔ مگر تم مجھے عامی ران کیوں کہہ رہی ہو حالانکہ میرا نام عامی ران نہیں ہے بلکہ میرا اصل نام اور پورا نام۔ ارے یہ کیا میں خود ہی اپنے نام کو بھول گیا۔“ عمران نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اپنا نام بھی بھول چکا تھا۔

”ارے یہ کیا۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس منحوس شیطانی جنگل میں

آ کر میں مقصد س کلمات کے ساتھ ساتھ اپنے نام کو بھی بھول چکا ہوں۔“ عمران نے اس بار حیرت اور خوف سے اپنے نام کو یاد کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔
 ”کیا ہوا عامی ران! تم کیا سوچنے لگے ہو۔“ ٹینا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے حسین چہرے پر خوف ختم ہو چکا تھا۔ وہ عمران کو دلچسپ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

”یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ لگتا ہے اس پر اسرار جنگل میں آنے کے بعد میری تمام صلاحیتیں ختم ہو چکی ہیں۔“ عمران نے پریشان کن لہجے میں کہا۔
 ”مسٹر عامی ران! تم بھی اس سیاہ جنگل کے قیدی ہو اور میں بھی اس سیاہ اور خوفناک و پر اسرار جنگل کی قیدی ہوں۔ اب ہم دونوں مل گئے ہیں تو مل کر یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکالنے کی کوشش کریں گے۔“ ٹینا نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

”تم اتنی خوش کیوں لگ رہی ہو۔ کیا تم کو اس جنگل میں قارون کا خزانہ نظر آ رہا ہے اگر ایسی بات ہے تو مجھے بھی اس خزانے میں سے تھوڑا بہت حصہ دے دینا کیونکہ میں بھی خواجہ عمر و عیار کی طرح دنیا کا غریب اور لاچار انسان ہوں۔“ اس بار عمران نے احمقانہ لہجے میں ٹینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اگر میں اپنے شکار کو کامیابی سے پھنسالوں تو مجھے دنیا کا بہت بڑا خزانہ مل جائے گا۔“ اس بار ٹینا نے معنی خیز انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر چونک گیا۔

”کیا مطلب۔ آخر تم کہنا کیا چاہتی ہو؟“ عمران نے ایک دفعہ پھر حماقتوں کی پٹری سے اترتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں ٹینا سے پوچھا۔

”ایک تو تم یہ بات پر پریشان ہو جاتے ہو۔ ارے بدھوا انسان میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر واقعی ایسا کوئی خزانہ اس جنگل میں ہے تو تمہاری طرح میں بھی امیر ہو جاؤں گی اور ملک کے امیر ترین لوگوں میں میرا نام بھی شامل ہو جائے گا۔“ اس بار ٹینا نے ہنستے ہوئے نئی بات بنائی تو عمران خاموش ہو گیا۔

”تو کیا تم کوئی شکاری ہو۔ جو اپنے ساتھیوں سے بھٹک کر اس خوفناک سیاہ

جنگل میں آ پھنسی ہو۔“ عمران نے اس بار نیا سوال کیا۔

”ہاں شکاری تو میں ہوں اور اس جنگل میں شکار کرنے ہی آئی ہوں مگر یہاں تو پہلے سے ایک شکاری موجود ہے۔“ ٹینا نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔
 ”واہ ٹینا! باتوں میں تم بھی کسی سے کم نہیں ہو۔ خیر چلو آؤ کسی مناسب جگہ بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے اور قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

”مجھے لگتا تو نہیں کہ اس گھنے اور تاریک جنگل میں کوئی ایسی جگہ ملے جہاں ہم تسلی سے بیٹھ کر گفتگو کر سکیں۔ مگر پھر بھی تم کہتے ہو تو میں تمہارے ساتھ چل پڑتی ہوں کیونکہ اکیلا مجھے یہاں بہت ڈر لگ رہا تھا اس لیے تو کہتے ہیں کہ ایک اکیلا دو گیارہ۔“ ٹینا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی اس کی خوبصورت مثال پر مسکرا دیا اور ایک طرف بڑھ گیا تاکہ کوئی مناسب جگہ ڈھونڈ کر بیٹھ کر ٹینا کی آپ بیتی سن سکے۔ عمران ٹینا کے ہمراہ اس پراسرار جنگل میں آگے بڑھنے لگا تاکہ کوئی مناسب جگہ تلاش کر کے اس کے ساتھ بیٹھ کر تسلی سے باتیں کر سکے اور اس سے پوچھ سکے کہ وہ کس مشکل میں اس خوفناک سیاہ جنگل میں پہنچی ہے۔ کیونکہ مسلسل تاریک جنگل میں رہنے کی وجہ سے اب عمران کی آنکھیں کافی حد تک اندھیرے میں دیکھنے کے قابل بھی ہو چکی تھیں۔ عمران اور ٹینا تھوڑا آگے بڑھے ہی تھے کہ ان کو اس سیاہ جنگل میں ایک بہت بڑا درخت نظر آیا جس کا تنہا بہت چوڑا تھا اور اس درخت کے ساتھ والی جگہ صاف ستھری تھی جیسے کسی نے اس جگہ کو باقاعدہ صاف کیا ہو۔

”میرے خیال میں یہ جگہ بیٹھنے کے لیے مناسب رہے گی۔“ ٹینا نے عمران کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران نے دیکھا کہ اس درخت کے ارد گرد عجیب و غریب پھل گرے ہوئے تھے جو کہ غالباً اسی درخت سے گرے تھے۔ مگر عمران کو ان عجیب پھلوں کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ یہ پھل کس طرح کے ہیں اور ان کی تاثیر کیا ہے۔

”چلو۔ تم آکر کہتی ہو تو میں تمہارے ساتھ یہیں بیٹھ جاتا ہوں۔ مگر مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ یہ کون سا درخت ہے اور درخت کے نیچے کون سے پھل گرے ہوئے ہیں۔“ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ دونوں اس عجیب و غریب پھلوں والے

درخت کے نیچے بیٹھ گئے جو کہ کافی گھنا بھی تھا۔

”ہاں اب بولو ٹینا! کون ہو تم اور اس پر اسرار جنگل میں کیسے پھنسی اور کس کے شکار میں تم اس بھیانک جنگل میں آئی تھی۔“ عمران نے نیچے بیٹھ کر مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا جیسے ٹینا اسے اچھی طرح جانتی ہو۔

”عامی ران! تم اس جنگل میں کس طرح پھنسنے ہو۔ پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ۔“ ٹینا نے بھی مسکراتے ہوئے اس طرح عمران کی طرف دیکھ کر الٹا سوال پوچھا جیسے عمران اس کا بہت قریبی دوست ہو۔

”میں اپنے بارے میں بتاؤں۔ ارے میں غریب تمہیں اپنے بارے میں کیا بتاؤں میں تو اس طرح ان شیطان پرستوں کے ہاتھوں میں اس بری طرح پھنسا ہوں جیسے آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔“ عمران نے بھی بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عامی ران! تم پہیلیاں بہت بھجاتے ہو اور اس کے علاوہ تم بہت دلچسپ آدمی بھی ہو ہر بات کو مذاق میں اڑانے اور ہر قسم کے ماحول سے بے نیاز نظر آنے والے حیرت انگیز شخص ہو حالانکہ تم ایک خطرناک جنگل کے قیدی ہو۔“ اس بار ٹینا نے حیرت سے مسکراتے ہوئے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ارے بے بی زندگی۔ ہے ہی زندہ دلی کا نام۔ موت تو ایک دن آنی ہی ہے پھر کیوں موت سے ڈر ڈر کر جیا جائے۔“ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلو اچھا ہے۔ ہم دونوں مل کر خطرات کی زندگی سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے اور سکون کی تلاش کریں گے۔“ ٹینا نے پر اسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب ٹینا؟ تم بھی مجھ سے پہیلیاں ہی بھجوا رہی ہو۔ مجھے تمہارے باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی۔ آخر تمہارا مقصد کیا ہے؟“ عمران نے ایک دفعہ پھر اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا اور اسے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا۔ واہ مسٹر

عامی ران! تم بھی عجیب آدمی ہو میرے ہر بات پر مجھے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگتے ہو حالانکہ میں بھی تمہاری طرح اس پر اسرار جنگل کی قیدی ہوں اور تمہاری طرح ہی

یہاں سے باہر جانا چاہتی ہوں۔ مہذب علاقے میں پہنچنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے اس جنگل سے وحشت ہو رہی ہے حالانکہ میں نے اپنے دوستوں کے ہمراہ برازیل کے

جنگلوں میں سیر اور شکار وغیرہ کھیلا ہے مگر یہ جنگل تو کوئی وحشت لیے ہوئے ہے۔“ ٹینا نے شکوے بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اچھا! تو تم کو اس جنگل سے باہر نکل کر ہی سکون ملے گا یہ کون سا مشکل کام ہے۔ ہم دونوں اکٹھے ہیں باتیں کرتے ہوئے اس جنگل سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں سے باہر جا کر مہذب علاقے کا رخ کرتے ہیں۔“ عمران نے شانے چکا کر کہا اور اس بار پھر اطمینان سے اسے دیکھنے لگا۔

”واہ عامی ران! تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے یہاں سے نکلنا کوئی مشکل نہیں ہے حالانکہ میرے اندازے کے مطابق ہم برازیل کے جنگلوں کے وسط میں ہیں۔ تم برازیل کے جنگلوں کو مجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتے ہو کہ دنیا بھر میں برازیل کے جنگلات کیوں مشہور ہیں۔“ اس بار ٹینا نے عمران کی طرف طنزیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو تم مجھے برازیل کے جنگلات کے بارے میں معلومات دے دو تا کہ مجھے اندازہ ہو سکے کہ تم برازیل کے جنگلات کے بارے میں کیا معلومات رکھتی ہو۔“ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”عامی ران! تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے تمہارا حریف اور ہمسایہ ملک کافرستان تم سے چار گنا بڑا ہے اور برازیل کا ملک کافرستان سے بھی اڑھائی گنا بڑا ہے اس لحاظ سے برازیل تمہارے ملک سے دس گنا بڑا ہے اور تمہیں معلوم ہی ہو گا کہ برازیل کا ساٹھ فیصد رقبہ جنگلات میں ہی پھیلا ہوا ہے اگر پاکیشیا اور کافرستان دونوں ملکوں کا رقبہ بھی ملا لیا جائے تو یہ بہت بڑا رقبہ بنتا ہے۔ برازیل میں دریائے ایمیزن کے بالائی طاس کے طویل ترین جنگلات کا رقبہ کافرستان اور پاکیشیا کے رقبے سے بھی بڑھ کر ہے اور اتنے طویل ترین گھنے اور جنگلی درندوں، خوفناک دلدروں اور دیگر تمام خطرات سے پُر جنگلوں کے وسط سے نکل کر مہذب علاقے کو تلاش کرنا بھوسے کے ڈھیر سے سوئی کو تلاش کرنے کے مترادف ہے۔“ ٹینا نے اس بار عمران کو برازیل کے جنگلوں کے بارے میں معلومات دیتے ہوئے تشویش سے کہا۔

”بے بی! میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے خطرے دیکھے ہیں اور ان سے

نمٹ چکا ہوں کیونکہ جب انسان موت کے منہ میں آنکھیں ڈال کر اس کا سامنا کرتا ہے تو اسے فتح نصیب ہوتی ہے۔“ عمران نے ٹینا کی باتوں کو سن کر لاپرواہی سے کہا جیسے اسے ٹینا کی بتائی گئی معلومات کا پہلے سے علم ہو اور ویسے بھی وہ عمران ہی کیا جو مشکل ترین حالات سے ڈر کر ہمت چھوڑ دے کیونکہ عمران کو اتنا تو معلوم تھا کہ برازیل کے جنگلات دنیا کے مانے ہوئے گھنے اور درندوں سے پر خطر ناک جنگلات ہیں مگر اس وقت عمران کالی شکلیوں کا قیدی تھا اور یہ جنگل سحر انگیز جنگل تھا اور یہاں سے نکلنا کوئی عام بات نہیں تھی اور ویسے بھی عمران، شاسان اور کچھ دیر پہلے پر اسرار بوڑھے سے مل چکا تھا اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ایک دفعہ پھر ماورائی قوتوں کا قیدی ہے اور انہوں نے گندے عمل سے اس کے دماغ سے مقدس کلمات نکال دیئے ہیں اس کی وجہ سے اس کا دماغ بھی کافی حد تک کمزور ہو چکا ہے اور اسے اپنا درست نام تک یاد نہیں آ رہا ہے۔ مگر عمران بھی کوئی عام انسان نہیں تھا۔ قدرت نے اسے بہت ہی مضبوط اعصاب اور بلند کردار کا بنایا تھا اور یہی وجہ تھی کہ عمران ایک سنسان جگہ میں بھی ایک نوجوان اور حسین ترین لڑکی کے ساتھ بیٹھنے کے باوجود ٹینا کو ایک عام نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر حماقتوں کے ڈونگے اور معصومیت تھی۔

”بے بی! تم فکرنا کرو اگر تم ہمت سے کام لو تو سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے اور ہم اس شیطانی جنگل سے نکل سکتے ہیں۔“ عمران نے ٹینا کو کسی بچی کی طرح تسلی دیتے ہوئے کہا کیونکہ عمران نے دیکھا کہ ٹینا کی آنکھوں میں ایک دفعہ پھر خوف کی پرچھائیاں ہیں۔

”یہ تم مجھے بار بار بے بی کیوں کہہ رہے ہو۔ میں کوئی چھوٹی بچی نہیں ہوں بلکہ ایک نوجوان لڑکی ہوں جس طرح تم ایک نوجوان مرد ہو۔“ ٹینا نے اس بار کسی دوست کی طرح روٹھے ہوئے انداز میں کہا تو عمران ایک دفعہ پھر چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”مجھے تمہاری باتوں سے شرم آ رہی ہے۔“ عمران نے دلہن کی طرح شرماتے ہوئے ٹینا کی طرف دیکھ کر کہا تو ٹینا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

”ارے عامی ران! تمہاری کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ تم کس مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ ارے میں نے تمہیں اتنا کہا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح نوجوان ہوں حالانکہ تم

مجھ سے اس طرح پیش آ رہے ہو جیسے میں کوئی سات آٹھ سال کی بچی ہوں اور بائی دی وے میں نے تم سے کوئی شادی کی بات نہیں کی جو تم نو خیز مشرقی لڑکیوں کی طرح مجھ سے شرم رہے ہو۔“ ٹینا نے اس کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا اور اس بڑے درخت کے گرد بکھرے ہوئے پھلوں میں سے ایک کو اٹھا لیا اور اپنے منہ میں لے لیا۔ ”بھوک بھی عجیب چیز ہے۔ انسان کو کیا کیا کھانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ارے واہ عامی ران! یہ تو بہت ہی لذیذ قسم کے پھل ہیں جو دیکھنے میں عجیب مگر ذائقے میں بہت ہی لذیذ ترین ہیں۔ میری تو بھوک ان پھل کو کھا کر اور بڑھ گئی ہے۔“ ٹینا نے مسکراتے ہوئے کہا دلچسپی اور رغبت سے اس پھل کو کھانے لگی۔ عمران غور سے ٹینا کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو اس پھل کو کھانے کے بعد اس کے چہرے پر خوشگوار آگئی تھی جیسے اسے یہ پھل بہت پسند آئے ہوں۔

”تم نے اپنے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی کہ کون ہو اور یہاں اس پراسرار جنگل کی قیدی کیسے بنی۔“ عمران نے اس بار نیا سوال کیا اور ٹینا کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

”میں برازیل کے دارالحکومت میں رہتی ہوں اور پڑھائی کے علاوہ اپنا بزنس بھی کرتی ہوں۔ مجھے شکار اور سیروسیاحت کا شوق بھی ہے اور عامی ران! تم تو جانتے ہو کہ شکار کے لیے برازیل کے جنگلات افریقہ کے جنگلات سے کسی طور پر کم نہیں ہیں بلکہ یہاں کے جنگلات تاریک براعظم افریقہ کے جنگلات سے بھی زیادہ گھنے اور پُر خطرہ ہیں اس لیے تو دنیا کے بڑے بڑے شکاری برازیل کا رخ کرتے ہیں۔ مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں اس طرح اس سیاہ اور پراسرار جنگل میں پھنس جاؤں گی۔“ ٹینا نے طویل سانس لے کر کہا۔

”تم کیسے جانتی ہو کہ یہ جنگل سیاہ ہے۔ اور سیاہ تو توں کا مسکن ہے۔“ عمران نے اس کی جانب ایک دفعہ پھر تشکی زنگا ہوں سے دیکھ کر پوچھا۔

”مسٹر عامی ران! اس جنگل میں ہر طرف تاریکی ہے اور خوفناک آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ پھر پراسرار طریقے سے اچانک بند ہو جاتی ہیں اور تم سے ملنے سے پہلے میں اس خوفناک اور پراسرار جنگل میں ایسی خوفناک آوازیں سن چکی ہوں جن

کے سننے سے خوف سے میرا دم نکل رہا تھا۔ مگر یہ شکر ہے کہ میری تم سے ملاقات ہوگئی تو میرا خوف جاتا رہا ہے۔“ ٹینا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی کمر پر ہاتھ مار دیا جیسے اس سے فری ہونے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس کے اس انداز پر عمران کا منہ غصے سے سرخ ہو گیا اور اس نے ٹینا کا ہاتھ جھٹک دیا لیکن عمران بولا کچھ نہیں۔ مگر ٹینا نے عمران کے چہرے کو پڑھ لیا تھا۔

”سوری مسٹر عامی ران! تم تو میری اس حرکت سے ناراض ہی ہو گئے ہو تم ایشیائی بھی بہت عجیب لوگ ہوتے ہو حالانکہ ہم مغرب والوں میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے چھوٹی چھوٹی بات پر ناراض ہو جائیں۔ خیر میں تم سے معذرت چاہتی ہوں۔“ ٹینا نے عمران سے معذرت کرتے ہوئے کہا اور ایک اور پھل اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لیا اور بڑے مزے اور رغبت سے اسے اپنے منہ میں ڈال کر کھانے لگی۔

”کیا بہت پسند آ رہے ہیں یہ پھل۔ جوان کو مزے سے کھائے جا رہی ہو۔“ عمران نے اس کی معذرت پر ایک دفعہ پھر نارمل ہوتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

”ہاں۔ مجھے تو بہت پسند آئے ہیں اور بھوک بھی لگ رہی ہے۔ حیرت انگیز طور پر اس درخت کے یہ عجیب پھل بھی بہت لذیذ ہیں۔“ ٹینا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم کیا چاہتی ہو۔“ اس بار عمران نے مختصر لفظوں میں اس سے پوچھا۔

”دیکھو عامی ران! مجھے نہیں لگتا کہ سوائے میرے کوئی اور ساتھی اس پر اسرار اور خوفناک تاریک جنگل میں پھنسے ہوں ورنہ ان میں سے کوئی تو آوازیں دے کر مجھے ڈھونڈ چکا ہوتا شاید تمہاری طرح مجھے بھی کسی خاص طریقے سے اس پر اسرار جنگل کا قیدی بنایا گیا ہے۔“ ٹینا نے اس بار خوفزدہ نگاہوں سے کہا مگر بدستور تیسرا پھل اٹھا کر اسے صاف کر کے اپنے منہ میں ڈال لیا تو عمران کے منہ میں بھی پانی بھریا کیونکہ مسلسل بھاگ اور چل چل کر عمران کو بھی شدت سے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

”ایسے کیا مجھے دیکھ رہے ہو۔ اگر بھوک لگی ہے تو تھوڑے پھل یہاں بکھرے پڑے ہیں اٹھا کر کھانا شروع کر دو اب میں تو تمہیں پھل کاٹ کر اپنے ہاتھوں سے نہیں کھلا سکتی۔ ہاں اگر میں تمہاری بیوی ہوتی تو اپنے ہاتھوں سے تمہیں پھل کھلاتی۔“ ٹینا

نے ایک بار پھر خوف سے نکل کر ہنستے ہوئے عمران سے کہا اور پھل کھانے لگی۔
 ”ارے بے بی! اس طرح نہ کہو کیونکہ جولیا، تھریسیا اور روشی ایک نہیں دو بھی
 نہیں بلکہ تین تین حسینائیں مجھ غریب کا سر پھوڑنے کے چکروں میں ہیں۔ اگر ان کو
 معلوم ہو گیا کہ تم نے مجھے اپنے ہاتھوں سے کوئی چیز کھلائی ہے تو یہ تینوں اپنے ہاتھوں
 سے مجھے زہر اور تمہارا گلہ دبا دیں گی۔“ عمران نے انتہائی مسکین لہجے میں جواب دیا تو
 ٹینا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”نا بابانا۔ پھر میں تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگاتی لہذا تمہیں بھوک لگی ہے تو اپنے
 ہاتھوں سے ہی پھل کھاؤ کیونکہ پھل واقعی بہت لذیذ اور رس بھرے ہیں۔ بھوک کے
 ساتھ پیاس بھی مٹائیں گے۔“ ٹینا نے ہنسنے کے بعد سنجیدہ لہجے میں عمران کو پھل
 کھانے کا مشورہ دیا اور ایک بار پھر پھل کھانے میں مصروف ہو گئی۔ عمران نے یہ
 دیکھا تو اس سے رہا نہ گیا اور اس نے بھی جھجکتے ہوئے ایک پھل اٹھالیا اور غور سے اسے
 دیکھنے لگا۔ جیسے ہی عمران نے پھل کو اٹھایا اچانک عمران کی پشت پر سیاہ سائے حرکت
 کرنے لگے سائے چونکہ عمران کی پشت پر تھے اس لیے عمران کو نظر نہیں آ رہے تھے۔
 عمران کے ہاتھ میں پھل دیکھ کر ٹینا کی آنکھوں میں چمک تیز ہو گئی جیسے اس کی
 دلی خواہش ہو کہ عمران بھی ان پھلوں کو کھانا شروع کرے اور ٹینا بے تابی سے عمران
 کے پھل کھانے کا انتظار کرنے لگی۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی جیسے عمران کا پھل
 کھانا اس کی شدید خواہش ہو۔ عمران نے ٹینا کی طرف دیکھا تو ٹینا نے بے پروائی سے
 منہ نیچے کر لیا اور پھل کو کھانے لگی۔ عمران نے اسے لا پرواہ دیکھا تو ایک دفعہ پھر پھل کو
 دیکھنے لگا کیونکہ عمران نے اس پھل کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور پھر ٹینا کو رغبت سے
 کھاتے دیکھ کر پھل کو اپنے منہ کی طرف لے گیا تا کہ اس کا ذائقہ چکھ سکے۔

”کیا کر رہے ہو بیوقوف عامی ران! میں نے تمہیں مना کیا تھا کہ تم پر سحر کے
 گندے عمل کے ذریعے تمہارے ذہن کو کمزور کیا گیا ہے جس کی وجہ سے تم اپنے
 صلاحیتوں کو کھونے لگے ہو۔ خبردار کسی بھی صورت میں اس پھل کو نہیں کھانا ورنہ مہمان
 سیاہ طاقت کا بیروکار بننے سے تمہیں کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ تمہارے سامنے کوئی
 معصوم لڑکی نہیں بلکہ باقاش کی بہت بڑی شیطانی قوت سنو کی بیٹی ہے اور بہت

خوبصورت طریقے سے تمہیں اپنے جال میں پھنسانے میں کامیاب ہو رہی ہے۔ ایک تو یہ پھل شدید نشے آور ہیں اور دوسرا ان پر گنداسحر پھونکا گیا ہے اسے کھاتے ہی تم ذہنی صلاحیتیں کھو بیٹھو گے اور یہ حسین بلا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی اور تم کو جسمانی لذت پر مجبور کر دے گی اور سفلی طاقتیں تم کو مہان سیاہ طاقت کا غلام بنانے میں کامیاب ہو جائیں گی اور روشنی کا نمائندہ عامی ران روشنی کے ہی خلاف ہو جائے گا۔ لہذا جلدی سے اس پھل کو پھینک کر اس جگہ سے ہٹ جاؤ کیونکہ باکون کی پراسرار طاقتیں تمہارے گرد گردش کر رہی ہیں۔“ عمران کو اس پراسرار بوڑھے کی تیز اور گرجتی ہوئی آواز سنائی دی جسے عمران تھوڑی دیر پہلے ان تاریک جنگلوں میں مل چکا تھا۔ اس پراسرار بوڑھے کی آواز سن کر عمران چونک گیا مگر اپنے چہرے پر کسی قسم کی حیرت ظاہر نہ کی اور خاموشی سے پھل رکھ دیا۔

”ارے کیا ہوا۔ تم نے پھل کیوں رکھ دیا حالانکہ پھل تو بہت لذیذ ہیں۔“ یٹنا نے چونک کر پوچھا جو دراصل سنو کی ہی تھی اور روپ بدل کر بڑے خوبصورت طریقے سے عمران کو کوئی نشہ آور پھل جس میں سفلی سحر پھونکا گیا تھا ایک انجان اور اجنبی لڑکی کے روپ میں اسے کھلانے پر مجبور کر رہی تھی اور اپنے بچھائے ہوئے جال میں عمران کو پھانس ہی چکی تھی مگر اب عمران کو منہ کے قریب پھل لے جانے کے باوجود پھل نہ کھانے پر حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

”مجھے ابھی بوکھ نہیں ہے۔ ہاں جب بھوک لگے گی تو میں کھالوں گا کیونکہ پھل واقعی بہت لذیذ ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ عمران نے نوٹ کیا کہ اس پراسرار بوڑھے کی آواز صرف اسے ہی سنائی دی تھی جو کہ سرگوشی میں اس کے کان میں اسے خبردار کیا گیا تھا۔ عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”ارے۔ تم کہاں چل دیئے۔“ سنو کی نے حیرت سے اسے دیکھ کر پوچھا۔

”مجھے یہاں اب بھن ہو رہی ہے۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے اس درخت

سے دور ہونے لگا کیونکہ عمران نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ اس کے گرد نامعلوم سائے حرکت کر رہے ہیں۔ عمران تیزی سے بھاگنے لگا تا کہ اس جگہ سے زیادہ سے زیادہ دور ہو سکے۔

”ارے ارے۔ تم کہاں جا رہے ہو۔ مجھے تو لیتے جاؤ مجھے تاریکی سے ڈر لگتا ہے۔“ سنو کی نے عمران کے اس اچانک بدلے فیصلے کو دیکھ کر چلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس کی طرف بھاگی مگر عمران اس کی باتوں سے لاپرواہ ہو کر تیزی سے بھاگنے لگا۔

”عامی ران! تم نے میرے جال میں نہ پھنس کر اچھا نہیں کیا اب سیاہ دیوی کی بھیا نک بھیٹ سے تمہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ تم آقا کے اس سیاہ جنگل سے کسی صورت بھی نہیں نکل سکتے۔“ سنو کی نے عمران کو جنگل کی تاریکیوں میں گم ہوتا دیکھ کر اپنی مٹھیاں جھینچ لیں اور پھر اچانک دھواں بن کر غائب ہو گئی۔

○.....○.....○

”جوزف! کیا تم کو یقین ہے کہ ہم باس تک سہی سلامت پہنچ سکیں گے۔“ رابرٹ نے جوزف کے ساتھ چلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ گھنی شاخوں کو تیز دھار کلہاڑے سے کسی ماہر شکاری کی طرح کاٹنے لگا۔ جوزف بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ ٹائیگر اور جوائانا ان کے پیچھے تھے اور تھوڑے ہی دور تھے۔ وہ بھی دونوں تیز نظروں سے اس گھنے جنگل میں جدید ایمنونیشن کے ہمراہ چوکنے ہو کر چل رہے تھے۔

”کیوں۔ یہ بات تم آخر کس طرح کہہ سکتے ہو کہ ہم چاروں باس تک نہیں پہنچ سکتے۔“ جوزف دی گریٹ نے بڑے بڑے خطرناک جنگلات کی سرکوبی کی ہے اور جنگلات کی مشکلات اس کے لیے کچھ بھی معنی نہیں رکھتے۔“ جوزف نے بھی کسی مشین کی طرح گھنی جھاڑیوں سے اٹے جنگل کی شاخوں کو مسلسل کاٹتے ہوئے رابرٹ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”نہیں جوزف! مجھے تمہاری صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جنگلات کی مہم تمہارے لیے کسی دلچسپ سیر سے کم نہیں ہوتی اس کے علاوہ تم باس اور سیکرٹ سروس کے ہمراہ بے شمار دفعہ ماورائی اور پراسرار مہمات میں بھی حصہ لے چکے ہو اور سحر کے ان الجھے ہوئے کیسوں میں تم باس اور اس کے ساتھیوں کی کئی بار مدد بھی کر چکے ہو۔ مگر جوزف یہ برازیل کے گھنے خطرناک اور انتہائی طویل ترین جنگلات ہیں معلوم نہیں باس کہاں ہو اور ہم اس طرح سر پٹختے رہیں کیونکہ برازیل کے جنگلوں کا

سلسلہ طویل ترین ہے۔“ رابرٹ نے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا اور پھر تیزی سے کلہاڑے سے راستہ صاف کرنے لگا۔

”ٹائنگر کو سہیل خان کے کلب میں بلیک زیرو کا فون آیا تھا۔ کیونکہ بلیک زیرو عموماً ٹائنگر کو فون نہیں کرتا تھا۔ لیکن سچویشن ہی کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ اسے مجبوراً ٹائنگر کو فون کر کے عمران کے فلیٹ پر بلانا پڑا کیونکہ اسے شاہ صاحب کا پیغام دے سکے اور اس کے علاوہ جوانا، رابرٹ کو بھی طلب کیا تھا ویسے جب بلیک زیرو اور سلیمان دوبارہ عمران کے فلیٹ میں پہنچے تھے تو انہوں نے جوزف کو زخمی حالت میں دیکھا تھا اور جوزف نے مسکراتے ہوئے بتایا تھا کہ گندی اور رزیل تو توں سے اسے عمران کے متعلق معلومات کے لیے لڑنا پڑا اور اس لیے وہ زخمی ہوا ہے مگر اس نے عمران کے متعلق کافی حد تک معلومات حاصل کر لیں ہیں۔

”بلیک زیرو سے ملنے سے قبل رابرٹ اور ٹائنگر نے بالی کو سہیل خان کے بندوں کے ہاتھوں اغوا کر کے اس پر بے پناہ تشدد کیا تو اس نے بتا دیا کہ شاسان نامی ایک لمبے قد کے سیاہ فام انسان کے کہنے پر اس نے عمران کے راستے میں گندے عمل کا پانی پھینکا تھا جس پر اسے بے پناہ انعام ملا تھا اور اس سیاہ فام نے اسے پراسرار علوم سکھانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ مگر عمران کے پراسرار اغوا کے بعد صرف کافی سارے پیسے دے کر سیاہ فام کہیں چلا گیا ہے۔ ٹائنگر اور رابرٹ کو بالی نے یہ بھی بتایا تھا کہ شاسان کا تعلق برازیل کے گھنے جنگلوں سے تھا مگر کہاں یہ بالے کو معلوم نہیں تھا۔ ٹائنگر نے بالے کے سر میں گولیاں مار کر اسے ختم کر دیا اور پھر عمران کے فلیٹ گیا تھا جہاں بلیک زیرو کے کہنے پر ٹائنگر اس بار اکیلا سید چراغ شاہ صاحب کے پاس گیا تھا جہاں انہوں نے اسے عمران کے لیے ایک امام ضامن دیا تھا جو عمران نے اپنے ماتھے پر باندھناں تھا تا کہ سحر کے گندے وار کا اثر ختم ہو اور اس کا دماغ پھر سے صاف ہو جائے۔

”بلیک زیرو نے ان چاروں کو ہی عمران کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا تھا۔ ٹائنگر سے کہا تھا کہ بے شک تم چاروں میرے نہیں بلکہ عمران کے آدمی ہو اور چونکہ عمران نے ٹائنگر کو فو ر پاورز کا لیڈر بنایا تھا مگر بلیک زیرو نے ٹائنگر کو سمجھایا کہ یہ جنگلات کی مہم ہے اور اس میں جوزف کو لیڈر مقرر کیا جاتا ہے اور باقی تینوں اس کے انڈر کام کرو گے

جسے ٹائنگر نے مسکراتے ہوئے قبول کر لیا تھا کیونکہ بے شک وہ فوراً پاورز کا لیڈر تھا مگر جوزف، رابرٹ اور جوانا اس کے گہرے دوست تھے اور خاص کر جوزف اور جوانا کے ہمراہ تو ٹائنگر کئی بار مختلف کیسز میں کام کر چکا تھا اور اب عمران کی تلاش کے لیے ایک ماورائی کیس میں اپنے دوستوں کے ساتھ ہی تھا اسے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تھا کہ جنگل کی مہم میں جوزف ان کا لیڈر ہو بلکہ اگر بلیک زیرو نہ بھی کہتا تو ٹائنگر جنگل میں جوزف کو ہر مقام پر آگے ہی رکھتا چونکہ ٹائنگر اور رابرٹ کی کوششوں سے جوزف کی ماورائی کوششوں سے بلیک زیرو اور سلیمان کی شاہ صاحب سے ملاقات پر ان کو عمران کے متعلق کافی حد معلومات مل چکی تھیں اس لیے یہ چاروں تیزی سے برازیل روانہ ہو گئے تھے۔ بلیک زیرو نے سپیشل طیارے سے ان کو برازیل بھجوا دیا تھا تاکہ جلد از جلد برازیل پہنچ کر وہ عمران تک پہنچ سکیں۔ دارالحکومت سے رابرٹ نے ایک طاقتور جیب حاصل کی تھی کیونکہ دارالحکومت میں اس کے جاننے والے بے شمار تھے اور برازیلی انڈر ورلڈ کے لوگ بھی اس کے جاننے والے تھے اس لیے رابرٹ کو یہاں کسی قسم کی مشکل نہیں ہوئی تھی۔ جوزف خود ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے ساتھ عبقری سیٹ پر رابرٹ بیٹھا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی مدد سے گاڑی کو تیز رفتاری سے چلائے جا رہے تھے بلکہ جوزف تو یوں مختلف راستوں میں گاڑی بھگاتا تھا جیسے وہ تاریک جنگل جانے والے راستے کو جانتا ہو۔ ٹائنگر اور جوانا البتہ پیچھے بیٹھے تھے۔ کافی آگے جا کر جب جنگل گھنا ہو گیا تو ان چاروں نے بغیر آرام کیے جیب سے سامان اٹھا کر بے دھڑک ہو کر جنگل میں داخل ہو گئے اور مسلسل مہو سفر تھے۔

”میرے خیال میں تھوڑا آرام کر لینا چاہیے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے ہمیں آگے آرام کا موقع نہ ملے یا کم ملے کیونکہ یہ برازیل کے طویل جنگلات ہیں اور ہم مسلسل سفر میں ہی ہیں۔ برازیل پہنچتے ہی تم نے آرام کے بجائے فوراً جنگل کا رخ کیا تھا۔“ رابرٹ نے جوزف کی طرف دیکھ کر اس سے پوچھا تو جوزف کے مشین کی طرح چلتے ہاتھ رک گئے اور وہ پیچھے مڑ کر ٹائنگر اور جوانا کو دیکھنے لگا جو ان کے چند قدموں کے فاصلے پر تھے اور اپنے ہاتھوں میں جدید ہتھیار سجائے چوکنے ہو کر چل رہے تھے کیونکہ ٹائنگر اور جوانا جانتے تھے کہ جنگل میں ایک لمحے کی غفلت موت کا سبب بن سکتی

ہے۔ ویسے ان چاروں نے اپنے ماتھے پر جدید اور تیز رفتار ٹارچیں چسپاں کر رکھی تھیں کیونکہ گھنا جنگل ہونے کی وجہ سے دن میں بھی تاریکی مگر ان تیز رفتار ٹارچوں کی وجہ سے ہر طرف تیز روشنی پھیل چکی تھی۔

”ہاں جوزف اور رابرٹ! تم دونوں رک کیوں گئے ہو۔“ جوانانے ان کے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کیوں تم دونوں ابھی تک تھکے نہیں ہو۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”تھک تو گئے ہیں۔ مگر ماسٹر جوزف کا کہا تو ماننا ہی پڑتا ہے۔“ جوانانے

مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائنگر اور رابرٹ بھی جوانا کی بات سن کر مسکرا دیئے۔ یہ چاروں ویسے ہی بے خوف بہادر اور خوفناک لڑاکے تھے۔ عمر ان کی زیرنگرانی رہ کر یہ چاروں اور بھی نڈر ہو گئے تھے اور ہر قسم کے حالات میں بھی مسکرانا جانتے تھے۔

”یار جوانا! تمہارا ماسٹر میں نہیں ہوں بلکہ تمہارا دوست ہوں لہذا تمہیں اپنے

اصل ماسٹر یعنی باس کی فکر کرنی چاہیے۔“ جوزف نے نیچے بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ہاں یار! ہمیں باس کی فکر نہ ہوتی تو کیوں اس طرح اس گھنے جنگل میں خوار

ہو رہے ہوتے۔“ جوانا کے بجائے ٹائنگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ چاروں ہی بے فکر ہو کر اپنے سامان میں سے بھنے ہوئے خشک گوشت کو نکال کر کھانے لگے تاکہ پیٹ کا ایندھن بھر سکیں۔

”یار! میں تو جنگل کو انجوائے کر رہا ہوں اور تم اسے خوار ہونا کہتے ہو۔“

رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں یار! میں تو بھول ہی گیا کہ جوزف کی طرح تم بھی جنگل کے باسی تھے

اور برازیل کے جنگلات تو تمہارے لیے گھر کا درجہ رکھتے ہیں۔ ویسے تمہارا قبیلہ یہاں سے کس جگہ ہوگا۔“ ٹائنگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔“ رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

”بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ تم برازیل کے جنگلوں میں تو ویسے ہی آئے ہو اور

میں نے سمجھا کہ تم اپنے قبیلے بھی جاؤ گے۔“ ٹائنگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں تمہاری بات درست ہے ٹائیگر! مگر مجھے اپنے قبیلے میں جانے کے بجائے باس کی فکر ہے۔ وہ نہ جانے کس حال میں ہوں گے کیونکہ بقول تم سب لوگوں کے باس اس وقت خطرے میں ہیں گو کہ باس کوئی تر نوالہ نہیں ہیں کہ کوئی بھی مجرم تنظیم یا ساحران کو آسانی سے اپنے جال میں پھنسا لے مگر بقول جوزف کے اور تمہارے باس کے مرشد شاہ صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ باس اس بار بہت طاقتور اور گندی رزیل قوتوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے ہیں اور مشکل میں گرفتار ہیں اس لیے میں اپنے قبیلے جانے کے شوق کے بجائے باس تک جلد پہنچنے کو ترجیح دوں گا۔“ رابرٹ نے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر اسے کہا تو ٹائیگر سمیت جوزف اور جوانانے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔

”مگر اتنے بڑے اور طویل ترین جنگلات میں جس کا رقبہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے اور ہم چاروں منہ اٹھائے چلے جا رہے ہیں کیا اس طرح ہم ٹائم پر ماسٹر تک پہنچ پائیں گے۔“ جوانانے خشک گوشت کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے ان تینوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”اس کا جواب تو جوزف ہی دے سکتا ہے۔ کیونکہ جنگل پر نس کو زیادہ معلوم ہوگا کہ اس کی کیا پلاننگ ہے۔“ رابرٹ نے ٹائیگر اور جوانان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”یاد تم دونوں بھی حد کرتے ہو۔ حالانکہ ہم کافی سالوں سے جوزف کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور پھر بھی ابھی تک جوزف کی صلاحیتوں پر شک کر رہے ہیں۔ جوزف صرف خوفناک فائیٹر نہیں ہے ویسے بھی باس کی ٹیم میں ہم سب خوفناک فائیٹر ہیں۔ جوزف تو ایسا وچ ڈاکٹر ہے جس کا افریقہ کے قدیم ساحروں یعنی وچ ڈاکٹروں سے تعلق ہے اور مجھے یقین ہے کہ جوزف جو ہمارا گائیڈ بنا ہوا ہے ضرور اس کو اپنے ماورائی عمل کی بدولت معلوم ہوگا کہ باس کس سمت اور کہاں ہیں۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جوزف کی تائید کی تو جوانان اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلادئیے۔

”نہیں یاد رابرٹ! مجھے اور جوانان کو جوزف کی صلاحیتوں پر کوئی شک نہیں ہے کیونکہ میں نے بھی تھوڑے عرصے میں جوزف کی صلاحیتوں کو جانچ لیا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ برازیل کے جنگلات کا رقبہ بے حد طویل ہے اور اس بار ہم کسی شکاری گاڑی یا جنگل میں سفر کرنے والی جیب وغیرہ میں سوار نہیں ہیں

بلکہ گھنے جنگل میں پیدل سفر کر رہے ہیں اور اس طرح تو ہمیں کئی دن لگ سکتے ہیں کیونکہ میری بھی زندگی کے شروع کے سال بھی آخر کو برازیل کے انہیں جنگلوں میں ہی گزر چکے ہیں۔“ اس بار رابرٹ نے تشویش سے کہا۔

”رابرٹ! میں جانتا ہوں کہ تم بھی جنگل کی زندگی کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو۔ مگر ماورائی معاملات میں تم کچھ زیادہ نہیں جانتے جتنا کہ میں جانتا ہوں۔ کیونکہ میرا افریقہ کے قدیم وچ ڈاکٹروں سے تعلق ہے اور میں تم سب کو ایسے ہی ان گھنے جنگلوں میں خوار نہیں کر رہا میرا رابطہ اپنے فادر جو شوا سے ہوا تھا اور انہوں نے جو مجھے گائیڈ کیا تھا اس کے مطابق ہم درست سمت جا رہے ہیں اور کافی دن نہیں بلکہ کسی بھی لمحے سرکون کے سفلی جنگل میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جوزف نے ان تینوں کی طرف دیکھ کر کہا تو تینوں نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلادئے۔ چاروں ایک بار پھر اٹھ

کھڑے ہوئے کیونکہ چاروں نے کافی حد تک آرام کر لیا تھا اور کھاپی بھی لیا تھا۔ جوزف نے ایک بار پھر اپنا تیز دھار کلہاڑا اٹھایا اور پھر کسی مشین کی طرح جھاڑیوں کو کاٹ کر راستہ بنانے لگا اور رابرٹ اس کی مدد کرنے لگا۔ البتہ ٹائیگر اور جونا تیز رفتار ٹارچوں کی روشنی میں ایک دفعہ پھر چونکنے ہو کر آگے بڑھنے لگے۔ ابھی وہ کچھ قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ اچانک ان گھنی جھاڑیوں میں ان کو چیتوں کی آوازیں سنائی دیں جو کہ شاید ان جھاڑیوں میں اپنے شکار کو پھاڑ کر کھا رہے تھے کیونکہ ان کو چیر چیر کی بھیانک آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے ایک سے زیادہ چیتے اپنے کسی شکار کو مار کر اور چیر پھاڑ کر کھانے میں مصروف ہوں۔ جوزف اور رابرٹ کی آنکھیں اب کسی سرچ لائٹ کی طرح ان آوازوں کا تعاقب کرنے لگیں اور پھر ایک جگہ آ کر ٹک گئیں تو دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ ریگ گئی جیسے کوئی دلچسپ منظر ان کو نظر آیا ہو۔

”کیا ہوا۔ کیا ماسٹر کا کوئی کلیول گیا ہے جو تم دونوں اس طرح سے مسکرا رہے ہو۔“ جونا نے ان دونوں کو مسکراتا دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

”ہوشیار ہو جاؤ۔ چار چیتے اپنا شکار چھوڑ کر ہماری طرف آرہے ہیں اور کسی بھی وقت بجلی کی طرح ہم پر جھپٹ سکتے ہیں۔“ جوزف نے بدستور آگے نظریں گھاڑتے ہوئے جونا اور ٹائیگر سے کہا تو ان کے وجود میں سنسنی دوڑ گئی۔ یکخت بجلی

کوندی اور چار سرخ انگارہ آنکھیں بجلی کی طرح جوزف اور رابرٹ کی طرف لپکتی تھیں جو دراصل دو خونخوار قوی ہیکل چیتے تھے مگر جیسے ہی دونوں چیتے بجلی کی کوندی طرح ان پر لپکے تھے اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے جوزف اور رابرٹ کے منہ سے تیز چیخیں نکلیں اور ان دونوں نے اپنی طرف جمپ لگانے والے چیتوں کو ہوا میں ہی لپک لیا جیسے پہلے سے ہی تیار ہوں اور پھر غراتے ہوئے خونخوار چیتوں کو ایک سات بھر پور انداز میں کسی خونخوار وحشی کی طرح زمین پر ٹنچ دیا مگر چونکہ نیچے جھاڑیاں جھنکار تھیں اس لیے دونوں چیتے پھرتی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دفعہ پھر غراتے ہوئے جوزف اور رابرٹ کی گردنوں پر لپکے کیونکہ درندے کی نفسیات ہوتی ہے کہ وہ سیدھا اپنے شکار کی گردن پر حملہ کر کے اسے پسپا کرتا ہے پھر اسے چیر پھاڑ کرتا ہے مگر اس وقت ان درندوں کا کسی عام انسان یا عام شکاری سے نہیں تھا بلکہ جوزف اور رابرٹ جیسے خوفناک لڑاکوں سے تھا جو جنگل کی زندگی اور درندوں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھے اس لیے جیسے ہی دونوں چیتے ان کی طرف لپکے جوزف اور رابرٹ نے اپنے شکاری چاقو اس دوران نکال لیے تھے اور دونوں نے ایک ہاتھ سے ان کی گردنوں کو پکڑا گوکہ اس طرح کرتے ہوئے دونوں چیتوں کے پنجوں کے ناخن ان کے سینے پر لگے مگر ان سب نے جدید بلٹ پروف جیکٹیں زیب تن کر رکھی تھیں اس لیے درندوں کے خونی پنجوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور نہ ان کے سینے چیتوں کے ان جھریٹوں سے چر جاتے۔ جوزف اور رابرٹ چاہتے تو رائفلوں سے ان درندوں کو ایک لمحے میں مار سکتے تھے مگر اس طرح ان کے جنگلی شکار کی پیاس پوری نہ ہوتی۔

”جدید بلٹ پروف لباس کی وجہ سے چیتوں کے خونی پنجوں کے نشان تو ان کے سینے میں نہ پڑے البتہ رابرٹ اور جوزف کے وار نے ان دونوں چیتوں کے سینوں کو چاک کر دیا اور دونوں درندوں کے منہ سے بھیانک غراہٹیں نکل گئیں اور ان کے سینوں سے خون رسنے لگا۔ ٹائیگر اور جوانا کو چونکہ جوزف اور رابرٹ پہلے ہی بتا چکے تھے کہ ان چیتوں کی تعداد چار ہے اس لیے دونوں کندھے سے کندھا ملائے بقیہ دونوں درندوں کے حملے کے لیے پوری طرح تیار تھے اور انہوں نے بھی اپنے ہاتھوں میں تیز رفتار بڑے شکاری چاقو نکال لیے تھے اور ان کے دوسرے ہاتھ میں پستل تھے

”یکلخت ایک دفعہ پھر تیز غراہٹوں کی آوازیں گونجیں اور سرخ انگارہ آنکھیں غراتی ہوئی بجلی کی رفتار سے ان کی طرف لپکیں تو بے اختیار ان دونوں کے پسٹل سے فار ہوئے۔ گولیاں ان کی طرف بڑھتے چیتوں کے پیٹ میں لگیں اور دونوں خونخوار چیتے غراتے ہوئے نیچے گرے مگر دونوں زخمی چیتے اپنے زخموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر اڑتے ہوئے ان دونوں کی طرف لپکے اس بار ٹائنگر اور جوانا کوز میں پر کرنے پر مجبور کر دیا تھا چونکہ ان دونوں نے بھی جدید بلٹ پروف جیکٹیں پہن رکھی تھیں اس لیے درندوں کے بیٹوں سے بچ گئے تھے۔ ورنہ ان خونی بیٹوں سے ان کے سینے ادھڑ جاتے۔ نیچے گرتے ہی ٹائنگر اور جوانا تیزی سے جب لگا کر اٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ جوانا قوی ہیکل اور لمبا تر لگا تھا مگر اس وقت اس کی پھرتی قابل تحسین تھی

”جوانا اور ٹائنگر جیسے ہی اٹھے دونوں درندے ایک دفعہ پھر ان پر حملہ آور ہوئے مگر اس بار رابرٹ اور جوزف کی طرح ان دونوں نے پسٹل گرا کر ایک ہاتھ سے ان کی موٹی گردنوں کو پکڑا تا کہ وہ ان کی گردن تک نہ پہنچ سکیں اور پھر چیتے ہوئے تیز دھار شکاری چاقو ان کے سینے پر وار کر کے درندوں کے سینوں کو پھاڑ دیا اور ایک زور دار دھکا دے کر درندوں کو دور اچھال دیا جیسے ہی ایک دفعہ چاروں زخمی چیتے پھر پھر کر جوزف، رابرٹ، ٹائنگر اور جوانا کی طرف لپکے اور ان کی گھن گرج سے پورا جنگل گونج رہا تھا کیونکہ درندہ زخمی ہونے کے بعد بہت خطرناک ہو جاتا ہے یہ چاروں خاص کر جوزف اور رابرٹ تو جنگلی درندوں سے بھڑ کر خود بھی گویا درندے بن چکے تھے اور ان کے منہ سے غراہٹیں نکل رہی تھیں اب جیسے ہی دونوں چیتے ان پر لپکے ان دونوں نے بھی درندوں کی طرح چیتے ہوئے ان کی موٹی گردنوں کو ہوا میں ہی پکڑ لیا مگر درندوں کے دھکے سے ایک دفعہ پھر نیچے جا گرے کیونکہ دونوں چیتوں کے خونی بیٹوں سے بلٹ پروف جیکٹ سے ان کے سینوں پر تو کوئی زخم تو نہ آیا مگر تیز رفتار دھکوں نے ان کو نیچے گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ دونوں بجلی کی رفتار سے اٹھے اور ان کی آنکھوں سے گویا چنگاریاں نکل رہی تھیں اور خود ہی چیتوں کی طرف لپکے مگر اس بار جوزف اور رابرٹ

خود کو سنبھال چکے تھے اور درندوں کے دھکوں اور خونی ہنپوں سے بال بال بچ گئے تھے کیونکہ اس بار خونخوار اور قوی ہیکل چیتوں نے اپنے پنجے ان کی گردن پر وار کیے تھے مگر جوزف اور رابرٹ نے اپنے ہاتھ آگے کر کے پہلے ہی کسی درندے کی طرح ان کی گردنوں کو پکڑ لیا تھا۔ رابرٹ اور جوزف کے ہاتھوں میں جیسے ہی اس بار خونخوار چیتوں کی گردنیں آئیں ان دونوں کے منہ سے بھیا نک چیخ نکلی اور پوری قوت سے دونوں نے ان چیتوں کے منہ میں ہاتھ ڈال کر ان کے منہ کو چیر دیا اور چر کی آواز کے ساتھ دونوں خونخوار درندوں کے منہ چر گئے اور درندوں کے منہ سے بھیا نک چیخ نکلی چونکہ پوری قوت خرچ کرتے ہوئے دونوں نے درندوں کو پھاڑا تھا اس لیے ان کے منہ سرخ ہو چکے تھے اور سانس دھونکی کی مانند چلنے لگا۔ دونوں خونخوار چیتے نیچے گر کر تڑپنے لگے اور دونوں درندوں کے منہ سے بھیا نک چیخیں نکلے لگیں ان کی گھن گرج سے اب ان چاروں کے کان کے پردے گویا پھٹنے لگے۔ جوانا اور ٹائنگر نے اپنے حواث پر کنٹرول رکھتے ہوئے کلبھاڑے نکال لیے اور ان درندوں کے سنبھلنے سے پہلے خود ہی کسی درندے کی طرح چیختے ہوئے ان خونخوار درندوں پر تیز دھار کلبھاڑوں کا وار ان کی گردنوں پر پوری قوت سے کیا تو پنج کی آواز کے ساتھ دونوں خونخوار چیتوں کی گردنیں کٹ گئیں اور دونوں کے جسم پھڑکنے لگے اور پھر چند ہی لمحوں میں چاروں درندے ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

”واہ بھئی واہ آج تو مزہ ہی آگیا۔ کافی عرصے بعد کسی درندے سے بھڑ کر اپنے دل کے ارمان پورے کیے ہیں۔“ جوزف نے ان درندوں کے ٹھنڈا ہونے کے بعد ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے بھی اپنی دل کی بھڑ اس پوری کر لی ہے۔“ رابرٹ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر کرو جوزف اور رابرٹ! ہم سب نے باس کے دیئے گئے جدید بلٹ پروف جیکٹیں زیب تن کر رکھی تھیں۔ ورنہ ہمارے سینے بھی ان درندوں کے حملوں سے ادھر چکے ہوتے۔“ جوانا نے ان دونوں کو خوش دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے کچھ بھی نہ ہوتا۔ یہ درندے جوزف دی گریٹ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔“

جوزف نے بھی ہنستے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔
 ”اب کیا ارادہ ہے۔ کیا آج رات یہیں گزارنے کا ارادہ ہے یا باس کی تلاش
 میں آگے بڑھنا چاہیے۔“ ٹائنگر نے جوزف کی طرف دیکھ کر پوچھا۔
 ”ہاں ہاں چلو۔ پہلے بھی ان درندوں کی وجہ سے ہم لیٹ ہو چکے ہیں۔“
 جوزف نے فکر مندی سے کہا۔

”تو پھر میرا ایک کہنا مانو۔ اس بار اگر ہمارا درندوں سے سامنا ہوا تو ہم
 ایمونیشن کا استعمال کریں گے کیونکہ ہمارے پاس وافر مقدار میں جدید ایمونیشن ہے
 ۔ میں مانتا ہوں کہ تم دونوں کو جنگل کا وسیع تجربہ ہے۔ مگر ہمیں خود کو زخمی ہونے کے بچانا
 ہے اور ٹائم بھی بچانا ہے کیونکہ معلوم نہیں ماسٹر سے ہم ابھی کتنے دور ہیں۔“ جوانا نے
 سنجیدہ ہو کر مشورہ دیا تو ٹائنگر نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔

”ہاں تم ٹھیک کہتے ہو! ہمیں جتنا جلدی ممکن ہو سکے باس کے پاس پہنچنا
 چاہیے۔“ جوزف اور رابرٹ نے بھی اس بار اثبات میں سر ہلادئے اور ایک بار پھر
 چاروں تیز دھار کھاڑوں سے راستہ بنانے لگے۔

”آخر ہماری منزل ہے کہاں۔ ہم بے تکی ہی راستہ بناتے چلے جا رہے
 ہیں۔ میرا تو مشورہ ہے کہ ایمونیشن سے اس جنگل کی ان جھاڑیوں کو آگ لگا دیتے
 ہیں یا پھر کسی اور راستے کا انتخاب کرتے ہیں۔“ جوانا نے بے زاری سے کہا۔

”میں نے تم سب سے کہا ہے نا کہ میں تم کو باس تک لے جاؤں گا۔ جب
 مسٹر ایکسٹو نے مجھے تم سب کا لیڈر بنایا ہے تو پھر مجھ پر اعتبار کرو اس طرح بد دل نہ ہو۔
 ہم جنگل میں ہیں اور یہاں قدم پھونک پھونک کر چلنا پڑتا ہے۔“ جوزف نے حیرت
 سے جوانا کی طرف دیکھ کر کہا۔

”نہیں یار جوزف! میں تو بس ویسے ہی تم سے مذاق کر رہا تھا ویسے بھی تمہارا
 اور رابرٹ کا جنگلات کا جو تجربہ ہے وہ مجھے اور ٹائنگر کو نہیں ہے۔“ جوانا نے مسکراتے
 ہوئے کندھے اچکا کر کہا۔

”ٹائنگر کا نام ادب سے لیا کرو۔ کیونکہ محترم جناب عالی ٹائنگر صاحب!
 ہمارے یعنی فورپاورز کے اصل لیڈر ہیں کیونکہ باس نے ان کو ہمارا لیڈر مقرر کیا ہے

اور ویسے بھی یہ ہماری ہونے والی بھابھی کے شوہر نامدار ہیں۔“ رابرٹ نے اس بار شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

”یار کون سی تیری بھابھی ہے۔ جس کی شامت آئی ہے کہ میری بیوی بنے گی۔“ ٹائنگر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ارے یار وہی مشہور زمانہ اپنی روزی راسکل صاحبہ! آخر کو ہماری ہونے والی بھابھی ہیں۔“ رابرٹ نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا اور جوزف پھر ہنس پڑے اور ٹائنگر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ریگ گئی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے اسے روزی راسکل سے زبردستی منسوب کر رکھا ہے اور رابرٹ اسی لیے مزے لیتا ہے اور اپنی عاشق مزاجی اور زندہ دلی کی وجہ سے اسے چھیڑ رہا ہے۔

”ارے چھوڑ یار۔ وہ بھی کوئی لڑکی ہے جس کی ناک پر ہر وقت گن سوار رہتی ہے بات کرتی ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے گولیاں برس رہی ہو۔“ ٹائنگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس لیے تو کہہ رہا ہوں کہ تم جیسے پتھر دل جیسے کا دماغ درست کرنے والی ہی تمہارے جوڑ کی تمہیں ملی ہے۔ جو تمہیں شادی کے بعد سیدھا کرے گی۔“ رابرٹ نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”ویسے یار ٹائنگر! تمہاری روزی راسکل غصے میں کسی طرح ہلک ڈبٹھ جیسی عالمی دہشت گرد تنظیم کی ہر کارہ ژوئڈاری عرف لیڈی ہنٹر سے کم ہنٹر نہیں ہے۔“ جوانا نے رابرٹ کو شرارت کے موڈ میں دیکھ کر اس کی طرف داری کرتے ہوئے ٹائنگر کو چھیڑا۔

”ہائے مس لیڈی ہنٹر۔ ہائے مس تھریسیا، ہائے مس نانوتا، ہائے مس ڈائمنڈ بیوٹی۔“ ٹائنگر نے حیرت سے جوانا کو دیکھا مگر اس سے پہلے کہ ٹائنگر کچھ بولتا رابرٹ نے دل پر ہاتھ رکھ کر ان چاروں دنیا کی بدنام زمانہ مجرم اور دہشت پسندوں کے نام لے کر آہ بھری تو جوزف کے ساتھ جوانا اور ٹائنگر بھی اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

”یار رابرٹ! یاد رہے کہ ہم چاروں ان منحوس ماریوں سے ملنے نہیں بلکہ باس کوڈھونڈنے جا رہے ہیں۔“ جوزف نے بے زاری سے رابرٹ کے سر پر حسیناؤں کا

بھوت سوار ہوتے دیکھ کر کہا۔ چاروں اس طرح بے خوف ہو کر چل رہے تھے جیسے کسی خوف ناک اور گھنے جنگل میں عمران کو تلاش کرنے آئے ہوں بلکہ کسی پکنک پوائنٹ پر عمران کو تلاش کرنے آئے ہوں۔ اس سے پہلے کہ رابرٹ کچھ بولتا ان چاروں کو جنگل میں دھم دھم کی گونجدار آوازیں سنائی دیں تو رابرٹ اور جوزف کے چہروں پر تشویش دوڑ گئی جیسے وہ ان آوازوں کو بخوبی جانتے ہوں۔

”کیا ہوا۔ اب یہ کونسی آفت نازل ہونے والی ہے۔“ جوانا اور ٹائیگر نے ایک ساتھ رابرٹ اور جوزف کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”لگتا ہے ہم باس کی تلاش میں بھٹکتے ہوئے گوریلوں کے جنگل میں آ گئے ہیں۔“ رابرٹ نے تشویش سے کہا۔

”رابرٹ نے دیکھا کہ جوزف ناک سے سوسوں کرتے ہوئے کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا ہے۔“ رابرٹ نے مزید جھاڑیاں کاٹی تو اس کو اب جنگل میں اونچے اور گھنے درختوں میں بارہ کے قریب قد آور گوریل نظر آئے جو سب کے سب ایک ساتھ غراتے ہوئے کسی مشین کی طرح آگے بڑھ رہے تھے اور جیسے ہی جھاڑیاں نکٹیں اور ان کو چار آدم زاد نظر آئے تو یکنخت ان کی آنکھوں میں گویا انگارے بھر گئے۔ ان کو دیکھ کر رابرٹ، ٹائیگر اور جوانا نے اپنی رائفلیں کندھوں سے اتار کر ہاتھوں میں لے لیں تاکہ ان قوی ہیکل بن مانسوں کا مقابلہ کر سکیں۔

”اوہ مائی گاڈ! آخروہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ رک جاؤ یہ سرکون کی بدروہیں ہیں اور ایسے ہی ان رائفلوں سے مرنے والی نہیں ہیں۔“ جوزف نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور اس کی آنکھوں میں تشویش کے ساتھ خوف بھی سوار ہو گیا جیسے ان گوریلوں کی شکل میں اس نے اپنی موت دیکھ لی ہو۔

○.....○.....○

ڈاکٹر شیان نے دیکھا کہ سانپ تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہے تھے اور ان کے کلبلائی کی آوازیں اس کے ساتھ سفر کرنے والے جراثیم پیشہ افراد اور قیدی جوڑی کو خوفزدہ کر رہے تھے کیونکہ بھیانک موت ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

”ڈاکٹر شیان! کچھ کریں ورنہ یہ موذی سانپ ہمیں مار ڈالیں گے۔“ راجر

نے خوفزدہ نظروں سے ڈاکٹر شیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر شیان کو اپنی تو کوئی فکر نہیں تھی کیونکہ وہ ایک پھونک مار کر بھی ان سانپوں کو فنا کر سکتا تھا مگر اسے یہ فکر تھی کہ اگر اتنے زیادہ سانپوں کی تعداد نے اس کے جرائم پیشہ ساتھیوں اور قیدی جوڑی کو کاٹ لیا تو وہ اپنے مقصد سے پہلے ہی ان لوگوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا جس مہان مقصد کے لیے اس نے یہاں اسرائیل سے اتنی دور کا سفر کیا تھا۔ بے شمار سانپ رینگتے ہوئے ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جرائم پیشہ افراد نے گھبرا کر ان پر فائر کرنا شروع کر دیا مگر ان سانپوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ان فائروں کا ان سانپوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا کیونکہ بدھواسی میں جتنے فائر ہوئے تھے اس سے چند سانپ ہی مرے تھے اب سانپوں کی گرم سانسیں ان تک پہنچ چکی تھیں جس سے جرائم پیشہ افراد اور خاص کر بندھی ہوئی قیدی جوڑی کے منہ سے بے اختیار خوف سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ مگر اس سے پہلے معلوم نہیں کہاں سے اچانک ان سانپوں کا لشکر ان جرائم پیشہ افراد یا کسی اور کو کاٹتا ڈاکٹر شیان نے منہ میں کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو آگ کا ایک بڑا گولہ ان تمام سانپوں پر برسوا اور یلکھت یہ تمام سانپ آگ میں جلنے لگے۔ ڈاکٹر شیان نے زبردست کالے منتر کے سفلی عمل سے ان کو جلا کر رکھ کر دیا تھا۔

”ویری گڈ۔ ڈاکٹر شیان! آپ نے تو کمال کر دیا۔“ راجر نے خوش ہو کر ڈاکٹر شیان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ہاں تم میرے ساتھی ہو۔ اور تم سب کی مدد کرنا میرا فرض تھا۔“ اس بار ڈاکٹر شیان نے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر ڈاکٹر شیان! یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ تو کوئی جادو معلوم ہوتا ہے۔ کیا آپ جادو جانتے ہیں۔“ راجر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ دراصل میرے یہ دونوں ساتھی کچھ پراسرار عمل جانتے ہیں اور انہی کی بدولت آپ لوگ بھیا نک موت سے بچ گئے ہیں۔“ ڈاکٹر شیان نے مسکراتے ہوئے قبوتی اور سبارو کو پراسرار عامل ظاہر کیا۔

”ویسے مس قبوتی! کسی ساحرہ سے کم نہیں ہیں جو ہر کسی کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہیں۔“ راجر نے ایک بار پھر قبوتی کے حسین چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

حالانکہ اسے اگر معلوم ہو جاتا کہ قبوتی کی اصل حقیقت کیا ہے تو وہ اس خوفناک عفریت سے کوسوں دور بھاگتا۔ ان سانپوں کے جلنے کے بعد ایک بار پھر وہ سب آگے بڑھنے لگے۔

”آقا! میری طاقتیں مجھے بتا رہی ہیں کہ عامی ران کے ساتھی بھی برازیل کے جنگلات میں پہنچ چکے ہیں اور سرکون کے جنگلات کا رخ کر رہے ہیں۔“ قبوتی نے آہستہ آواز میں ڈاکٹر شیان سے کہا تو ڈاکٹر شیان کے چہرے پر حیرت کے کئی رنگ آئے اور گزر گئے۔

”کک۔ کیا مطلب۔ عامی ران کے ساتھیوں کو کس طرح معلوم ہوا کہ سرکون کے جنگل میں عمران قید ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے حیرت سے پوچھا۔

”آقا! آپ افریقہ کے پرنس مکاشو کو تو جانتے ہی ہیں۔ وہ کتنی پراسرار قوتوں کا مالک ہے اور بہت طاقتور ہے۔ کسی پاورفل ویج ڈاکٹر سے کم نہیں ہے اور اسی کی زیر نگرانی عامی ران کے دیگر چند ساتھی جنگل میں سرکون جنگل کی طرف رخ کر رہے ہیں۔“ قبوتی نے آنکھ بند کرتے ہوئے کہا جیسے جوزف اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہی ہو۔

”یہ تو اچھا نا ہوا۔ میں نے سنا ہے کہ پرنس مکاشو بے شمار سفلی طاقتوں کو اپنی پراسرار قوتوں سے فنا کر چکا ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے تشویش سے کہا۔

”آقا! آپ فکر نہ کریں۔ کیونکہ پرنس مکاشو اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہیں اور ابھی سرکون جنگل سے بہت دور ہیں ہم ان کے پہنچنے سے پہلے ہی سرکون جنگل کی حدود میں پہنچ جائیں گے اور ویسے بھی ہمارا سفر کچھ زیادہ طویل نہیں رہا۔“ قبوتی نے ڈاکٹر شیان کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”آقا! اگر آپ حکم دیں تو میں یا قبوتی میں سے کوئی بھی جا کر ان سب کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کو مار ڈالتے ہیں۔ اس بار سبارو نے اپنی خوفناک آنکھیں ڈاکٹر شیان پر مرکوز کر کے اس سے اجازت طلب کی۔

”نہیں سبارو! تم دونوں میری مہان طاقتیں ہو۔ عامی ران کا ساتھی جوزف عرف پرنس مکاشو بہت طاقت اور پراسرار قوتوں کا حامل ہے اگر تم دونوں اس کے

ہاتھوں فنا ہوئے تو میری طاقت کافی حد تک کم ہو جائے گی اور میں اس مہمان سفر میں
نہیں کھونا نہیں چاہتا۔ بس ایک بار عامی ران کو میں قابو کر لوں پھر اس کے بعد پرنس
مکاشو کے پہنچنے سے پہلے ہی میں عامی ران کو لے کر ایسی جگہ پہنچ جاؤں گا جہاں پرنس
مکاشو اور عامی ران کے دیگر ساتھی نہیں پہنچ پائیں گے۔“ ڈاکٹر شیان نے مضبوط لہجے
میں کہا تو سبارو اور قبوتی نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”گوکہ جنگل گھنا تھا مگر راجرا اور اس کے ساتھی راستہ بنا رہے تھے۔ سبارو اور
قبوتی کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے پھر ایک جگہ رک کر سب نے کھانا کھایا اور
تھوڑی دیر آرام کیا قیدی جوڑی کو بھی زبردستی کھانا کھلایا گیا جیسے قصاب قربانی سے
پہلے بکری کو زبردستی پانی پلاتا ہے۔

”اب ہم سرکون جنگل سے کتنی دور ہیں۔“ ڈاکٹر شیان نے سبارو اور قبوتی کی
طرف دیکھ کر پوچھا۔

”آقا! بس تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا ہے پھر ہم سرکون جنگل کی سرحد کے قریب
ہوں گے جہاں گھوناش سے لی ہوئی سیاہ آگ کا دائرہ پھیلا رکھا ہے۔“ سبارو نے
ادب سے ڈاکٹر شیان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ہوں۔ کوئی بات نہیں سیاہ آگ کو ختم کرنے کے لیے میرے پاس سامان
موجود ہے۔ مگر اس کے لیے مجھے ایک مشکل عمل کرنا پڑے گا۔ کوئی بات نہیں میں
باقاش کو بھی اس مہم میں فنا کرنا چاہتا ہوں اس نابکار کے فنا ہونے پر اس کی تمام غلام
طاقتیں بھی میری غلام بن جائیں گی اور میرا سرکون بدورحوں کے سیاہ جنگلات پر بھی
قبضہ ہو جائے گا جس کا آقا تو فی الحال منحوس باقاش ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے سبارو کی
بات سن کر مکارانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”آقا! باقاش کو ہماری آمد کا پتہ چل چکا ہے اور وہ اپنی سیاہ طاقتیں ہمیں فنا کر
نے کے لیے بھیج سکتا ہے۔“ قبوتی نے چونک کر کہا۔

”پرواہ نہیں ہے۔ ہم نے بھی اپنے ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں۔
بس تم سب ہوشیار رہنا۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابھی
کچھ دیر ہی وہ آگے گئے تھے کہ لیکھت ان کو بھیڑیوں کے غرانے کی تیز آوازیں سنائی

دیں تو سب چونک گئے اور اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے رائفلوں کو تھام لیا تاکہ آنے والی نئی مصیبت کا سامنا کر سکیں۔ یکنخت اس قیدی جوڑی اور ان جرائم پیشہ لوگوں کے منہ سے بے اختیار خوف سے چیخیں نکل گئیں کیونکہ ایک بھیانک ترین منظر ان کا منتظر تھا۔ خوف کی شدت سے ان کے ہاتھوں سے رائفلیں چھوٹ گئیں۔ ان کے سامنے کالے بھنگ اور قوی ہیکل بھیڑیے جو قد کاٹھ میں ہاتھی کے برابر تھے اور ان کا منہ بھیڑیے کا ہی تھا مگر آنکھوں کی جگہ سے آگ کے شرارے نکل رہے تھے جیسے ان عفریتوں کی آنکھیں آگ میں جل رہی ہوں۔

”یہ اصل بھیڑیے تو نہیں ہیں۔“ ڈاکٹر شیان نے چونک کر اور چیخ کر راجرا اور ان کے ساتھیوں کو ہتھیار اٹھانے کو کہا اور خود بھی اپنے ہاتھ میں موجود رائفل کا ٹریگر دبانے لگا جس سے تڑا تڑ گولیاں برسنے لگیں۔ ان کو دیکھ کر راجرا اور اس کے ساتھیوں نے بھی ہمت باندھی اور اپنے اپنے ہتھیار اٹھا لیے۔

”ڈاکٹر شیان! یہ کون سی بلائیں ہیں جو ناہتھی ہیں نا بھیڑیے۔“ راجرنے خوف سے تھوک نلگتے ہوئے پوچھا۔

”یہ باقاش کی بھیجی ہوئی طاقتیں ہیں۔ مگر بے خوف ہو کر ان کی آنکھوں پر فائر کرو کیونکہ ان کے جسم کے کسی اور حصے پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔“ اس بار قوتی نے چیخ کر سب کو خبردار کیا تو راجرا اور اس کے ساتھیوں کی انگلیاں اس طرح رائفل کے ٹریگر میں دبے لگیں جیسے وہ اس کے حکم کے منتظر ہوں۔ یکدم برستی گولیوں سے ان بھیڑیے نما خوفناک مخلوق کا گروہ تیزی بھاگنے لگا۔ حیرت انگیز طور پر جب بھی کوئی فائر ان عجیب الخت بھیڑوں کے جسموں کو لگتا تو ان کے وجود سے چنگاریاں نکلنے لگتیں جیسے ان میں کرنٹ دوڑ رہا ہو۔

”بیوقوفو۔ صرف ان کی آنکھوں کا نشانہ لے کر فائر کرو ورنہ سرکون کی ان بدروحوں کی طاقتیں مزید بڑھ جائیں گی۔“ ڈاکٹر شیان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو سب افراد ان سیاہ بھیڑیوں نما مخلوق کی آنکھوں کا ہی نشانہ بنانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد یہ خوفناک بھیڑیے نما مخلوق وہاں سے بھاگ گئی اور میدان خالی ہو گیا۔ حیرت انگیز طور پر ایک بھیڑیے نما مخلوق کی لاش بھی موجود نہ تھی اور یہ منظر دیکھ کر سب افراد

کے دل خوف سے لرز نے لگے کیونکہ زندگی میں پہلی بار ایک خوفناک جنگل میں ان کا عجیب و غریب مخلوق کا سامنا ہوا تھا جن کا اتنی فائرنگ ہونے کے بعد بھی ایک لاش نہیں گری تھی۔

”ڈاکٹر! یہ سب کیا ہے۔ آخر تم ہمیں کہاں لے کر جانا چاہتے ہو۔ ہمارے ساتھ دو بار انہونی ہو چکی ہے اور اب ہمارا دل لرز رہا ہے کیونکہ اگر یہ جنگل کے درندے ہوتے تو ہم ان سے مقابلے کے لیے تیار رہتے مگر جنگل میں ایک جگہ اتنی تعداد میں سانپوں کا آنا پھرنا معلوم کیسی خوفناک آسببی مخلوق اب ہمارے سامنے آئی تھی میری اور میرے ساتھیوں کی تو بس ہو گئی ہے کیونکہ ہم بے شمار ایمنیشن سے درندوں کا مقابلہ تو کر سکتے ہیں مگر خوفناک آسببی مخلوق سے مقابلہ کرنا ہمارے بس سے باہر ہے اور یہ جنگل آسببی اور خوفناک ہیں۔“ اس بار راجر نے خوفزدہ ہوتے ہوئے ڈاکٹر شیان سے کہا۔

”نہیں مسٹر راجر! تم سب کو میرے ہمراہ آگے جانا ہی ہوگا۔ تم یہ دیکھو کہ میرے ہوتے ہوئے دو دفعہ تم لوگوں کا موت سے سامنا ہوا ہے مگر تم اور تمہارے کسی ساتھی کا بال بھی بھگا نہیں ہوا اور ان عفریتوں کا مقابلہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے بھی تمہارے ساتھ مل کر کیا ہے اس کے باوجود تم بزدلوں کی طرح ڈر رہے ہو۔“ ڈاکٹر شیان نے اس بار گرج کر غصے سے راجر کی طرف دیکھ کر کہا تو راجر نے خاموشی اختیار کر لی کیونکہ اب ویسے بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپسی کا ارادہ کرنے سے گھبرا رہا تھا کیونکہ واقعی دونوں بار ڈاکٹر شیان نے اپنی طاقتوں سے ان عفریتوں کا مقابلہ کیا تھا اور راجر سمجھ چکا تھا کہ ڈاکٹر شیان بھی کالے اور سفلی علوم کا ماہر ہے اور اپنے کسی خاص مقصد کے لیے ان کو اس تاریک جنگلوں میں لے آیا ہے مگر اب جرائم پیشہ افراد بھی خود کو قیدی جوڑی کی طرح اس جنگل کا قیدی ہی سمجھ رہے تھے جو کہ حقیقت بھی تھی۔

”چلو آگے بڑھو۔ ہمیں جلد از جلد تاریک جنگل میں پہنچنا ہے جہاں منحوس باقاش نے گھوناش کی دی ہوئی سیاہ آگ کی بار اپنے تاریک جنگل کے گرد باندھ رکھی ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے اس طرح کہا جیسے یہ جرائم پیشہ افراد بھی اس کے غلام ہوں اور پھر راجر سمیت سب کو احساس ہو رہا تھا کہ انہوں نے پیسوں کے لالچ میں ڈاکٹر شیان

کے ساتھ اسرائیل سے اتنی دور برازیل کے تاریک جنگلوں میں آ کر غلطی کی ہے اور ان کو ہر لمحہ قیدی جوڑی کی طرح اپنی موت ان جنگلوں میں نظر آرہی تھی مگر اب مرتے کیانا کرتے کے مصداق سب ڈاکٹر شیان کے کہنے پر آگے بڑھنے لگے کیونکہ اب وہ ان کے بغیر پیچھے بھی ہٹنا چاہتے تھے کیونکہ سب خوفزدہ ہو چکے تھے۔

”قبولی اور سبارو کی زیر نگرانی دو جراثیم پیشہ افراد ہاتھوں میں تیز دھار چھری لے کر جنگل میں جھکی ہوئی گھنی شاخوں کو کاٹ کر راستہ بنا رہے تھے۔ جیسے ہی وہ اپنی رو میں ایک گھنے درخت کے قریب پہنچے تو یکنخت ان کے پاؤں پھسلے کیونکہ یہاں گھنی جھاڑیاں تھیں اور ان گھنی جھاڑیوں میں دواژدھے آرام کر رہے تھے تیز ٹارچوں کی موجودگی میں بھی گھنی جھاڑیاں ہونے کی وجہ سے ان کو معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ یہاں موت چھپی بیٹھی ہے اس لیے جیسے ہی دونوں ان اثر دھوں کے پچکیلے پیٹ میں چڑھے تو یکنخت اثر دھے جو آرام کر رہے تھے بھر کر ان کو اپنے بھاڑ جیسے منہ میں لے لیا۔ دونوں بدقسمت جراثیم پیشہ افراد کے منہ سے بھیا نک چیخیں خارج ہونے لگیں اور تیز دھار چھری ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گئے تھے اور وہ دونوں اثر دھوں کے منہ میں تڑپ رہے تھے۔ مگر اثر دھے ان کو نکلنے لگے۔

”فائر۔ جلدی فائر کرو۔ یہ کوئی آسبی مخلوق نہیں ہے بلکہ اصلی کے اثر دھے

ہیں۔ جلدی ان کا خاتمہ کرو۔“ ڈاکٹر شیان نے چیخ کر کہا۔

”مگر ڈاکٹر شیان! ہمارے ساتھی ان موزی اثر دھوں کے منہ میں ہیں اگر ہم

فائر کرتے ہیں تو ہمارے ساتھی بھی فائر سے مارے جائیں گے۔“ راجر نے ڈاکٹر

شیان کی طرف دیکھ کر احتجاج کیا۔

”بیوقوف۔ تمہارے یہ دونوں ساتھی ویسے ہی مریں گے۔ مگر ہم نے دیر کیا تو

یہ اثر دھے ہمارا بھی خاتمہ کر دیں گے جلدی کرو۔“ ڈاکٹر شیان نے چیختے ہوئے کہا تو

راجر اور اس کے ساتھیوں نے ہونٹ بھینچ دیئے مگر سنگدلوں کی طرح اپنے ساتھیوں کو

بچانے کی بجائے ان اثر دھوں پر فائر کھول دیئے جس سے گولیاں تڑا تڑا برسنے لگیں اور

ان اثر دھوں سمیت راجر کے ساتھیوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اثر دھے تھوڑی دیر تڑپے پھر

ٹھنڈے ہو گئے۔

آخر یہ جرائم پیشہ لوگ تھے اس لیے سب کو اپنی ہی فکر تھی اور ڈاکٹر شیان کے کہنے پر سنگدلوں کی طرح اژدھوں سمیت اپنے ساتھیوں کو بھی مار دیا۔ قیدی جوڑی روتے ہوئے یہ منظر دیکھنے لگی کیونکہ ان کو یقین ہو چلا تھا کہ جو شخص اتنا سنگدل ہو وہ نا معلوم ان کے ساتھ کیا بھیانک سلوک کرے گا۔

”یہ منحوس باقاش! جگہ جگہ ہمارے لیے رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے غصے سے مٹھیاں بھیج کر کہا۔

”نہیں آقا! پچھلے دو حملے تو واقعی باقاش نے کرائے تھے جو آپ نے اپنی مہمان کالی طاقتوں سے روک لیے تھے۔ مگر یہ اژدھے اصلی تھے۔“ سبارو نے کہا تو ڈاکٹر شیان نے لاپرواہی سے سر ہلادیا۔

”چلو اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ جتنی جلدی ہو سکے تاریک جنگل میں پہنچنا ہے جہاں عامی ران کو باقاش نے قید کیا ہوا ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا تو ایک بار پھر سب آگے بڑھنے لگے تقریباً دو گھنٹے مزید چلنے کے بعد ان سب کو ایک بار نظر آئی جو کہ بیلوں کی بار تھی گو کہ اس سفر کے دوران بھی ان کو چند درندوں سے سامنا ہوا تھا مگر بے پناہ ایمنیشن کی وجہ سے وہ کامیابی سے آگے بڑھ رہے تھے اور اس بار کوئی حادثہ نہیں ہوا تھا۔

”بس آقا! ہم سرکون کے تاریک جنگل کے قریب پہنچ چکے ہیں۔“ قبوتی نے ادب سے سرخم کرتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ تو آخر کار ہم منحوس باقاش کے علاقے میں پہنچ ہی چکے ہیں۔“ ڈاکٹر شیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم لوگ بجینٹ کی تیاری مکمل کرو میں ڈوگان کا سیا منتر پڑھ لوں اس سے نہ نظر آنے والی سیاہ آگ کے اثرات ٹوٹ جائیں گے اور پھر مہمان سیاہ آقا کے نام کی بلی دینے سے سیاہ آگ مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔“ ڈاکٹر شیان نے نحوست سے گر جتے ہوئے اپنی غلام طاقتوں کو حکم دیا۔

”چلو اس قیدی جوڑی کو اس بار کے ساتھ نیچے لٹا دو۔ مگر خبردار بارٹ کو چھونا ہرگز نہیں ورنہ ناظر آنے والی پراسرار اور بھیانک آگ میں جل مرو گے۔“ بغیر پتلیوں

والے سبارو نے اپنی خوفناک آنکھوں سے گھور کر راجرا اور اس کے ساتھیوں سے سخت لہجے میں کہا تو سب نے خاموشی اختیار کر لی۔

”حیرت ہے ہم اتنی آسانی سے تاریک جنگل کی سرحد پر پہنچ گئے ہیں۔ باقاش نے اپنی سیاہ طاقتوں سے ہم پر ایک دو حملوں کے سوا کوئی زیادہ حملہ نہیں کیے آخر اس کی کیا وجہ ہے۔“ قبوتی نے حیرت سے کہا۔

”میرے خیال میں باقاش جانتا ہے کہ آقاشیان بھی اس کی ٹکر کا ساحر ہیں اور اس لیے اس نے جنگلوں میں زیادہ حملہ نہیں کیے مگر چونکہ ہم اس کے تاریک جنگل میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے میرے خیال میں اس نے جان کر ہمیں یہاں آنے کا موقع فراہم کیا ہے تاکہ وہ اپنے تاریک جنگل میں جہاں اس کا لالہ راج چلتا ہے اسی جنگل میں وہ آقا کی سیاہ طاقتوں سے ٹکر لینا چاہتا ہے تاکہ اپنے تاریک جنگل میں وہ آقا کو زیر کر سکے۔“ سبارو نے قبوتی کی طرف دیکھ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

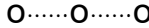
”ہاں۔ مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔“ قبوتی نے بھی سر ہلاتے ہوئے مختصر کہا۔

”میں مہان کالی طاقتوں کا مالک ہوں مجھے باقاش کی کوئی فکر نہیں ہے کہ میں اس کے علاقے میں گھسنے والا ہوں۔ میں باقاش سے نمٹ کر ہی عامی ران کو اپنا قیدی بنا سکتا ہوں اور میں یہ کر کے دکھاؤں گا۔“ ڈاکٹر شیان نے نحوست سے گردن اکڑا کر کہا۔ اس دوران راجرا اور اس کے ساتھیوں نے اس نئے جنگل جس کے گرد درختوں کی شاخوں کی باڑ لگی ہوئی تھی اور حیرت انگیز طور پر جنگل کا یہ حصہ بھی گھنا تھا مگر باڑ سے آگے کا حصہ بہت تاریک تھا اور پھر ان دونوں قیدیوں کو اس باڑ کے قریب قربانی کے بکرے کی طرح نیچے ڈال دیا تو دونوں جوان مرد اور جوان لڑکی خوف سے چلانے لگے اور سمجھ گئے کہ ان کو گولیاں مار کر مار دیا جائے گا۔ مگر اس بد قسمت جوڑی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کا حشر انتہائی بھیانک انداز میں ہونے والا ہے۔

”آخر ہمارا قصور کیا ہے۔ کس لیے ہمیں باندھ کر یہاں نیچے لٹا رہے ہو۔“

دونوں نے چیختے ہوئے کہا مگر ان بیچاروں کی یہاں سننے والا کوئی نہیں تھا۔ سبارو اور

قبوتی نے دیکھا کہ ڈاکٹر شیان دوزانو بیٹھ کر زیر لب منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا اور اس دوران ڈاکٹر شیان نے اپنے تھیلے میں سے کھوپڑی بھی نکال لی تھی اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کھوپڑی پر پھونک مارتا تو کھوپڑی سے دھواں اٹھنے لگتا۔ راجر اور اس کے ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو خوف سے ان کے اعصاب کشیدہ ہونے لگے کہ یہ ساحر ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اور اس بار راجر سبارو کے ساتھ قبوتی جیسی حسین لڑکی کو بھی خوفزدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا کیونکہ وہ سمجھ چکا تھا کہ ان سب کو دولت کا لالچ دے کر قربانی کے بکرے کے طور پر لایا گیا ہے۔ ایک دفعہ تو راجر کا دل کیا کہ وہ ڈاکٹر شیان اور اس کے دونوں ساتھیوں پر فائر کھول دے مگر اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر یہ ساحران کے ہاتھوں سے بچ گئے تو پھر بھیانک موت اس قیدی جوڑی سے پہلے ان کا مقدر بنے گی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یلکنت تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر شیان نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں جسے دیکھ کر اس قیدی جوڑی اور جرائم پیشہ لوگوں کے وجود میں خوف سے کپکپی تاری ہو گئی۔



عمران تیزی سے بھاگتا چلا جا رہا تھا جیسے اس کے پیچھے عفریت لگ چکی ہو اور یہ غلط بھی نہیں تھا کیونکہ عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ ٹینا کے روپ میں سنا کی نامی جو حسین شیطانی طاقت اس کے ساتھ بیٹھی تھی اس جگہ سیاہ سائے حرکت کر رہے تھے اور کسی بھی لمحے پراسرار سیاہ سائے اس پر حملہ آور ہو سکتے ہیں اور ناظر آنے والے وجود سے لڑنا عمران کے بس سے باہر تھا اس لیے عمران نے پراسرار بوڑھے جارج یا شری کا کوش کی تنبیہ نامی سرگوشی کے بعد یہاں سے تیز رفتاری سے اس نشہ آور اور پراسرار درخت سے جتنا جلدی رفو چکر ہو جانا ہی مناسب سمجھا تھا۔

”بس کرو عامی ران۔“ اچانک عمران کے کانوں میں پھر اسی پراسرار بوڑھے شری کا کوش کی آواز سنائی دی تو عمران یوں رکا جیسے چلتی گاڑی کو بریک لگتی ہے۔

”ہاں بابا! کہاں ہو تم مجھے تمہاری آواز تو سنائی دی ہے مگر تم نظر نہیں آ رہے۔“

عمران نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

”میں یہاں ہوں عامی ران! تمہارے پاس۔“ یلکنت ایک گھنے درخت سے

اسی پراسرار بوڑھے نے نکلنے ہوئے کہا تو عمران اسے غور سے دیکھنے لگا۔
 ”بابا! مجھے تم سے ملنا ہے اور چند چیزیں پوچھنی ہیں۔“ عمران نے اس پراسرار
 سیاہ رنگت اور سرخ انگارہ آنکھوں والے بوڑھے کی طرف دیکھ کر کہا۔
 ”مجھے بھی تم سے کچھ باتیں پوچھنی ہیں عامی ران۔“ بوڑھے نے مسکراتے
 ہوئے کہا تو عمران حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

”اچھا چلو پہلے تم بتاؤ۔ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔“ عمران نے اس کی
 طرف دیکھ کر کہا۔ تیز بھاگنے کی وجہ سے اس کا سانس بھی پھول گیا تھا۔
 ”نہیں یہ جگہ مناسب نہیں ہے۔ تمہیں اس گھنے درخت کے نیچے آنا پڑے گا
 جہاں واحد جگہ میں تم سے ہر قسم کی بات کر سکتا ہوں اور تمہاری بات سن سکتا ہوں اور اس
 طرح ہماری باتوں کا علم کالی قوتوں کے باسیوں کو بھی معلوم نہیں ہو سکے گا۔“ بوڑھے
 نے کہا اور عمران کی بات سننے بغیر دوبارہ اس گھنے درخت کے اندر چلا گیا۔ عمران نے
 حیرت سے شانے اچکائے اور اس تاریک گھنے درخت کے اندر چلا گیا۔ عمران یہ دیکھ
 کر حیران ہو گیا کہ اس گھنے درخت کے آگے چند اور گھنے درخت بھی ہیں جن کی
 شاخیں بہت پتی ہیں۔ عمران بھی بوڑھے کی طرح جھک جھک کر اور شاخوں کو ہٹا کر
 آگے بڑھ رہا تھا مگر حیرت انگیز طور پر تاکی کی ہونے کے باوجود عمران کو آگے کا منظر نظر
 آ رہا تھا یا پھر عمران کی آنکھیں اب تاریکی میں بھی دیکھنے کی عادی ہو چکی تھیں۔ عمران
 نے غور کیا تو اسے ایک سرکنڈوں کی جھونپڑی نظر آئی جس میں وہ پراسرار بوڑھا شری
 کا کوش داخل ہو رہا تھا۔ عمران بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا آگے بڑھا اور اس سرکنڈوں
 کی جھونپڑی میں داخل ہو گیا۔ عمران نے سرکنڈوں کی جھونپڑی میں داخل ہو کر
 چاروں طرف نظریں دوڑائیں جھونپڑی چھوٹی سی تھی مگر اس میں دو آدمی آرم سے بیٹھ
 سکتے تھے۔

”بیٹھو عامی ران! اب یہاں تم مجھ سے تسلی سے گفتگو کر سکتے ہو جہاں باقاش
 اور اس کی سیاہ طاقتیں اور دیگر سفلی طاقتیں ہماری باتیں نہیں سن سکتے جب تک کہ وہ
 یہاں خود نا آجائیں۔“ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے نیچے جھاڑیوں کے
 بنے بستر پر بیٹھ گیا۔ بوڑھا آگے بڑھا اور عمران کے بیٹھنے کے بعد سرکنڈوں کے بنے

ایک چھوٹے سے دروازے کو جھونپڑی کے اندر داخل ہونے والی جگہ سے لگا کر بند کر دیا جس سے تاریکی مزید بڑھ گئی اور عمران کو اب کچھ نظر نہیں آ رہا تھا مگر اسی دوران بوڑھے شری کا کوش نے نامعلوم کہاں سے ہاتھ بڑھا کر ایک چراغ کو روشن کر دیا تھا جس کی دھیمی روشنی سے اس چھوٹی جھونپڑی کا ماحول پر اسرار مگر دھیمیا روشن ہو گیا تھا۔

”عمران نے نظریں اٹھا کر اس سیاہ رنگت اور سرخ انگارہ آنکھوں والے بوڑھے پر نظر ڈالی تو حیرت کی شدت سے اچھل پڑا کیونکہ اب اس سرکنڈوں کی جھونپڑی میں بوڑھے کا رنگ سیاہ کے بجائے سفید ہو چکا تھا جیسے یہ نیگرو نہیں بلکہ گورا ہو اور اس کی آنکھیں بھی نارمل تھیں۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہاں اس پر اسرار جنگل میں آ کر مجھے مسلسل پر اسراریت ہی دیکھنے کو مل رہی ہے۔ بابا! یہ تمہارا رنگ اس جھونپڑی میں آ کر سیاہ سے سفید کیسے ہو گیا ورم آخر ہو کون اور مجھ سے کیا چاہتے ہو۔“ عمران نے حیرت سے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

”میرے بچے! ذرا آرام سے تمہیں تمہارے تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا۔“ بوڑھے نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہاں کیوں انگو کیا گیا ہے۔ اس کے لیے شیطان پرستوں کا کیا مقصد ہے۔“ عمران نے نیا سوال کیا۔

”پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم ایک سراغ رساں ہوتے ہوئے اور ایک عام انسان ہوتے ہوئے بھی کتنی بار سفلی قوتوں سے ٹکرا کر ان کو شکست اور فنا کر چکے ہو۔“ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے اٹنا سوال عمران پر ڈال دیا۔

”کئی بار شیطان کی رزیل اور سیاہ قوتیں مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے ٹکرا چکیں ہیں اور ہم انہیں فنا کر چکے ہیں خاص کر میرے ہاتھوں لا تعداد کالے اور سفلی قوتوں والے مارے جا چکے ہیں۔ عمران نے اس شری کا کوش کی طرف دیکھتے ہوئے حقیقت بیان کی۔

”بس یہی وجہ ہے کہ سفلی قوتوں والے اب تمہارے پیچھے پڑ چکے ہیں کیونکہ تمہارے ہاتھوں بہت سے سفلی قوتوں والے مارے جا چکے ہیں اور اب کالے عملیات

والے تمہارے دشمن بن چکے ہیں اور تمہیں مہمان سیاہ طاقت کا غلام بنانا چاہتے ہیں یا پھر عبرت ناک موت سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔“ شری کا کوش نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مگر بابا! تم بھی تو کالے اور سفلی تو توں کے ماہر ہو۔ پھر کیوں مجھ سے اس طرح کی گفتگو کر رہے ہو اور میری مدد کر رہے ہو یعنی بقول تمہارے بیٹا ایک شیطانی طاقت تھی اور مجھے اپنے جال میں پھانسنے کا ہمتی تھی تاکہ مجھ سے گناہ کروا کر مجھے پلید کر دے اور پھر باقاش مجھے آسانی سے اپنے سحر میں جکڑ کر مجھے سفلی تو توں کا آلہ کار بنا سکے کیا یہی بات ہے نا۔“ عمران نے سوالیہ نظروں سے شری کا کوش کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں عامی ران! بالکل ایسا ہی ہے۔ مگر میں ایسا نہیں چاہتا۔“ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آخر کیوں۔ تم بھی تو کالے جادو اور سفلی عملیات سے تعلق رکھتے ہو پھر آخر تمہارا میری مدد کرنے میں کیا مفاد ہے۔ کیا باقاش کے بجائے تم تو مجھے شیطان کا آلہ کار نہیں بنانا چاہتے۔“ عمران نے اس بارشکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

”نہیں میرے بچے! یہ تمہاری غلط فہمی ہے میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے بلکہ میں نے تو تم سے مدد لینے ہی اس لیے تمہیں اپنے پاس بلایا ہے کیونکہ ماضی میں میرا کالے جادو، رزیل اور سفلی دنیا سے گہرا تعلق رہا ہے۔ مگر میں اب اس سفاک دنیا سے چھٹکارا چاہتا ہوں اور اسی چھٹکارا حاصل کرنے کی ہی پاداش میں باقاش جیسے گندے عملیات کے ساحر کے ہاتھوں گرفتار ہوا ہوں ورنہ میرے پاس جو کالی شکستیاں اور دیگر سفلی علوم کے علاوہ بھی میرے پاس بے شمار ماورائی علوم تھے اب صرف ماورائی علوم بچے ہیں۔ سیاہ شکستیاں مجھ سے چھین چکی ہیں ورنہ یہ باقاش جیسے گندے ساحر میرے آگے کچھ بھی نہیں تھے۔ بوڑھے نے طویل سانس لے کر کہا۔

”اچھا تو بابا! تم کالے جادو کے بارے میں کیا جانتے ہو کیا مجھے بھی بتانا پسند کرو گے کہ کالا جادو اور سفلی عمل کیا چیز ہے۔“ عمران نے اس بار دلچسپی سے اس سے پوچھا۔

”عامی ران! تم تو میرا امتحان لینے لگ گئے ہو خیر سنو۔ جادو، منتر، جنتز، کالا عمل سفلی عمل یہ سب جادو کے ہی نام ہیں مگر کالا عمل بہت خطرناک ہوتا ہے اور صرف دوسروں کی تباہی کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے اپنے بھلے کے لیے دوسروں کا نقصان کرنا یہ سب کالے جادو کی شرطیں ہیں اور جہاں تک کالے جادو کی بات ہے کالے جادو کے بھی چند درجے ہیں اور ہر درجہ بڑھنے سے کالے عمل میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جیسا کہ ان درجوں کے نام ہیں پیر، ویر، بہر، بھیروں اور شنکھا۔ اور جو شنکھا ہوتا ہے وہ بہت خوفناک درجے پر پہنچ جاتا ہے کالے جادو کی مہان شکتی شنکھا کہلاتی ہے۔ اور تمہیں حیرت ہوگی کہ میں نے کالے علوم کی ان تمام شکلیوں پر راج حاصل کیا ہے مگر افسوس کہ یہ سب طاقتیں انسانیت کی دشمن ہیں اور صرف ان میں تباہی اور فنا ہی ہے۔“ بوڑھے نے عمران کو بتایا تو عمران حیرت سے اس کی باتیں سننے لگا۔

”بابا! کیا تم بتا سکتے ہو کہ کالے اور سفلی عملیات کی ابتدا کہاں سے شروع ہوئی تھی۔“ عمران نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ وہ یہ بھول گیا تھا کہ جیسے وہ اس جنگل میں قیدی نا ہو بلکہ اپنے فلیٹ میں بیٹھا ہو۔

”عامی ران! مجھے معلوم ہے کہ تمہارے پاس معلومات کا خزانہ ہے اور تم دنیا کی نایاب اور معلوماتی کتابیں پڑھتے رہتے ہو۔ میرا امتحان لینا چاہتے ہو۔ خیر میں تمہیں جادو کے بارے میں اپنی معلومات دینا چاہتا ہوں۔ میرے بچے! ویسے تو جادو کی تاریخ بہت پرانی ہے مگر تاریخ میں سامری ساحر جسے دنیا سامری جادوگر کے نام سے بھی جانتی ہے یہ کوئی قصہ کہانی کا کردار نہیں ہے بلکہ حقیقت میں بہت بڑا ساحر تھا اور جب یہودیوں کے مہان لیڈر سے اس کا مقابلہ ہوا تو سامری ساحر شکست کھا کر بھاگ گیا اور پھر یہودیوں کے لیڈر ایک خاص مدت کے لیے ایک خاص پہاڑی میں چالیس دن کے لیے گئے تو سامری ساحر نے یہودیوں کو لہو لعب اور بدکاریوں میں مبتلا کر دیا تھا مگر جب یہودیوں کے مہان لیڈر واپس ہوئے تو سامری ساحر ان کے خوف سے مصر سے بہت دور بھاگ گیا تھا۔ تاریخ تو خاموش ہے مگر چند تاریخ دان قیاس آرائیاں کرتے ہیں کہ سامری ساحر بنگال کے جنگلوں میں آ بسا تھا اور مرنے تک یہیں رہا۔ بوڑھے نے کہا تو عمران حیرت زدہ ہو گیا۔

”در اصل تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کے لیے کوہ طور پہاڑی پر گئے تھے تو سامری نے ان کی قوم یعنی یہودیوں کو بدکاری اور بچھڑے کی پوجا میں لگا دیا تھا اور کوہ طور سے واپسی پر جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کا یہ حال دیکھا تو جلال میں آ گئے تھے۔ مگر اس سے پہلے ہی سامری ان کے خوف سے کہیں دور بھاگ گیا تھا اور تاریخ خاموش ہے کہ سامری ساحر کہاں گیا مگر چند تاریخ دانوں کے نزدیک سامری بنگال کے جنگلوں میں آ گیا تھا اور اپنا کالاعمل یہاں بھی پھیلایا تھا۔ اس لیے تو صدیوں سے آج تک مصر اور بنگال کا جادو آج بھی مقبول چلا آ رہا ہے اور بوڑھے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام لیے بغیر یہ معلومات عمران کو بتائیں۔

”بابا! سچ بتاؤ تم کون ہو۔ کیونکہ کوئی کالے جادو اور سفلی دنیا سے تعلق رکھنے والے شخص کو ایسی گہری تاریخ سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں ان چیزوں سے کوئی سروکار ہوتا ہے۔“ عمران نے اسے پھٹی پھٹی اور حیرت انگیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میرے بچے! میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ میرا نام جارج ہے۔ سفلی اور سیاہ دنیا میں میرا نام شری کا گوش رہا ہے۔“ بوڑھے نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں بابا! تم اصل میں کوئی اور ہو میرا مطلب ہے کہ تم بے شک کالی شکتیوں کے ان داتا رہے ہو۔ مگر میرا دل کہتا ہے کہ تمہارا ماضی کچھ اور ہے۔“ عمران نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرے بچے! تم مجھے فادر جارج بھی کہہ سکتے ہو۔“ بوڑھے نے طویل

سانس لے کر کہا تو عمران ایک دفعہ پھر حیرت سے اچھل پڑا۔

”کک۔ کیا مطلب۔ تم عیسائی مذہب کے پادری تھے۔ مگر پھر یہ کیا بابا! پھر تم یہ کالے جادو کی گندی اور رزیل دنیا میں کیسے آئے۔“ عمران نے اس کے منہ سے فادر کا لفظ سن کر حیرت کی شدت سے پوچھا۔

”بس میرے بچے! نا پوچھو جب انسان کے دل میں حسین عورت اور دولت

کے چمک کی لالچ اُبھر آئے تو انسان بہک جاتا ہے۔ تاریخ بھری پڑی ہے کہ حسین

عورت اور دولت کی چمک نے بڑے بڑے پارساؤں کو بہکا دیا ہے اور یہ سب مہان سیاہ طاقت کے ہتھیار ہوتے ہیں۔ میں بھی انسان تھا۔ بہت بڑا پادری تھا میرا ایک نام تھا میرے پاس کئی علوم تھے جہاں کہیں لوگ سفلی اور گندے عمل کا شکار ہوتے لوگ مجھ سے مدد طلب کرتے تھے اور میں اپنے علوم سے سفلی عمل کو ختم کر دیتا تھا۔ مگر جب انسان کی مت ماری جاتی ہے تو پھر کچھ نہیں ہو سکتا اور میں بھی دولت کی حوس اور کالے عمل سیکھنے کے جنون میں پھنس گیا اور پھر سفلی اور کالے علوم کی دنیا میں آ کر ہر بڑے کالے عمل کو سیکھ لیا۔ مہان کالی شکتیاں میری غلام بن چکی تھیں میں پھر روشنی کی دنیا میں جانے کے قابل نہیں رہا تھا اور جب مجھے احساس ہوا کہ میں کالی دنیا کا بڑا دشمن خود کالی دنیا کا بڑا غلام بن چکا ہوں تو بہت دیر ہو چکی تھی۔ میں نے توبہ کی اور کالی شکتیاں سے دور بھاگناں چاہا اس پاداش میں باقاش مجھ پر حاوی ہو گیا اور جن سیاہ قوتوں کا میں ان داتا بن گیا تھا وہی سیاہ شکتیاں میرا ساتھ چھوڑ گئیں اور سیاہ شکتیاں والے میرے دشمن مجھ پر حاوی ہو گئے۔“ بوڑھے نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”حیرت ہے بابا! آپ اتنے بڑے پادری اور علوم کے ماہر تھے آپ کا ایک نام تھا اس کے باوجود آپ سفلی قوتوں کے شکار ہو گئے۔ لوگ آپ کے پاس آتے تھے پھر آپ کیوں شیطان کی کالی اور غلیظ دنیا کے باسی بنے۔“ عمران نے بوڑھے کی بات سن کر حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

”میرے بچے! میں سفلی دنیا سے دور ہونے کے باوجود نہیں جاسکا لیکن اگر تم مجھے مسلمان کر دو تو میں سفلی دنیا سے دور ہو سکتا ہوں۔“ بوڑھے نے کہا تو اس بار عمران کو حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔

”کیا۔ بابا! تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم واقعی مسلمان ہونا چاہتے ہو۔“ عمران نے حیرت سے اس بوڑھے سے پوچھا۔

”ہاں میرے بچے! میں کالے راج کی سیاہ دنیا سے دور ہونا چاہتا ہوں اور اگر تم مجھے مسلمان کر دو تو ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔“ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے محترم بزرگ! آپ اتنے بڑے پادری تھے مگر شیطان کے مکر فریب میں آ کر کالی دنیا کے باسی بن بیٹھے اور اب توبہ چاہتے ہیں تو یہ اچھی بات ہے مگر افسو

س کہ میرے دماغ سے مقدس کلمات نکل چکے ہیں معلوم نہیں کیسا گندامل مجھ پر کیا گیا ہے جس کی بناء پر میرے دماغ سے روشن کلام مجھے بھول چکے ہیں اور اپنا نام تک یاد نہیں۔“ عمران نے مایوس لہجے میں کہا تو بوڑھے کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

”مجھے معلوم تھا میرے بچے۔ کہ تم بھی گندی قوتوں کے شکاری بن چکے ہو۔

مگر کوئی بات نہیں اس تاریک اور سفلی جنگل میں جہاں تک ہوسکا میں تمہاری مدد کروں گا۔ ایسے سفلی جنگل میں جہاں انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے اور مہمان سیاہ طاقت کے نام پر سیاہ دیوی کے قدموں میں انسان کو ذبح کیا جاتا ہے یعنی اس کی بھینٹ دی جاتی ہے۔“ بوڑھے جارج نے کہا تو عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب۔ شیطان پرست اتنے ظالم ہوتے ہیں کہ اپنے غلیظ مقصد کے لیے انسانوں کی قربانی کرتے ہیں۔“ عمران نے حیرت اور خوف سے چونک کر پوچھا۔

”ہاں میرے بچے! یہ سب سچ ہے اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ سفلی اور غلیظ دنیا کا باسی باقاش کی طرح ایک یہودی وچ ڈاکٹر شیان بھی تمہیں مہمان سیاہ طاقت کا غلام بنانا چاہتا ہے اور اپنے سفلی مقصد کے لیے وہ یہاں باقاش کے تاریک جنگلوں کے قریب پہنچ چکا ہے لیکن تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ میرے علم کے مطابق تمہارے چند ساتھی تمہاری مدد کو آ رہے ہیں۔ افسوس کہ میری طاقتوں نے ان کے نام مجھے نہیں بتائے مگر اتنا معلوم ہوا ہے کہ ان میں تمہارا ایک سیاہ فام ساتھی بہت زبردست پراسرار قوتوں کا حامل ہے اور وہ باقاش اور ڈاکٹر شیان جیسے کالے علوم کے سفلی لوگوں سے نمٹ سکتا ہے۔“ بوڑھے جارج نے کہا تو عمران چونک گیا اور سمجھ گیا کہ جوزف کے ساتھ اس کے چند ساتھی اس کی مدد کو آ رہے ہیں گو کہ عمران کو جوزف کا نام بھی یاد نہیں آ رہا تھا مگر وہ سمجھ چکا تھا کہ جوزف ہی چند ساتھیوں کے ہمراہ برازیل کے ان جنگلوں میں اس کی مدد کو آ رہا ہے۔

”حیرت ہے بابا! آپ بیٹھے یہاں ہیں اور کالے علوم کو بھی چھوڑ چکے ہیں مگر پھر بھی آپ نے اپنی طاقتوں سے یہاں آنے والے میرے دشمنوں اور دوستوں کا پتہ چلا لیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے حیرت سے بوڑھے جارج سے پوچھا۔

”میرے بچے! چاہے سفلی عمل مجھ سے جدا ہو چکے ہیں۔ مگر میرے پاس بے

شمار پراسرار اور ماورائی علوم اب بھی ہیں جن سے میں کام چلا سکتا ہوں صرف اسی جھونپڑی میں جیسے ہی میں اس جھونپڑی سے باہر جاؤں گا کالے دنیا کا باسی ہونے کی بناء پر میرا رنگ بھی دوبارہ جل کر سیاہ ہو جائے گا اور دیگر کئی ماورائی طاقتیں بھی مجھ سے چھن جائیں گی۔ مگر صرف اسی جھونپڑے میں، میں اپنی ماورائی طاقتوں کا استعمال بہر حال کر سکتا ہوں اور اس جھونپڑی میں ایسا کیا ہے یہ میں بھی نہیں جانتا شاید یہاں کسی نیک بندے نے کسی دور میں قیام کیا ہو یا کوئی اور وجہ ہو میرا علم مجھے نہیں بتاتا مگر جو بھی ہے اس جھونپڑی میں حیرت انگیز طور پر میں اپنی پراسرار طاقتوں کا استعمال اور اپنے دوست جن کو بھی بلا سکتا ہوں۔“ بوڑھے جارج نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا بابا! آپ یہ بتائیں کہ آپ نے ٹینا جو کہ آپ کے بقول باقاش کی

بہت زبردست شیطانی طاقت تھی اور مجھے ورغلا کر گمراہ کرنا چاہتی تھی۔ اس کی باتوں سے تو نہیں لگ رہا تھا کہ وہ کوئی شیطانی طاقت ہے کیونکہ وہ بہت پتے کی اور معلوماتی باتیں بھی مجھ سے کر رہی تھی اور دوسری بات یہ کہ آپ کی ☆☆ منہ ☆☆ آواز صرف مجھے ہی سنائی دی تھی اس شیطانی طاقت کو سنائی کیوں نہیں دی تھی۔“ عمران نے نیا سوال بوڑھے جارج سے پوچھا۔

”میرے بچے! بات دراصل یہ ہے کہ اگر سنو کی بھولے پن سے اور ایک

معصوم لڑکی بن کر تم سے بات نہ کرتی تو تم سمجھ جاتے کہ تمہارے سامنے کوئی شیطانی طاقت ہے مگر پھر بھی ہنسی مذاق میں اس نے تمہیں شکار کرنے کا بھی کہا تھا جسے تم شاید اس کے مذاق میں نظر انداز کر گئے تھے اور اگر تم وہ شیطانی پھل کھا لیتے تو وہ تمہیں اپنا شکار کر بھی لیتی اور جہاں تک بات ہے کہ میری آواز صرف تمہیں ہی سنائی دی تھی تو اس کی وجہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس جھونپڑی میں معلوم نہیں کیوں میری پراسرار طاقتیں کام کرنے لگتی ہیں اور میں نے اسی جگہ بیٹھ کر پراسرار طریقے سے تمہاری نگرانی کی تھی اور تمہیں خفیہ طریقے سے تنبیہ کی تھی اور تم کی رہے کہ شیطانی چال میں آنے سے بچ گئے۔“ بوڑھے نے عمران کو سمجھایا تو عمران نے طویل سانس لے کر شانے

اچکائے اور سر ہلا دیا۔

”بابا! مجھے بھوک لگی ہے اور ہاتھی میرے پیٹ میں دوڑ رہے ہیں۔ کیا ان تاریک جنگلوں میں کوئی ایسا درخت نہیں ہے جہاں صاف پھل ہوں۔“ عمران نے بوڑھے کی جانب دیکھ کر کہا تو بوڑھے کے چہرے پر مسکراہٹ رنگ گئی۔

”میرے بچے! اپنی حماقتوں سے دوسروں کو تنگ کرنا اور ہنسنا تمہاری رگ رگ میں شامل ہے مگر گندے عمل سے اپنی صلاحیتوں کو کھونے کے باوجود تمہارا من صاف ہے اور اب بھی کوئی شیطانی طاقت آسانی سے تمہیں نہیں بہکا سکتی اور جہاں تک تمہاری بھوک کی بات ہے تو میرے بچے! جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میرا ایک دوست جن بھی ہے اور میں نے اپنے بہت سے علوم کے ذریعے اسے حاصل کیا تھا اور حیرت انگیز طور میں اسے جھونپڑی میں اسے بلاؤں تو وہ آ سکتا ہے میں اس کے ہاتھوں پھل منگوا کر اپنی بھوک مٹا لیا کرتا ہوں اور اب بھی چند کیلے اور سیب میرے پاس موجود ہیں وہ تم بغیر کسی خوف کے کھا سکتے ہو۔“ بوڑھے جارج نے کہا اور جھاڑیوں کے بستر میں ہاتھ مار کر ایک جگہ سے دو سیب اور تین کیلے نکال لیے۔

”ان میں کوئی سفلی عمل تو نہیں کیا گیا۔“ عمران نے شکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

”میرے بچے! اگر مجھے تمہیں سفلی عمل کے پھل کھلانے ہوتے تو پھر شیطان پرستوں کے ہاتھوں کیوں بچاتا۔“ بوڑھے نے ہنس کر کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور ان پھلوں کو صاف کر کے کھانے لگا اور چند ہی لمحوں میں ان کو چٹ کر گیا۔

”عامی ران! کیا تم سیاہ دنیا کی سیر کرو گے۔“ بوڑھا جارج جو عمران کو بھوکوں کی طرح پھل کھاتا دیکھ رہا تھا مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔

”کیا مطلب! کوئی سیاہ دنیا۔“ عمران نے اس بار پھر حیرت سے چونک کر بوڑھے جارج سے پوچھا۔

”عامی ران! میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے دیگر علوم کے ساتھ کالے جادو کی تمام بڑی شکلیوں پر بھی عبور حاصل کیا ہے اور بتا چکا ہوں کہ قیدی ہونے کے باوجود اس جھونپڑی میں اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے کالے جادو کی سیاہ اور سفلی دنیا

کی سیر کر سکتا ہوں اور اب تم بھی میری طرح باقاش کی اس سیاہ دنیا یعنی سیاہ جنگل کے قیدی ہو پھر جب تک وہ گندی قوتوں کا عامل حرکت نہیں کرتا تم ایک انجانی دنیا کی سیر کر سکتے ہو اور میں تمہیں دنیا کے نئے رنگ دکھانا چاہتا ہوں کہ کس طرح انسان بہک کر طاغوتی دنیا کا باسی بنا اور مہان سیاہ طاقت کی غلامی میں آنے کے بعد کس اذیت کا شکار ہے۔“ بوڑھے جارج نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ مجھے جہاں لے جائیں میں چلتا ہوں ویسے بھی میں یہاں شیطان پرستوں کے ہاتھوں پھنس چکا ہوں شاید کہیں سے واپسی کا راستہ ہی مل جائے۔“ عمران نے شانے اچکا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر عامی ران! وہ بہت ہی خوفناک دنیا ہے کیونکہ وہ سیاہ لوگوں کی دنیا ہے کالے عملیات کی دنیا ہے وہاں تمہیں بہت ہولناک اور دل ہلا دینے والے مناظر بھی دیکھنے کو ملیں گے اس لیے سوچ کر بتاؤ کہ وہاں جانا چاہو گے۔“ بوڑھے نے اس بار مسکراتے ہوئے پھر پوچھا۔

”بابا! آپ تو مجھ غریب کوڈرار ہے ہیں کیونکہ مس پولیا نہیں مس چولیا اوہو میں اپنے ساتھیوں کے نام بھی بھول چکا ہوں۔ بہر حال مس سولیا کے سینڈل سے زیادہ اس دنیا میں اور کوئی خوفناک چیز نہیں ہے۔“ عمران نے جولیا کا نام یاد کرنے کی کوشش کرتے ہوئے احمقانہ لہجے میں کہا تو بوڑھا جارج قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

”واہ عامی ران! اسے کہتے ہیں بہادری اور زندہ دلی۔ مجھے یقین ہے کہ اس خوفناک دنیا کے ہولناک مناظر سے تمہیں کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا کیونکہ تم ہو ہی زندہ دل انسان مگر ایک بات کا خیال کرنا کہ کالے جادو کی سپا دنیا میں کسی بھی چیز کو ہاتھ مت لگانا ورنہ سیاہ دنیا کے ہولناک باسی تاریکی میں جاگ اٹھیں گے اور تم سیاہ دنیا میں بھینکا انداز میں مارے بھی جاسکتے ہو۔“ جارج نے سنجیدہ لہجے میں عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو تم ذہنی طور پر تیار ہو مہان سیاہ طاقت کی سیاہ دنیا دیکھنے کے لیے۔“

بوڑھے نے ایک دفعہ پھر عمران سے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”ہاں ہاں بابا! میں تو ویسے ہی ایک قیدی ہوں اور قیدی کو کچھ دیر کے لیے

چھکارا مل جائے تو اس کے عیش اور وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔“ عمران نے، خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”میرے بچے! جس جگہ تم جا رہے ہو وہاں وارے نیارے نہیں بلکہ ہوش ٹھکانے آ جاتے ہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ تم جیسے جی دار اور بہادر شخص کو کچھ نہیں ہوگا۔ ٹھیک ہے تم اپنی آنکھیں بند کرو اور جب تک میں نہ کہوں ہرگز نہ کھولنا میں ایک طاقت ور عمل کے ذریعے تمہیں سیاہ دنیا بھیج رہا ہوں مگر خبردار جیسے میں کہوں وہاں ویسے ہی کرنا۔“ بوڑھے جارج نے کہا تو عمران نے اپنی دونوں آنکھیں پوری طرح بند کر لیں۔ کچھ لمحوں بعد عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے ز میں ہل رہی ہو اور وہ جس جگہ بیٹھا ہے وہ جگہ پھٹنے والی ہے مگر عمران نے اپنی آنکھیں بند ہی رکھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اپنے ماورائی طاقتوں سے پراسرار بوڑھا جارج اسے کسی انجان دنیا بھیج رہا ہے اور عملیات کے دوران عامل کے کہنے پر عمل کیا جاتا ہے اور ویسے بھی عمران اس بوڑھے کی باتوں پر یقین کرنے لگ گیا تھا کیونکہ یہ بوڑھا اب روشنی کا متلاشی تھا اور عمران کی مدد بھی کر چکا تھا اس لیے عمران نے اس کی پراسرار باتوں پر عمل کیا تھا۔ یکلخت عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے نیچے سے ز میں کھسک گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی عمران کو اپنے دماغ میں اندھیرے کی چادر چڑھتے ہوئے محسوس ہوئی اور عمران کا دماغ جیسے اندھیرے میں ڈوب گیا مگر صرف چند لمحوں کے لیے اور عمران کا ذہن پھر جاگ اٹھا۔

”اپنی آنکھیں کھولو عامی ران! تم سفلی عملیات اور کالے جادو کی عبرت انگیز اور خوفناک سیاہ دنیا میں اس وقت سانس لے رہے ہو۔“ عمران کو بوڑھے جارج کی آواز سنائی دی تو عمران نے اپنی آنکھیں کھول دیں اچانک سے نئے ماحول کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا کیونکہ واقعی وہ اس سرکنڈوں کی جھونپڑی کے بجائے ایک سیاہ رنگ کی وادی میں تھا جہاں سرمئی رنگ کی دھیمی روشنی تھی اور یہ کوئی چھوٹا سا جزیرہ لگ رہا تھا۔ عمران کو یہ سب طلسم ہو شر با معلوم ہو رہا تھا کیونکہ عمران کو ماورائی طریقے سے ایک نئی جگہ پہنچایا گیا تھا مگر عمران کو معلوم تھا کہ اب بھی ایسے پراسرار عامل ہیں جو ایسے کام کر گزرتے ہیں جنہیں انسانی دماغ قبول نہیں کر پاتا مگر وہ ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی عمران ماضی میں کئی بار ماورائی کیسز میں بہت انوکھے واقعات سے گزر چکا تھا اور ان ماورائی

معاملات میں عمران کی بار افریقہ کے خطرناک جنگلات اور کافرستان کے گھنے جنگلات میں بھی سرکھپا چکا تھا۔ عمران نے ہنکارہ بھرا اور نارمل ہو گیا اور پھر غور سے اس عجیب و غریب جزیرے کو دیکھنے لگا اور آگے بڑھ گیا۔

”لیکھت عمران کا خون خوف سے خشک ہو گیا کیونکہ ایک بھیانک ترین منظر عمران کا منظر تھا اور عمران تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس خالی جزیرے پر اسے یوں یہ بھیانک ترین منظر بھی دیکھنا پڑے گا۔ عمران نے خوفزدہ نظروں سے دیکھا کہ چند لوگ جارہے ہیں ان کی گردنوں سے خون بہہ رہا ہے اور گردن سے سانپ بچھو چمٹے ہوئے ہیں اور ان کا خون کٹی ہوئی جگہ سے پی رہے ہیں اور ان بد قسمت لوگوں جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل تھے ایک ساتھ آگے بڑھ رہے تھے اور ان کے چہروں پر کرب تھا کیونکہ سانپ اور بچھو مسلسل ان کی گردنوں سے خون نکال رہے تھے اور خون نیچے بھی بہہ رہا تھا۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر ایک لمحے کے لیے تو عمران کی روح فنا ہو گئی کیونکہ شیطان پرستوں کی سیاہ دنیا کا یہ بہت ہولناک منظر تھا۔ عمران دہشت انگیز نگاہوں سے یہ منظر دیکھنے لگا اور پھر پیچھے مرڑ کر واپس ہونے لگا کیونکہ یہ بھیانک منظر اس سے اب نہیں دیکھا جا رہا تھا جہاں انسانیت کو اتنے بھیانک انداز میں دکھایا گیا تھا۔

”معلوم نہیں یہ کون بد قسمت لوگ ہیں جو اس حالت میں ہیں۔“ عمران نے خود سے کہا اور اٹھے قدموں سے پیچھے ہٹ کر واپس ہوا اور دوسری سمت سے آگے بڑھنے لگا جو کہ فی الحال ویران تھی۔ عمران کا ابھی تک دل اس ہولناک منظر سے ہول رہا تھا لیکن عمران کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے پیچی کیونکہ اب جو منظر عمران نے دیکھا اس سے اس کی روح فنا ہونے لگی۔ عمران لرزنی ہوئی نگاہوں سے یہ وحشت ناک منظر دیکھنے پر مجبور تھا۔ عمران نے دیکھا کہ مردوزن کا ایک گروہ پھر ایک سیدھ میں آگے بڑھ رہا ہے مگر یہ زندہ مردے تھے کیونکہ ان کی گردنیں کٹی ہوئی تھیں اور حیرت انگیز طور پر ان کی گردنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں جن سے خون رس رہا تھا مگر یہ زندہ مردے پھر بھی نہ معلوم ایک سیدھ میں اپنی گردنوں کو ہاتھوں میں اچھالتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

یہ اتنا بھیانک ترین منظر تھا کہ اگر کوئی عام انسان ہوتا تو یہ سحر و اسرار کا بھیانک

منظر دیکھ کر اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا مگر عمران جتنا بھی بہادر اور جری ہو آخرا انسان تھا اس لیے اس کا دماغ اس بھیا نک منظر کو دیکھ کر جھنجھلا اٹھا اور بے اختیار خوف سے اس کا وجود کانپ اٹھا۔

”یہ۔ یہ جارج نے مجھے کہاں وحشت کی دنیا میں بھیج دیا ہے۔“ عمران نے خود سے کہا اور پھر خود کو سنبھال لیا کیونکہ اسے جارج نے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ شیطان پرستوں کی سیاہ دنیا ہے جہاں وحشت اور بربریت کے ہولناک مناظر ہی دیکھنے کو ملیں گے۔ یہاں عمران نے ایک حیرت انگیز بات ابھی تک نوٹ نہیں کی تھی کہ ان شیطانی گروہوں نے ابھی تک عمران کو نہیں دیکھا تھا بس اپنی ہی رو میں بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اب چونکہ عمران خود کو سنبھال چکا تھا اس لیے وہ تھوڑا فاصلہ رکھ کر ان زندہ مردوں کے گروہ کا تعاقب کرنے لگا کہ آخر یہ شیطانی گروہ جاتا کہاں ہے کیونکہ یہ گروہ کافی بڑا تھا مگر عمران خاموشی سے تھوڑا فاصلہ رکھ کر اس شیطانی گروہ کے ساتھ چلنے لگا۔ تھوڑا آگے جا کر عمران نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی عمارت ہے جو کہ سالخورہ ہے اور اس سے نحوست ٹپک رہی ہے اور یہ گروہ اسی سالخورہ سیاہ عمارت کے اندر جا رہا ہے جس کا ایک ہی اکلوتا دروازہ ہے۔ چونکہ ان زندہ مردوں کو دیکھ کر عمران کا دل لرز رہا تھا مگر اس نے خود پر کافی حد تک کنٹرول کر لیا تھا۔ عمران نے دیکھا کہ تمام زندہ مردے اس سالخورہ سیاہ عمارت کے اندر ہی چلے جا رہے تھے۔ عمران نے بھی خود کو سنبھالا اور جی کرا کے آگے بڑھا اور دروازے کے قریب پہنچ گیا تو عمران نے سکھ کا سانس لیا کیونکہ یہ مردے گو کہ زندہ تھے یعنی ان کی گردنیں کٹی ہوئی تھیں اور اپنی گردنوں کو اپنے ہاتھ میں لیے ان کو اچھالے اس سیاہ عمارت میں داخل ہو رہے تھے مگر پھر بھی مردے ہی تھے اس لیے عمران نے نوٹ کر لیا تھا کہ وہ ان زندہ شیطانی عفریتوں کو نظر نہیں آ رہا جو کہ حیرت انگیز بات تھی۔ عمران نے ایک جھپ لگایا اور جیسے ہی ایک زندہ مردے کے اندر جانے کے بعد دوسری شیطانی عفریت اندر داخل ہوتی تھی اس میں تھوڑا سا وقفہ تھا اور سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے اس سیاہ عمارت کے اندر داخل ہو چکا تھا اور کسی زندہ مردے سے بھی نہیں ٹکراتا تھا۔ اب ایک نیا اور دل ہلا دینے والا بھیا نک ترین منظر اس کا منتظر تھا اور عمران خود کو کو سننے لگا کہ وہ کیوں اس سیاہ ہال والے بڑے سیاہ کمرے

میں بغیر سوچے داخل ہوا۔

عمران نے دیکھا کہ اس سیاہ عمارت کے اندر بہت بڑا سیاہ رنگ کا ہال کمرہ تھا جس کے وسط میں ایک دیگ چڑھی ہوئی ہے اور اس میں کچھ پک رہا ہے جس کی بو انتہائی ناگوار تھی اور عمران کا دماغ پھٹنے لگا تھا اس لیے عمران نے اپنا سانس ہی بند کر لیا۔ عمران چونکہ ہر قسم کی ورزشیں وغیرہ کرتا رہتا تھا اور اس کے لیے عمران تقریباً بیس منٹ تک اپنا سانس روک سکتا تھا۔ عمران نے بھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا کہ دوزندہ مردے دیگ کے قریب کھڑے ہیں اور دونوں کے پاس ڈول ہے اور وہ اس دیگ میں سے کچھ نکال رہے ہیں۔ عمران نے غور سے دیکھا تو اس کا بدن پھر خوف سے لرزنے لگا کیونکہ ایک نیا بھیانک ترین وحشت انگیز منظر اس کا منتظر تھا۔

عمران نے دیکھا کہ دونوں زندہ مردے جن کی گرنیں کٹی ہوئی ہیں اور ان کے قدموں میں پڑی ہیں دونوں زندہ مردے ڈول سے دیگ کے اندر جو چیز نکال رہے ہیں وہ تازہ اور گرم خون ہے جس میں سانپ اور بچھو کلبلا رہے ہیں۔ یہ دونوں زندہ مردے خون نکال کر برتنوں میں ڈال رہے ہیں جو کہ دیگ کے ساتھ پڑے تھے اور ہر زندہ مردہ ترتیب سے اس تازہ اور گرم خون جس میں کیڑے، سانپ اور بچھو کلبلا رہے ہیں اس گندے خون کو رغبت سے پی رہے ہیں اور جو زندہ مردہ یہ خوفناک اور غلیظ مواد پینے آتا وہ پہلے اپنی گردن اپنے دھڑ کے ساتھ لگا تا جو حیرت انگیز طور پر فوراً جڑ جاتی تھی اور خون پینے کے بعد ایک جھٹکے سے پھر اپنی گردنوں کو اپنے دھڑ سے الگ کر دیتے تھے۔ یہ اتنا غلیظ اور خوفناک ترین منظر تھا جسے دیکھ کر عمران جیسے بہادر شخص کے ماتھے پر خوف سے پسینہ بہہ نکلا اور اسے بے پناہ کراہت محسوس ہونے لگی اور اس کے علاوہ یہاں بو اور لعن اتنا زیادہ تھا کہ سانس بند کرنے کے باوجود عمران کا دماغ اب چکرانے لگا تھا۔ عمران تیزی سے باہر کی طرف ہوا۔ اور ایک وقفہ دیکھ کر چپ لگایا تاکہ اس بھیانک ہال کمرے سے باہر نکل سکے مگر یہ دیکھ کر عمران کے ہوش اڑ گئے کہ اس کا جسم ایک زندہ مردے سے ٹکرا گیا تھا مگر عمران اس بھیانک ہال کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔

عمران تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا مگر یہ دیکھ کر اس کا سانس اٹکنے لگا کیونکہ اس زندہ

مردے نے عمران کو دیکھا۔ اس زندہ مردے کی آنکھوں میں وحشت تھی۔ کیونکہ بوڑھے جارج نے عمران کو سختی سے ہدایت کی تھی کہ بھول کر بھی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگانا ورنہ سیاہ دنیا کے شیطانی باسی تاریک دنیا میں جاگ جائیں گے اور وہاں اس کے لیے مشکل پیدا ہو جائے گی اور اب عمران سے غلطی ہو چکی تھی۔

○.....○.....○

جوزف کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر رابرٹ، جوانا اور ٹائیگر بھی پریشان ہو گئے۔

”کیا ہوا جوزف! آخر ان بن مانسوں کو دیکھ کر تم اتنے کیوں پریشان ہو گئے

ہو۔“ رابرٹ نے جوزف کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”میں تمہیں بتا تو چکا ہوں کہ یہ عام گوریلے نہیں بلکہ سرکون کی بدروہیں

ہیں۔“ جوزف نے ہونٹ بھینچ کر ان گوریلوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوا جتنے بھی بھیانک ہوں ہمارے پاس وافر مقدار میں ایمنیشن

ہے۔ ہم ان کو بھون کر رکھ دیں گے۔“ جوانا نے ہنکارہ بھر کر کہا۔

”نہیں جوانا! یہ تمہاری بھول ہے۔ یہ عام گوریلے نہیں ہیں جو ہمارے اسلحے

سے آسانی سے مرجائیں تم ذرا غور سے ان کی آنکھوں میں دیکھو ان کی آنکھوں میں

صرف سیاہی ہی سیاہی ہے اور یہ سرکون کی بدروہیں ہیں جو سرکون جنگل سے نکل کر

یہاں ہمارا راستہ روکنے آئی ہیں تاکہ ہم باس کے پاس نہ پہنچ سکیں۔“ جوزف نے

خشک لہجے میں کہا اور غور سے ان کو دیکھنے لگا۔ گوریلے اب اپنے سینوں کو پٹینے لگے جس

سے ایسی آواز نچ رہی تھی جیسے ڈھول پیٹے جا رہے ہوں اور ان کے منہ سے غراہٹ

بھری آوازیں بھی نکل رہی تھیں۔ سب بن مانس اب ان چاروں کی طرف بڑھنے

لگے جیسے ان چاروں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہوں۔ یک لخت ٹائیگر اور رابرٹ نے ہنکارہ

بھر کر جوزف کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے رائفل کے منہ کھول دیئے اور گولیاں

ترا تران گوریلوں کی طرف بڑھیں مگر یہ دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے کہ جیسے ہی

گولیاں ان گوریلوں کے سینوں اور جسم کے مختلف حصوں میں لگیں اس طرح کی

آوازیں گونجنے لگیں جیسے کسی لوہے کو گولیاں لگ رہی ہوں۔

”یہ کیا۔ ان گوریلوں پر ایمونیشن کا اثر کیوں نہیں ہو رہا۔ کیا یہ لوہے کے بنے ہوئے گوریلے ہیں۔“ رابرٹ اور ٹائنگر نے اس بارحیرت سے جوزف کی طرف دیکھ کر پوچھا جو غصے سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کے منع کرنے کے باوجود انہوں نے ان گوریلوں پر فائر کر دیا تھا۔

”میں تمہیں کہہ بھی رہا ہوں کہ ان گوریلوں پر سرکون کی بدروحوں کا سایہ ہے اور یہ عفریت بن چکے ہیں۔ ہمارے ان کھلونوں سے مرنے والے نہیں ہیں پھر بھی تم نے میری باتوں کو نہیں مانا اور اب نتیجہ دیکھ چکے ہو۔“ جوزف نے ناراضگی سے ان دونوں کی طرف دیکھ کر کہا تو رابرٹ اور ٹائنگر کی طرح جو انا کے چہرے پر بھی پریشانی اُٹ آئی۔

”تو پھر یہ عفریت کس طرح مریں گے کیونکہ یہ نامراد ہمارے گرد گھیرا ڈالنے ہی والے ہیں۔ اگر ہم نے کچھ نہ کیا تو یہ ہمیں مار ڈالیں گے۔“ جو انا نے پریشانی سے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا کیونکہ جہاں جدید اسلحے سے ان گوریلوں کو کچھ نہیں ہوا تھا وہ ان کے لاتوں مکوں سے کس طرح مر سکتے تھے۔

”فی الحال تو ان گوریلوں کے حلقے سے نکل کر ان سے ہمیں دور ہونا پڑے گا۔ پھر میں ان عفریتوں سے نمٹنے کا کوئی حل بھی نکالتا ہوں مگر ہمیں پیچھے کسی بھی صورت میں نہیں ہونا۔“ جوزف نے ان چاروں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہمیں ہائی جمپ لگا کر ان گوریلوں کے چنگل سے نکلنا ہوگا۔“ ٹائنگر نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں جیسے بھی ہو، ہمیں ان گوریلوں کو دغا دے کر صرف آگے ہی بڑھنا ہے اور پیچھے ہرگز نہیں ہونا۔“ جوزف نے ان گوریلوں کو دیکھتے ہوئے کہا جو اب ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔

جیسے ہی گوریلوں نے ان کے گرد گھیرا تنگ کرنا چاہا یلکھت چاروں اچھلے اور کسی بندر کی طرح ان کے سروں سے تیزی سے جب لگا کر آگے آگئے اور تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ دیکھ کر گوریلے غراتے ہوئے واپس پلٹے اور ان کی طرف دیکھنے لگے۔ دانت کچکاچکاتے ہوئے تیزی سے ان کی طرف لپکے۔

”ابھی صرف آگے کی طرف بھاگو کیونکہ یہ ہمارے ایمنیشن سے مرنے والے نہیں ہیں۔“ جوزف نے کہا اور تیزی سے آگے کو بھاگا اسے دیکھ کر رابرٹ، جو انا اور ٹائیگر بھی آگے کی طرف بھاگے مگر تھوڑا ہی آگے جا کر پھر گھنے درختوں جن کی شاخیں نیچے تک لٹک رہی تھیں جن کی وجہ سے ان کو آگے بڑھنے میں دقت ہونے لگی۔ گوریلے تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔

”جوزف اس طرح تو ہم مارے جائیں گے آخر یہ کیا بلائیں ہیں جن کو ہمارے ایمنیشن کا اثر نہیں ہو رہا۔“ ٹائیگر نے تیزی سے بھاگتے ہوئے جوزف کی طرف دیکھ کر پریشانی سے پوچھا کیونکہ وہ جنگلی درندوں کا تو مقابلہ بے شک کر سکتے تھے مگر شیطانت کے سحر سے مقابلہ کرنا ان کے بس سے باہر تھا کیونکہ پہلے بھی متعدد بار ٹائیگر اور جوانا بے شک ماورائی کیسز میں عمران اور جوزف وغیرہ کے ہمراہ حصہ لے چکے تھے مگر اس طرح کی صورت حال سے دوچار نہیں ہوئے تھے اس لیے یہ صورت حال دیکھ کر پریشانی تو لازمی ہونی ہی تھی۔

”ہاں یاد آ گیا۔ مجھے یاد آ گیا فادر جو شوانے سرکون کی بدروحوں کو مارنے کا طریقہ بتلایا تھا مگر مجھے یاد نہیں آ رہا تھا۔ اب یاد آ گیا ہے۔“ جوزف نے ان تینوں کے ساتھ بھاگتے ہوئے یکلخت چوکتے ہوئے کہا۔

”تو جلدی بتاؤ۔ یا ان گوریلوں کے شکنجے میں آنے کے بعد تم ہمیں بتاؤ

گے۔“ رابرٹ نے تیزی سے پوچھا۔

”ہمیں کسی طرح ان گوریلوں کو نیچے گرانا ہوگا اور پھر فائر ان کے پاؤں کے

تلوؤں میں کرنے ہوں گے بس یہی ان عفریتوں کو مارنے کا طریقہ ہے۔“ جوزف

نے تیز لہجے میں کہا اور اسی دوران یکلخت ان کو بھیڑیوں کے غرانے کی تیز آواز سنائی

دی اور دیکھتے ہی دیکھتے بیس کے قریب خونخوار بھیڑیے یہاں پہنچ گئے اور اب یہ دو

طرف سے گھر چکے تھے ایک طرف خونخوار بھیڑیے اور دوسری طرف ان کے خون کے

پیاسے گوریلے جن پر ان کے ہتھیار کا اثر ہی نہیں ہوا تھا۔

”اب کیا کریں جوزف! ہماری تو وہ مثال بنی کہ آسمان سے گرا اور کھجور میں

اٹکا۔ دو دوطرف سے ہم پھنس چکے ہیں۔“ جوانا نے ہونٹ بھیجنے کر کہا۔

”نہیں یہ الٹا ہمارے لیے اچھا ہو گیا ہے۔ ہم چاروں کندھے سے کندھا ملا کر حلقہ بنا لیتے ہیں اور بھیڑیے ہماری طرف آئے تو ان پر فائر کرنا ہے کیونکہ یہ عام یعنی جنگلی بھیڑیے ہیں اور ان عنفرتیوں کو دیکھ کر پھر جائیں گے ان کی طرف ہی لپکیں گے۔“ جوزف نے کہا تو چاروں نے ایک ساتھ حلقہ بنالیا اور اپنے ہاتھوں میں رائفلوں کو تھام لیا۔

لیکھت بھیڑیے زور سے غرائے اور حیرت انگیز طور پر ان کو چھوڑ کر گوریلوں کی طرف غراتے ہوئے لپکے مگر جو بھی بھیڑیا ان گوریلوں کے قریب آتا گوریلے ان کو پکڑ کر ایک ہی لمحے میں ان کی گردنوں کو ادھیڑ دیتے اور بھیڑیوں کے خون آشام دانتوں کا ان گوریلوں پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

”ارے اس طرح رہا تو یہ بد بخت گوریلے ان خونی بھیڑیوں کا آسانی سے خاتمہ کر دیں گے اور پھر ہماری بھی تکہ بوٹی کر دیں گے جب تک یہ خون آشام بھیڑیے ان گوریلوں سے لڑتے ہیں ہمیں یہاں سے دور بھاگنا ہوگا۔“ رابرٹ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ دراصل گوریلوں کا علاقہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہاں یہ خون آشام بھیڑیے ہی رہتے ہیں اور ان گوریلوں کو اپنے علاقے میں دیکھ کر پھر گئے ہیں دراصل یہ سرکون کی بدرواحیں صرف ہمارا راستہ ہی روکنے آئی ہیں۔“ جوزف نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ارے وہ دیکھو ایک درخت نیچے گرا ہوا ہے اور درخت اتنا بڑا بھی نہیں ہے۔“ لیکھت ٹائنگر نے جدید ٹارچ کی تیز روشنی میں ایک طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جوزف کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”بس ہو گیا کام۔ جلدی سے اس کی شاخیں کاٹ ڈالو اور اس کے تنے کو ایک طرف سے میں اور رابرٹ اٹھاتے ہیں۔ دوسری طرف سے ٹائنگر تم اور جوانا اٹھاؤ اور ان دو گھنے درختوں کے آگے آ جاؤ۔“ جوزف نے ان تینوں سے کہا تو جوانا، رابرٹ اور ٹائنگر سمجھ گئے کہ جوزف کیا چاہتا ہے۔ چاروں ہی رسک لیتے ہوئے آگے بڑھ کر اس گرے ہوئے درخت کی موٹی شاخوں کو تیزی سے کاٹنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں

اپنے تیز دھار کلباڑے سے اس درخت کی موٹی شاخوں کو کاٹ دیا اور ایک طرف سے جوزف اور جوانا نے اس درخت کے ایک تنے کو اٹھالیا اور دوسری طرف سے ٹائیگر اور رابرٹ نے اٹھالیا۔ تیزی سے ان دو درختوں کے آگے آ کر کٹے ہوئے درخت کو نیچے رکھ دیا۔ اسی دوران انہوں نے دیکھا کہ ان چند گوریلوں نے بیسوں خونخوار بھڑیلوں کا خاتمہ کر دیا تھا مگر ان کا بال بھی نہیں بھیکا تھا اور اب گوریلے غراتے ہوئے پھر ان چاروں کی طرف لپکے اور اپنے شکار کو ایک جگہ کھڑے دیکھ کر پھر اپنے سینوں کو سپٹنے لگے جس سے ڈھول بجنے جیسی آوازیں نکلنے لگیں۔ گوریلے ایک لائن میں ہی آنے لگے جیسے ہی گوریلے ان کے دو گھنے درختوں کے قریب آئے جن کے پیچھے یہ چاروں دوستوں سے کھڑے تھے۔ یکلخت چاروں نے ایک ساتھ چیخ کر درخت کے تنے کی ٹکران کے سینے پر ماری اور سب گوریلے ایک ساتھ غراتے ہوئے نیچے گرے۔

”فائر۔“ اسی دوران جوزف کے منہ سے تیز آواز نکلی تو چار چار رائفلیں ایک ساتھ گرجیں اور چونکہ نیچے گرنے سے ان گوریلوں کے پاؤں کے تلوے واضح ہو چکے تھے اس لیے گولیاں ان کے پاؤں کے تلوؤں کو چیرتی چلی گئیں۔ یکلخت ان گوریلوں کے منہ سے بھیا نک چیخیں نکلیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ گوریلے پگھلنے لگے اور پھر جل کر راکھ ہو گئے۔

”ارے یہ کیا! ہماری رائفلوں کے فائر سے ان گوریلوں کو صرف مرنا تھا۔ مگر یہ تو اس طرح پگھل کر جل مرے ہیں جیسے ہم نے ان کو آگ لگائی ہو۔“ رابرٹ نے حیرت سے کہا۔

”میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ سرکون کی بدروہیں ہیں جو ہمارا راستہ روکنے آئی تھیں۔ مگر ہم چاروں کی ہمت سے یہ بد بخت جہنم واصل ہوئیں۔“ جوزف نے سکھ کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”شکر کرو خونخوار بھیڑیے جو ہماری جان کے دشمن تھے۔ ان کی وجہ سے یہ گوریلے کچھ دیر کے لیے الجھ گئے اور ہم نے آخر کار ان کو قابو کر لیا ورنہ یہ تو ہماری جان کے پیچھے ہی پڑ گئے تھے۔“ ٹائیگر نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جس طرح ہمارے میگزین کا ان عفریتوں پر اثر نہیں ہوا تھا اس طرح تو

آگے بھی شیطانی طاقتیں ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کریں گی۔“ جوانا نے تشویش سے جوزف سے پوچھا۔

”ہاں وہ تو ہے! مگر فی الحال اب آگے جانے کی تیاری کرو کیونکہ ہم لیٹ پر لیٹ ہوتے جا رہے ہیں۔“ جوزف نے ہونٹ بھینچ کر کہا تو تینوں نے سر ہلا دیئے اور جوزف کے کہنے پر خاموشی سے آگے بڑھ گئے کیونکہ یہاں بھیڑیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور خون کی بو پا کر مزید بھیڑیئے اور دیگر درندے یہاں کسی بھی وقت آسکتے تھے اس لیے یہ چاروں یہاں سے دور ہونا چاہتے تھے۔

”یار جوزف! یہ ہماری ماورائی مہم کے ساتھ ایڈونچر مہم بھی ہے کیونکہ یہاں برازیل کے ان گھنے جنگلوں میں ہمیں درندوں کا سامنا بھی کرنا پڑ رہا ہے اور شیطانی عفریتوں کا سامنا بھی کرنا پڑ رہا ہے۔“ جوانا نے مسکراتے ہوئے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا اور رابرٹ کے بجائے اس بار جوانا جوزف کے ساتھ آگے تھا اور رابرٹ اور ٹائنگر پیچھے چوتھے ہو کر ان سے کچھ فاصلے پر تھے۔

”ہاں تمہاری بات درست ہے! کیونکہ میں جنگل کی زندگی میں سانس لے رہا ہوں اور جنگل ایڈونچر میری رگ رگ میں بسا ہوا ہے۔ مگر مجھے باس کی زیادہ فکر ہے۔ درندے اور اس ناکار باقاش کی شیطانی طاقتیں ہمارا راستہ بار بار روک رہی ہیں اور مجھے باس تک پہنچنے کی جلدی ہے کیونکہ مجھے فادر جوشوا نے بتایا ہے کہ باس مشکل میں گھرے ہوئے ہیں اور سیاہ دلدل کی گندی رزیل قوتیں باس کو طرح طرح کے چکروں میں الجھا کر پھنسانا چاہتی ہیں اور بقول ٹائنگر کے باس کے مرشد نے بھی کہا ہے کہ باس کے ذہن سے روشن کلام نکل چکے ہیں اور وہ کسی بھی لمحے سیاہ دلدل کی گندی قوتوں کے شکنجے میں آسکتے ہیں گو کہ باس کوئی ترنوالہ نہیں ہیں مگر پھر بھی ہمیں باس کی مدد کو پہنچنا ہوگا۔“ جوزف نے تشویش سے کہا۔

”ہاں جوزف! ماسٹر کو اس بار شیطان کی سیاہ طاقتوں نے بری طرح اپنے جال میں پھنسا لیا ہے اور میری گاڈ سے دعا ہے کہ ہم جلد از جلد ماسٹر تک پہنچ جائیں۔“ جوانا نے جوزف کی بات سن کر اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

”ویسے جوانا! مجھے خوشی ہے کہ اب تم میری باتوں کا مذاق نہیں اڑاتے۔ ورنہ

ماورائی سلسلوں میں جب بھی میں کوئی بات کرتا تم لوگ میرا مذاق اڑاتے تھے۔“ جوزف نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں جوزف! تمہاری بات درست ہے کہ ہم تمہاری باتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ مگر ماسٹر پھر بھی ماورائی معاملات میں تمہاری ہی باتوں پر عمل کرتے تھے اور ہم صرف منہ ہی دیکھتے رہ جاتے تھے کیونکہ باس ان ماورائی کیسز میں تم کو ترجیح دیتے رہے ہیں۔ مگر جب ماورائی کیسز ختم ہوتے تھے تو ہمیں معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب تمہاری باتوں جنہیں ہم فوقیانا سمجھتے تھے ان طریقوں پر ہی شیطان کی رزیل طاقتیں اکثر فغا ہوتی رہی ہیں بعض دفعہ سیکرٹ سروس والے بھی ماورائی کیس حل کر چکے ہیں مگر ان میں بھی ان کو تمہاری مدد کی ضرورت پڑی ہے۔“ جوانا نے جوزف کی مکمل تائید کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں یار! ایسی بات نہیں ہے۔ بہت سے ایسے ماورائی کیس بھی ہیں جن میں باس کے مرشد سید چراغ شاہ صاحب نے ان کی رہنمائی کی ہے اور ان کی وجہ سے باس اور سیکرٹ سروس سیاہ قوتوں کے چنگل سے نکلی ہے اور بعض کیس ایسے بھی ہیں جن میں، میں شامل نہیں ہوا تھا۔“ جوزف نے کہا۔

”ہاں! وہ تو متعدد ماورائی کیس ایسے بھی ہیں جن میں ہم لوگ یعنی میں اور ٹائیگر شامل نہیں ہوئے اور اپنا عاشق مزاج اور زندہ دل دوست رابرٹ تو چند برسوں پہلے ہمارے گروپ میں شامل ہوا ہے اور ہمارے گروپ سنیک کلرز کا نام فور پاورز پر گیا ہے جو کہ اپنے گورے اور زندہ دل یار رابرٹ کی وجہ سے ہوا ہے۔“ جوانا نے گھنے جنگل کو صاف کرنے میں جوزف کی مدد کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں! وہ تو ٹھیک ہے لیکن اب بھی جس مہم میں میرے تمہارے اور ٹائیگر کے ساتھ رابرٹ شامل نہیں ہوتا اسے سنیک کلرز کا نام ہی دیا جاتا ہے لیکن اپنے یار رابرٹ کا ہم تینوں کے ساتھ شامل ہو جانے سے باس نے گروپ کا نام فور پاورز رکھ دیا ہے جو کہ اچھا نام ہے۔“ جوزف نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویسے جوزف! جب سے جوانا باس کی ٹیم میں شامل ہوا ہے تم اور جوانا رانا ہاؤس رہتے ہو اور رابرٹ بھی ہمارے ساتھ شامل ہونے کے بعد اکثر اوقات

تمہارے ساتھ ہی رانا ہاؤس رہتا اور بعض دفعہ میرے ساتھ انڈر ورلڈ کی دنیا میں گھومتا رہتا ہے مگر تم واحد شخص ہو جو پہلے دانش منزل رہتے تھے اور اب بھی دانش منزل صرف تم ہی جاتے ہو اور ہم تینوں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے اور میرے خیال میں تم نے سیکرٹ سروس کے پراسرار چیف کو بھی دیکھا ہوگا۔“ لیکنٹ ٹائیگر نے کہا تو رابرٹ اور جوانا بھی دلچسپی سے ٹائیگر کے اس سوال پر جوزف کی طرف تجسس سے دیکھنے لگے۔

”یار! ہمارا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے پھر یہ تم کیا سوال لے کر بیٹھ گئے۔ بہر حال جہاں تک تمہاری بات ہے کہ میں بے شک چند بار دانش منزل جا چکا ہوں۔ مگر صرف باس کے چند کام کرنے کیونکہ میں تم سب سے پرانا ہوں اور باس کی طرح سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف مجھ سے بھی چند کام کروا لیتا ہے مگر اپنی سیکرٹ سروس کو اس نے اپنا چہرہ نہیں دکھایا مجھے کہاں دکھاتا میں نے اسے ہمیشہ نقاب میں ہی دیکھا ہے۔“ جوزف نے ٹھنڈی سانس بھر کر سفید جھوٹ بولتے ہوئے یوں ظاہر کیا جیسے اسے بھی سیکرٹ سروس کے پراسرار چیف کو دیکھنے کی دلی حسرت ہو۔ یہ سن کر جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر نے سر ہلادیا جیسے ان کو جوزف کی بات سن کر مایوسی ہوئی ہو۔

”ماسٹر ایک بار کہہ رہے تھے کہ سیکرٹ سروس کا چیف بہت ہی پراسرار بندہ ہے اور صدر مملکت تک کو اس نے اپنی پہچان نہیں کرائی۔“ جوانا نے کہا تو جوزف اس طرح اس کو دیکھنے لگا جیسے اس نے کوئی نئی بات سن لی ہو مگر دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ وہ ان کو نہیں بتا سکتا تھا کہ ان کا ماسٹر ہی ان کا باس اور پراسرار چیف ایکسٹو ہے۔

”ابے اوکا لی سائنڈھ! کیا تو چلنے کی مشین بن چکا ہے جو چلے ہی جا رہا ہے۔“ لیکنٹ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے فقرہ کسنا تو جوزف اور جوانا رک کر حیرت سے رابرٹ کو دیکھنے لگے اور ٹائیگر بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگا جو اس کے ساتھ چل رہا تھا۔

”کیا مطلب! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“ جوزف نے حیرت سے رابرٹ سے

پوچھا۔

”یہ میں نہیں اگر میرا بگ باس یہاں ہوتا تو وہ تمہیں یہ القاب دیتا۔“ رابرٹ

نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اور جوانا کے چہروں پر مسکراہٹ ریگ گئی۔
 ”ابے یار کیوں اس منحوس کا نام لے لیا۔ تجھے معلوم ہے کہ مجھے اس کی حرکتیں
 اچھی نہیں لگتیں۔“ جوزف نے منہ بنا کر کہا اور پھر ہنکارہ بھر کر آگے بڑھا مگر چونکہ جوانا
 اور جوزف باتوں میں ہی آگے بڑھ رہے تھے۔ رابرٹ اور ٹائیگر کی طرف مڑ کر دیکھا
 تھا اس لیے ان کو معلوم نا ہو سکا کہ ان کے آگے ایک گڑھا ہے اور اس گڑھے میں
 خوفناک دلدل ہے حالانکہ جوزف ان چیزوں کی بو پہلے ہی پالیتا تھا۔ مگر عمران کی
 الجھن اور اپنے سانسھیوں سے باتوں کے دوران اس نے خیال نہ کیا اور گڑھے میں جو
 کہ گھنی جھاڑیوں سے نظر نہیں آ رہا تھا اس میں جوزف اور جوانا دھڑام سے گرے
 جہاں نیچے خوفناک دلدل ان کے استقبال کے لئے تیار تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی بے
 اختیار جوزف اور جوانا کے منہ سے چیخیں نکل گئیں۔

○.....○.....○

”یہ آخر چیف نے اس مہم میں جانے کے لیے ہمیں کیوں نہیں کہا۔ فورپاورز
 جو کہ عمران صاحب کے ساتھی ہیں ان کو اس بار عمران صاحب کو ڈھونڈنے کے لیے بھیج
 دیا۔“ صدیقی نے کھانا کھاتے ہوئے کہا۔ فورسٹارز اور سیکرٹ سروس کے تمام ارکان
 جو لیا کے کہنے پر اس کے فلیٹ پر جمع ہوئے تھے اور سب اس لیے جمع تھے کہ عمران کے
 بارے میں گفتگو کر سکیں۔

”یار بات دراصل یہ ہے کہ جوزف تو ہم سیکرٹ سروس بننے کے تھوڑے
 عرصے بعد ہی عمران صاحب کے ساتھ شامل ہو گیا تھا اور ٹائیگر کو بھی عمران صاحب
 کے ساتھ کام کرتے ہوئے عرصہ ہو گیا ہے اور اس نے عمران صاحب کے سہی شاگرد
 ہونے کا متعدد بار ثبوت دیا ہے۔ اس کے علاوہ ٹائیگر جس کا انڈر ورلڈ سے تعلق رہتا
 ہے لا تعداد بار عمران صاحب کے علاوہ ہم سیکرٹ سروس والوں کی بھی مدد کر چکا ہے
 اور جہاں تک جوانا کی بات ہے جوانا بھی عمران صاحب کا خاص بندہ ہے اور جہاں
 تک رابرٹ کی بات ہے وہ بھی عمران صاحب کے دل میں اپنی جگہ بنا چکا ہے اس لیے
 چیف نے اس بار عمران صاحب کی مدد کے لیے ان ہی کی بنائی ہوئی فورس یعنی
 فورپاورز کو برازیل کے جنگلوں میں بھیجا ہے جہاں بقول چیف کے عمران صاحب

وہیں ماورائی طریقے سے پھنسے ہوئے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے اپنے ساتھیوں کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مگر ضروری تو نہیں کہ ماورائی معاملات میں ہر وقت جوزف ہی آگے رہے۔ جوزف بھی بعض ماورائی معاملات میں مشکل کا شکار ہوتا رہا ہے۔“ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”تنویر! میرے خیال میں تمہاری جگہ جوزف سہی طرح عمران صاحب کی مدد کر سکتا ہے۔ وہ عمران صاحب کو ہم سے زیادہ چاہتا ہے اور ان کے لیے اپنی گردن تک کٹوانے کا عشق رکھتا ہے۔“ صفدر نے جوزف کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

”ویسے ہمیں بھی اپنی طرف سے عمران صاحب کی مدد کرنی چاہیے تھی۔ کیونکہ ہر مشکل وقت میں عمران صاحب ہم سیکرٹ سروس والوں کی مدد کرتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ عمران صاحب کی وجہ سے ہی ہم سیکرٹ سروس والوں کا پوری دنیا میں ایک نام ہے۔“ صالحہ نے اپنی تجویز پیش کی۔

”ضروری نہیں کہ سیکرٹ سروس اس احمق کی وجہ سے مقبول ہے ہم اس احمق کے بغیر بھی بہت بار کارنامے انجام دے چکے ہیں اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے ہیں۔“ تنویر نے صالحہ کی بات سن کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یار! ایک تو تمہیں عمران صاحب سے خدا واسطے کا ویر ہے جہاں عمران صاحب کی تعریف ہو رہی ہوتی ہے وہاں تمہارا منہ بن جاتا ہے۔“ اس بار نعمانی نے حیرت اور ناراضگی سے تنویر کی طرف دیکھ کر شکوہ کیا مگر تنویر منہ بنا کر اس بار خاموش ہی رہا۔

”اچھا ایک دوسرے پر طنز کرنا بند کرو۔ ہم یہاں عمران کے سلسلے میں اکٹھے ہوئے ہیں۔“ جولیا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا! کاش عمران صاحب کے ساتھ آپ کو بھی ماورائی طاقتیں پراسرار طریقے سے اغوا کر لیتیں تو زیادہ اچھا ہوتا۔“ کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں! وہ کس لیے۔“ جولیا نے چونک کر کراسٹی کی طرف دیکھ کر پوچھا تو تمام ممبران بھی حیرت سے کراسٹی کو دیکھنے لگے۔

”وہ اس لئے کہ اس طرح مسٹر تنویر تو کسی کی نہیں سنتے ناچیف کی اجازت لینا گوارہ کرتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ بھی عمران صاحب کے ساتھ ہی اغوا ہو جائیں تو اب تک مسٹر تنویر آپ کی تلاش کو نکل پڑتے کہ کہیں عمران صاحب، مس جو لیا سے پیار محبت کی باتیں نہ کر رہے ہوں۔“ کراسٹی نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر سمیت سب ہی ہنس پڑے۔

”ارے نہیں کراسٹی! وہ احمق انسان پتھر دل ہے۔ صرف دوسروں کے ارمانوں سے کھیلتا ہی رہتا ہے۔“ جو لیا نے ایک لمبی آہ بھر کر کہا۔

”فی الحال ان باتوں کو رہنے دیں یہ بتائیں کہ عمران صاحب کے سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔“ چوہان نے پھر سب کو عمران کی طرف توجہ دیتے ہوئے کہا۔

”کرنا کیا ہے۔ ظاہری سی بات ہے اس سلسلے میں چیف سے اجازت طلب کرتے ہیں اور اگر اجازت ملی تو ہم بھی اپنی طرف سے عمران کی مدد کے لیے برازیل روانہ ہوتے جائیں گے۔“ جو لیا نے چوہان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مگر کیا مس جو لیا! چیف ہمیں وہاں جانے کی اجازت دے دیں گے۔“ صدیقی نے کہا۔

”میرے خیال میں تو چیف کو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔“ جو لیا نے شانے اچکا کر جواب دیا۔

”ویسے صدیقی! تم بھی تو فورسٹارز کے لیڈر ہو۔ تم اپنی طرف سے چیف سے اجازت طلب کرو اور میں ڈپٹی چیف ہونے کے ناتے اپنی طرف سے اجازت طلب کرتی ہوں۔ پھر جیسا چیف کہیں گے تو پوری ٹیم یعنی فورسٹارز اور سیکرٹ سروس سب ممبران ہی برازیل چل پڑیں گے اور اگر صرف تمہیں اجازت ملی تو تم چاروں چلے جانا اور ہمیں اجازت ملی تو ہم سیکرٹ سروس کے تمام چھ ممبران ان ایکشن ہو جائیں گے۔“ جو لیا نے صدیقی کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”مگر میرے خیال میں مس جو لیا! آپ چیف سے بات کر کے تمام ممبران کے لئے اجازت طلب کریں۔ کیونکہ ہم لوگ عمران صاحب کے ساتھ نہیں جا رہے جن کے مشوروں سے ہم مشکلوں سے بچتے ہیں اور اگر عمران صاحب کے ساتھی فورپاورز

بھی ہمارے ساتھ نہیں ہیں کیونکہ ان میں رابرٹ اور جوزف کا جنگلوں کا وسیع تجربہ ہے اس لیے میرے خیال میں آپ اس ماورائی مہم کے لیے تمام ممبران کی بات کریں۔“ ٹینیٹن شکیل نے کہا تو صدیقی اور صفدر نے فوراً اس کی بات کی تائید کی۔

”مگر میرے خیال میں چیف ہم سب کو ایک ساتھ برازیل جانے کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے۔“ جولیا نے لٹی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں۔ آخر آپ یہ کس نظریے کے تحت کہہ رہی ہیں۔“ اس بار نعمانی نے حیران ہو کر جولیا سے پوچھا۔

”چیف نے سیکرٹ سروس کو تقسیم ہی اس سلسلے میں کیا ہے کہ اگر ایک گروپ بیرون ملک جائے تو پھر دوسرا گروپ یعنی فورسٹارز پاکیشیا میں ہی رہے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں دوسرے گروپ سے کام چلایا جاسکے۔“ جولیا نے کہا۔

”مس جولیا! بے شمار بار ایسے موقعے آئے ہیں جب چیف نے پوری ٹیم کو بیرون ملک مشن روانہ بھی کیا ہے اور بعض مہم میں ہمارے ساتھ عمران صاحب کے ساتھی بھی شامل رہے ہیں اور اچھا خاصا گروپ ہونے کے باوجود عمران صاحب کی لیڈر شپ میں ہم سب نے مل کر بھی بیرون ممالک اور تاریک جنگلوں کا کئی بار سفر کیا ہے۔“ صفدر نے جولیا کی بات سن کر اسے کہا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

”ہاں مس جولیا! آپ چیف سے سیکرٹ سروس کے تمام چھ ممبران اور فورسٹارز کے چاروں ممبران یعنی پوری سیکرٹ سروس کے بارے میں بات کر دیکھیں۔ کیونکہ ایک تو مہم برازیل کے طویل ترین اور خطرناک جنگلوں کی ہے اور دوسرا یہ ماورائی مہم ہے۔ عمران صاحب اور جوزف کے بغیر ایک گروپ مشکل میں پڑ سکتا ہے لہذا اگر چیف ہمیں عمران صاحب کے سلسلے میں برازیل جانے کی اجازت دیتے بھی ہیں تو پھر ہمیں تمام دس کے دس ممبران کا ہونا لازمی ہے۔ اس طرح ہم سب ایک طاقت بن کر وہاں برازیل کے جنگلات کے مشکلات کا سامنا کر سکتے ہیں۔“ کراسٹی نے جولیا کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”کراسٹی! یہ بھی تو دیکھو کہ جوزف اور رابرٹ کے علاوہ ٹائیگر اور جونا بھی ان دونوں کے ہمراہ ساتھ گئے ہیں اور ہم سب کے جانے سے پوری سیکرٹ سروس اور

عمران کے چاروں ساتھی سب چودہ کے چودہ فائٹرز جو بیرونی سازشوں کا سامنا کرتے آ رہے ہیں سب کے جانے سے پاکیشیا میں چیف اکیلے ہی رہ جائیں گے اور میرے خیال میں تو چیف اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔“ صالحہ نے کہا۔

”تو مس جولیا آپ یہ چاہتی ہیں کہ ہم فورسٹارز کے ممبران پاکیشیا میں رہیں اور آپ سیکرٹ سروس کے چھ ممبران برازیل کے جنگلوں کا رخ کرو۔“ اس بار صدیقی نے صالحہ کی طرف دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

”ارے نہیں صدیقی! مس جولیا نے تو ایسا کچھ بھی نہیں کہا۔ انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ شاید چیف ہمیں وہاں جانے کی اجازت نہ دیں لیکن پھر بھی مس جولیا ہماری ڈپٹی چیف ہیں اور تم فورسٹارز کے ممبران ہونے کے باوجود بھی سیکرٹ سروس کا حصہ تو ہو اور بہر حال مس جولیا کے انڈر آتے ہو اور میرے خیال میں مس جولیا کو ہم سب کے لیے ایک دفعہ چیف سے بات کر لینی چاہیے ہو سکتا ہے کیونکہ اگر چیف نے ہم ممبران کو برازیل کے جنگلات جانے کی اجازت دے بھی دی تو ان کو بھی اس بات کا احساس ہو گا کہ عمران اور جوزف ہمارے ساتھ نہیں ہیں اور وہ تمام دس ممبران کو ہی اس ماورائی مشن میں بھیج دیں۔“ صالحہ نے کہا تو جولیا سمیت سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“ جولیا نے کہا اور نشو سے اپنا ہاتھ صاف کر کے اپنا سپیشل سیل فون نکال کر دانش منزل فون کرنے لگی۔

”ایکسٹو۔“ چند لمحوں بعد چیف کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”چیف! میں جولیا بول رہی ہوں۔ وہ عمران کے سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔“ جولیا نے منود بانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو عمران کے سلسلے میں۔“ ایکسٹو نے بھرائے ہوئے

لہجے میں کہا۔

”چیف ہم سیکرٹ سروس بمعدہ فورسٹارز، آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ

عمران کو کہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے مگر پاکیشیا اور سیکرٹ سروس کے لیے اس کی خدمات ان گنت ہیں اور اب جبکہ ماضی کی طرح عمران کسی ماورائی طریقے سے اغوا ہوا

ہے اور اس کا کلیو بھی مل چکا ہے کہ وہ برازیل کے جنگلوں میں کہیں مشکل میں گرفتار ہے مگر آپ نے ہم سیکرٹ سروس والوں سے عمران کے سلسلے میں کوئی مدد نہیں لی۔ آپ نے صرف عمران کے ساتھیوں یعنی فورپاورز کے ممبران ٹائیگر، جوانا، رابرٹ اور جوزف کو عمران کے سلسلے میں برازیل روانا کر دیا ہے۔ کیا ہم سیکرٹ سروس والے اس ماورائی مہم میں آپ کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ ماضی میں بے شمار دفعہ ہم نے بھی کئی ماورائی کیسز میں شیطان پرستوں کو شکست دی ہے اور بعض دفعہ تو جوزف جیسے انوکھے شخص کی غیر موجودگی میں بھی ہم نے ماورائی کیسز میں شیطانی طاقتوں سے مقابلہ کر کے ان کو فنا کیا ہے۔ پھر اب آپ نے اس کیس میں ہم سیکرٹ سروس والوں کی مدد کیوں نہیں لی۔“ جولیا نے ہمت کر کے ایکسٹو سے دل کی سب بات کہہ دی تو سب ممبران حیرت، خوشی اور تحسین آمیز نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

جولیا! میں تمہارے جذبات کو جانتا ہوں کہ عمران کے پراسرار انخوانے تم سب ممبران کو پریشان کر رکھا ہے۔ مگر ڈپٹی چیف! کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جن میں ضروری نہیں کہ میں اپنے ممبران کو زبردستی مجبور کروں کہ وہ ہر کیس میں حصہ لیں۔ بے شک ماضی میں تم سب ممبران بھی شیطانی زریٹوں کو شکست دے چکے ہو مگر ان سب کے پیچھے عمران کے مرشد سید چراغ شاہ صاحب کی معاونت بھی شامل ہوتی تھی اور بعض کیس میں جوزف ہوتا تھا اور عمران بھی اپنی صلاحیتوں کی بنا پر سفلی قوتوں کو فنا کر چکا ہے۔ میرے خیال میں اس ماورائی کیس میں عمران کے اپنے ہی ساتھی یعنی فورپاورز کے ممبران اور خاص کر جوزف سب سے اہم تھا اور میں نے ان کو عمران کے سلسلے میں برازیل روانا کر دیا ہے مجھے امید ہے کہ یہ عمران کے چاروں ساتھی ضرور عمران تک پہنچ کر اس کو شیطانی قوتوں کے ہاتھوں بچالیں گے خاص کر جوزف جیسا حیرت انگیز شخص جو کسی افریقی وچ ڈاکٹر سے کم نہیں ہے۔ وہ عمران کو ڈھونڈ نکالے گا اور میں زیادہ بھڑبھڑا پند نہیں کرتا اس لیے تم لوگوں کو اس ماورائی کیس میں شامل نہیں کیا گیا۔“ ایکسٹو نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

”چیف! فورپاورز کے چاروں ممبران بے شک بہت صلاحیتوں کے مالک

اور خطرناک فائٹر ہیں۔ مگر چیف۔ وہ بھی تو انسان ہیں ہو سکتا ہے وہ کسی مشکل میں پھنس جائیں اس لیے ایک اکیلا اور دو گیارہ ہوتا ہے۔“ جولیا نے ایک بار پھر ہمت کر کے کہا۔

”کیا مطلب۔ جولیا! تم کیا کہنا چاہتی ہو کھل کر بات کرو۔“ ایکسٹو نے اس بار سخت آواز میں پوچھا۔“ چیف ہم سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اور فورسٹارز۔ عمران تلاش کے سلسلے میں جانا چاہتے ہیں کیونکہ اس بار ہمارے ساتھ عمران اور جوزف وغیرہ شامل نہیں ہیں اس لیے ہم تمام دس ممبران برازیل جانا چاہتے ہیں تاکہ عمران کو اپنی طرف سے تلاش کر سکیں۔“ جولیا نے دھڑکتے دل سے کہا تو سب ممبران جولیا کی ہمت پر حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

”ڈپٹی چیف! مجھے تم سب کی صلاحیتوں پر کوئی شک نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم سب عمران سے کتنی محبت کرتے ہو۔ مگر جولیا بغیر عمران اور جوزف کے میں کس طرح تمہیں بھیج سکتا ہوں۔ جبکہ رابرٹ، جوزف کے ہمراہ ہے اور ٹائیگر جیسا خطرناک انسان جو عمران کا شاگرد ہے وہ اور جو انا جیسا طاقتور اور خوبیوں والا انسان بھی اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ عمران کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں۔ تم جنگلات میں کسی مشکل کا شکار نہ ہو جاؤ اس لیے میں تمہیں وہاں نہیں بھیجنا چاہتا اور ویسے بھی تم سب کی غیر موجودگی میں یہاں اگر کوئی مشن شروع ہو گیا تو یہاں کام کون کرے گا۔“ ایکسٹو نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”مگر چیف! ہم سب کے سب ممبران آپ کے کہنے پر بے شمار بار افریقہ، کافرستان، بنگال اور برازیل کے خطرناک جنگلوں میں کئی مشن کامیابی سے سرانجام دے چکے ہیں اور ہم اس بار بھی برازیل میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔“ جولیا نے ادب سے کہا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے جولیا! اگر تم سب کی یہی مرضی ہے تو پھر میں تم سب سیکرٹ سروس اور فورسٹارز کے برازیل جانے کا انتظام کر دیتا ہوں تم لوگ ابھی اسی وقت برازیل چلے جاؤ میں پیشل طیارے کے ذریعے تمہیں وہاں جھوڑتا ہوں اور یاد رکھنا کہ بقول جوزف کے دریائے ایمزن کے بالائی طاس کے طویل جنگلوں کے جنوبی

سمت دارالحکومت سے دوسو کلومیٹر کے فاصلے پر کہیں سرکون کے تاریک جنگلات ہیں اور تمہیں اپنی صلاحیتوں سے فوراً وہاں پہنچنا ہے اور اگر جوزف وغیرہ سے رابطہ ہو سکے تو ان کے گروپ میں شامل ہو جانا لیکن اس کے چانس کم ہیں۔ کیونکہ میں نے ابھی جوزف سے رابطہ کیا ہے مگر شاید وہ جنگلات کے ان علاقوں میں پہنچ چکے ہیں جہاں کوئی نیٹ ورک کام نہیں کرتا مگر سیشل فون سے وہاں ان جنگلوں میں پہنچ کر ان سے رابطہ کیا جاسکتا ہے اس لیے اگر تم سب کی یہی مرضی ہے کہ میں تمہیں اہمیت نہیں دے رہا تو تیار ہو جاؤ اور ایک گھنٹے کے اندر انیر پورٹ پہن جاؤ میں تم سب کے اصلی کاغذات اس دوران تیار کرادوں گا کیونکہ برازیل کا ملک کافرستان یا اسرائیل یعنی ہمارا دشمن ملک نہیں ہے جہاں گھما پھرا کر اور روپ بدل کر وہاں جایا جائے اس لیے سب ممبران ذہنی طور پر تیار ہو جائیں اور مجھے معلوم ہے کہ جنگل کی خطرناک زندگی میں جن سامان کی ضرورت ہوتی ہے وہ تم ممبران مجھ سے زیادہ بہتر طریقے سے جانتے ہو۔“ ایکسٹو نے کہا اور اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو سب ممبران خوشی سے ایک دوسرے کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے انہوں نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو حالانکہ جہاں یہ سب جا رہے تھے وہ دنیا کے گھنے ترین اور خطرناک جنگلات کہلاتے ہیں جہاں یہ سب مشکلات میں گھرنے والے تھے مگر ابھی اس بات سے بے خبر تھے۔

○.....○.....○

”راجر اور اس کے جرائم پیشہ افراد نے خوف سے ڈاکٹر شیان کی آنکھوں میں دیکھا جہاں گویا انگارے جل رہے تھے اور اس کی آنکھوں میں شیطانیت ناچ رہی تھی۔“

”قبوتی! سبارو کیا مہان بھینٹ تیار ہو چکی ہے۔“ ڈاکٹر شیان جو اس وقت

شیطان بنا ہوا تھا نے نحوست سے اپنے غلام طاقتوں قبوتی اور سبارو سے پوچھا۔

”جی آقا! بھینٹ مہان سیاہ طاقت کے نام چڑھنے کو تیار ہے بس آپ کی دیر

ہے۔ کیا آپ نے گھوناش کی سیاہ آگ کا توڑ کرنے کا عمل پڑھ لیا ہے۔“ قبوتی اور

سبارو نے ایک ساتھ ڈاکٹر شیان کے آگے سر خم کرتے ہوئے ادب سے پوچھا۔

”ہاں! میں نے خاص عمل پڑھ لیا ہے اب اس بھینٹ کے بعد میں اس سیاہ

آگ کی طاقت کو توڑ سکتا ہوں۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا اور اپنے تھیلے سے ایک تیز دھار چھرا نکال کر باڈ کے قریب پڑے ہوئے بدقسمت جوڑی کے قریب آ گیا۔
 ”یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو ڈاکٹر شیان! تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرنے لگے ہو۔“ راجر نے حیرت اور خوف سے ڈاکٹر شیان کے شیطانی ارادے کو سمجھتے ہوئے پوچھا۔

”مسٹر راجر! تم لوگوں کو تمہارے واجبات مل جائیں گے لہذا تم لوگوں کو کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں۔ میں جو بھی کر رہا ہوں گریٹر اسرائیل کے لیے ہی کر رہا ہوں۔“ ڈاکٹر شیان نے راجر اور اس کے جرائم پیشہ افراد کی جانب سختی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مگر ڈاکٹر شیان! یہ دونوں کر سچن بھی تو ہماری طرح اسرائیلی ہی ہیں پھر ان کے ساتھ آپ کی کیا دشمنی ہے۔“ راجر نے ایک دفعہ پھر خوف سے پوچھا۔
 ”گریٹر اسرائیل کے مفاد کے لیے میں ان کی بھیٹ مہان سیاہ طاقت کے نام دے رہا ہوں اور یہ خوش قسمت جوڑی ہے کہ مہان سیاہ طاقت کے نام پر بھیٹ چڑھ جائے گی۔“ ڈاکٹر شیان نے اس بار شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”تت۔ تو کیا ڈاکٹر شیان! تم کالے جادو کے ساحر یعنی شیطان کے چیلے ہو۔“ اس بار راجر نے خوف سے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔

”احق انسان! مہان سیاہ طاقت کا جو غلام بن جائے اسے دنیا کی ہر آسائش مہیا ہوتی ہے اور وہ دنیا پر راج کرتا ہے میں تو پھر بھی عامی ران جو کہ اسرائیلیوں کا بدترین دشمن ہے اس کا شکار کرنے کے لیے یہاں آیا ہوں اور یہ سب اپنے لیے نہیں گریٹ اسرائیل کے لیے کر رہا ہوں ایک یہودی ہونے کے ناطے تمہیں بھی یہ سب برداشت کرنا ہوگا۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا۔

”ہم یہودی نہ سہی لیکن گریٹر اسرائیل کے شہری اور وفادار ہیں ڈاکٹر! ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور پھر تم شیطان کے نام آخر ہمارے ساتھ کیا کرنے والے ہو۔“ بدقسمت قیدی مرد نے سمجھ لیا تھا کہ اس کی اور اس کی ساتھی کی قضا کا وقت آن پہنچا ہے مگر پھر بھی اس نے ہمت کر کے ڈاکٹر شیان سے لرزتے ہوئے پوچھا چونکہ ان

کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے اس لیے دونوں سوائے کسمکانے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

”تم خوش قسمت ہو دونوں! اس کا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تم ایک تو گریٹر اسرائیل کے لیے اور دوسرا مہان سیاہ طاقت کے نام پر ہمیشہ کے لیے امر ہو رہے ہو۔“ ڈاکٹر شیان نے شیطانی انداز میں ان دونوں کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

”چلو قہوتی! مہان بھینٹ شروع کی جائے۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا تو قہوتی نے ادب سے ڈاکٹر شیان کے تھیلے سے ایک گول پیالہ نکال لیا اور بد قسمت مرد کی گردن کو اوپر کر کے اس کے نیچے رکھ دیا۔

”مہان سیاہ طاقت کا اقبال بلند ہو۔“ سبارو، قہوتی اور ڈاکٹر شیان ایک ساتھ اونچی آواز میں چلائے اور ڈاکٹر شیان نے بے رحمی سے ایک تیز دھار چھرا مرد کی گردن پر پھیر دیا تو بد قسمت مرد کے گلے سے خرخر کر کے آوازیں نکلنے لگیں اور اس کا جسم پھڑکنے لگا۔ مگر سبارو نے اس کے جسم کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ وحشت اور بربریت کا بھیاںک منظر دیکھ کر اس کی ساتھی لڑکی کے منہ سے چیخ نکلی اور خوف کی شدت سے بے ہوش ہو گئی۔ جرائم پیشہ ہونے کے باوجود راجرا اور اس کے ساتھی بھی یہ لرزہ خیز بھیاںک منظر دیکھ کر خوف کی شدت سے کانپنے لگے۔

اس بد قسمت مرد کا خون گول پیالے میں جمع ہو چکا تھا۔ آدھا پیالہ بھر چکا تھا۔ اب ڈاکٹر شیان بے رحمی سے بندھی ہوئی لڑکی کی جانب متوجہ ہوا اور قہوتی نے بڑے احترام سے خون آلود پیالہ اب بد قسمت لڑکی کی گردن کے نیچے رکھ دیا تو ایک دفعہ پھر ان تینوں نے شیطان کی شان میں گن گائے۔ پھر ڈاکٹر شیان نے اس کی گردن پر بھی تیز دھار چھرا بے رحمی سے پھیر دیا اور بے ہوش لڑکی کے منہ سے خرخر کر کے آوازیں نکلنے لگیں اور اس کا وجود پھڑکنے لگا۔ مگر سبارو نے اس کے جسم کو بھی قابو میں رکھا اور اس طرح دونوں کے خون سے اب پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔

”ہوں۔ اب مہان سیاہ طاقت ہماری طاقتوں میں اضافہ کرے گا۔ میں عامی ران کو اپنے قید میں کر کے مہان سیاہ طاقت کی نظروں میں مقبول ہو جاؤں گا جس نے نا معلوم کتنے مہان سیاہ طاقتوں کی بڑی طاقتوں کا خاتمہ کیا ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے

شیطانی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور خون سے لبریز پیالہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس میں پھونک ماری تو یکنخت اس خون سے آگ نکلنے لگی جسے دیکھ کر ڈاکٹر شیان کے چہرے پر مسکراہٹ رہ گئی کیونکہ اس نے جو عمل کیا تھا وہ کامیاب ہوا تھا۔ ڈاکٹر شیان نے اس خون سے بھرے پیالے جس میں اب نامعلوم پراسرار آگ بھڑک اٹھی تھی۔ پیالے کو باڑ کے اوپر گرا دیا تو یکنخت ایسا لگا جیسے کوئی فیوز بجھ گیا ہو اور جنگل کے باڑ میں ایک نامعلوم آگ ان کو مدہم ہوتی ہوئی نظر آئی جو کہ پہلے نظر نہ آرہی تھی۔ راجرا اور اس کے ساتھی بھی حیرت اور خوف سے یہ تمام سحر کے سفلی منظر دیکھنے لگے۔

”ہا ہا ہا! میں نے بابا ربا قاش کو شکست دے دی اور اس کے جنگل میں جانے کا اختیار آخر کار حاصل کر لیا ہے۔ اب ہمیں گھوناش کی پراسرار سیاہ آگ نہیں جلا سکتی۔“ ڈاکٹر شیان نے شیطانی انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور بے دھڑک جنگل میں لگی بار کو ہٹا کر اندر داخل ہو گیا ایک لمحہ تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا وجود کسی نہ معلوم آگ میں جل گیا ہو مگر صرف ایک لمحے کے لیے پھر اس کا وجود نارمل ہو گیا۔ چونکہ ڈاکٹر شیان کا چہرہ آگے تھا اس لیے اس نے اپنی غلام طاقت قبوتی کو نہیں دیکھا کہ اس کے حسین چہرے پر یکنخت خوف کے سائے نمودار ہوئے جیسے ڈاکٹر شیان نے اندر داخل ہو کر کوئی بہت بڑی غلطی کی ہو اور قبوتی اپنے آقا کو حیرت سے دیکھنے لگی جو اتنا بڑا کالے علم کا ماہر ہونے کے باوجود بہت بڑا بیوقوف تھا۔

بہر حال سبارو اور قبوتی بھی ڈاکٹر شیان کے ساتھ باڑ کو کر اس کر کے اندر داخل ہو گئے اور ان کے ساتھ ہی راجرا اور اس کے ساتھی بھی بدقسمت جوڑی جسے شیطان کے نام پر بے دردی سے ذبح کیا گیا تھا اور ان کی لاشیں جنگل میں بے یار و مددگار پڑی تھیں اور گو کہ راجرا اور اس کے ساتھی بے شک جرائم پیشہ تھے مگر وہ کسی انسان کی اور وہ بھی اپنے ہم وطن لوگوں کی اتنی تذلیل اور بھیانک انداز میں موت کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اور اب ان وقتوں کو کوس رہے تھے جب وہ دولت کے لالچ میں ڈاکٹر شیان جیسے شیطان کے ہمراہ اسرائیل سے اتنی دور مرنے کے لیے آگئے تھے کیونکہ اب ان کو اپنی موت کا بھی یقین ہو چلا تھا کہ جو کالے علم کا شیطانی شخص اتنا سنگدل ہو اس سے بھلائی اور زندگی کی توقع کرنا مشکل تھا اور اب ویسے بھی یہ سب سمجھ گئے تھے کہ

ڈاکٹر شیان سراتا پاشیطان کا چپلا ہے اور یہ حسین ناگن قبوتی اس کی غلام طاقت ہے اور بغیر پتلیوں والی آنکھوں کے سبار کو تو ویسے بھی دیکھ کر ڈر لگتا تھا۔

”ہاں اب بتاؤ قبوتی! عامی ران ہمیں کہاں ملے گا تاکہ میں اسے باقاش سے حاصل کر سکوں۔“ ڈاکٹر شیان نے نحوست بھرے لہجے میں کہا۔

”آقا! اس طرح آسانی سے ہم عامی ران کو حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ عامی ران باقاش کا قیدی ہے اور باقاش آرام سے اس کے ذہن پر قبضہ یا مہان سیاہ طاقت کی بھیٹ چڑھا سکتا ہے۔“ قبوتی نے ڈرتے ہوئے ادب سے کہا۔

”نہیں قبوتی! باقاش نابکار کسی صورت میں عامی ران کو مہان سیاہ طاقت کی بھیٹ نہیں چڑھا سکتا۔ عامی ران میرا شکار ہوگا۔“ ڈاکٹر شیان نے گرج کر کہا تو قبوتی اور سبارو نے ادب سے سرخم کر دیا۔ یلکھت ان کو دھم دھم کی تیز اور گر جدار آوازیں سنائی دیں تو ڈاکٹر شیان سمیت سبھی غور سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔ چونکہ تاریک جنگل صرف نام کا ہی نہیں بلکہ حقیقتاً تاریکی کا جنگل تھا۔ اس لیے سبھی آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے۔

”راجر! تم اور تمہارے ساتھیوں نے ابھی تک تیز راڈ روشن کیوں نہیں کئے۔“ ڈاکٹر شیان نے کہا تو راجر اور اس کے ساتھی اس طرح چونکے جیسے نیند سے ابھی جاگے ہوں اور ڈاکٹر شیان کی بات سن کر اپنے سامان میں سے راڈ نکال کر جلانے لگے مگر یہ دیکھ کر سب کے اوسان خطا ہو گئے کہ کسی بھی فرد کا راڈ روشن نہیں ہو رہا تھا۔

”آقا! یہاں سرکون کی طاقتیں حرکت میں ہیں اس لیے یہاں کوئی جدید دنیا کی روشنی نہیں جلے گی۔ کیونکہ باقاش نے اپنا یہاں کالا راج پھیلا رکھا ہے۔“ سبارو نے کہا تو ڈاکٹر شیان نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”کوئی بات نہیں۔ میں ابھی کالی دنیا کا خاص عمل پڑھتا ہوں جس سے یہاں سرکون کی طاقتیں ٹوٹ جائیں گے۔“ ڈاکٹر شیان نے گرجتے ہوئے کہا۔

”مگر آقا! آپ کالی دنیا کا خاص عمل باقاش کے اس تاریک جنگل میں نہیں پڑھ سکتے۔“ قبوتی نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

”کیوں! تم کیا کہہ رہی ہو قبوتی۔“ ڈاکٹر شیان نے قبوتی کی طرف غصے سے

دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”آقا! تاریک جنگل میں آنے سے پہلے آپ نے سب کچھ کامیابی سے کر لیا تھا مگر تاریک جنگل کے اندر آنے سے قبل آپ کو اپنے خون کے چند بوندوں کے قطرے بھی تاریک جنگل میں ڈالنے تھے جس سے تاریک جنگل کی کالی طاقتیں کمزور پڑ جاتیں۔ مگر آپ ایسا کرنا بھول گئے ہیں۔“ قبوتی نے کہا۔

”تو پھر تم نے مجھے یاد کیوں نہیں دلایا۔ کیونکہ یہاں آنے سے قبل میں نے اپنی مہان طاقتیں تم دونوں کے اختیار میں دیں تھیں۔ پھر تم سے کیوں غفلت ہوئی۔“ ڈاکٹر شیان نے غصے سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”آقا! آپ نے خود ہی جلدی میں ایسا کیا۔ اور۔“ یہ کہہ کر قبوتی خاموش

ہو گئی۔

”اور کیا! تم خاموش کیوں ہو۔“ ڈاکٹر شیان نے حیرت سے قبوتی کی طرف

دیکھ کر کہا۔

”آقا! اس طرح ہماری جو کہ آپ کی ہی سیاہ طاقتیں ہیں آدھی ختم ہو چکی

ہیں اور آپ کی سفلی طاقتیں کمزور ہو چکی ہیں۔ اس لیے آپ کو اس کا معلوم نہیں ہو سکا۔“ اس بار قبوتی کے بجائے سہارو نے ڈرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ مجھ سے کیا ہو گیا اس طرح تو نابکار با قاش مجھ پر حاوی ہو جائے گا۔

کیونکہ ابھی تک تو سفلی طاقتوں اور کالے عمل میں وہ میرے برابر کا ہی ہے۔ مگر اب تو وہ مجھ سے بڑھ گیا ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے فکر مندی سے کہا۔ راجرا اور اس کے ساتھی بے بسی کی تصویر بنے خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

اچانک ایک دفعہ پھر دھم دھم کی گونجدار آوازیں سنائی دیں اور پھر ایک آگ کا گولہ یہاں نمودار ہوا اور پھر کی کی طرح گھومنے لگا۔

”اوہ آقا! سنو کی یہاں آچکی ہے۔“ قبوتی نے غور سے اس آگ کے رقصاں

شعلے کو دیکھ کر کہا۔

”ہوں! تو جس طرح تم میرے اہم کالی طاقتیں ہو اسی طرح سنو کی اور

شاسان بھی ایسے ہی با قاش کی مہان سیاہ طاقتیں ہیں اور میں سنو کی کو فنا کر کے با قاش

کی طاقت کمزور کر دوں گا۔“ ڈاکٹر شیان نے بھرپور قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر
لیکھت یہاں ہر طرف بے شمار سائے نمودار ہو گئے حیرت انگیز طور پر یہ انسانی سائے
تھے جو کہ تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے اور اس تاریکی میں ہر طرف دوڑتے ہوئے نظر
آ رہے تھے جنہیں دیکھ کر راجا اور اس کے ساتھیوں کے اوسان خطا ہوتے جا رہے تھے
اور پھر لیکھت آگ کا رقصاں گولہ سنوکی میں تحلیل ہو گیا۔

”ڈاکٹر شیان! تم اپنی موت مرنے کے لیے یہاں آئے ہو کیونکہ تمہاری کالی
طاقتیں ہمارے آقا کے مقابلے میں آدھی ہو چکی ہیں تم نے خود ہی اپنی موت کے لیے
آقا کے تاریک جنگل کا رخ کیا ہے۔“ سنوکی نے ڈاکٹر شیان کو دیکھ کر ہنستے ہوئے
کہا۔

”نہیں سنوکی! تمہارا نابکار آقا عامی ران کو اپنے قبضے میں نہیں کر سکتا۔ وہ

بد بخت انسان میرا شکار ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے سنوکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ہا ہا ہا! تم زندہ بچو گے تو کچھ کر سکو گے نا۔ گھوناش کی آگ پوری طرح نہیں
بجھی کیونکہ تم نے کالی دنیا کے اصول کے مطابق پورا عمل نہیں کیا اور اب تم مارے جاؤ
گے۔“ سنوکی نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

”ہوں! کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہ۔ تم اور تمہارا منحوس آقا اب بھی میری سیاہ
قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے میں مہمان سیاہ قوتوں کا مالک ہوں۔“ ڈاکٹر شیان نے طنز
بھرے لہجے میں کہا اور اسی دوران لیکھت سبارو، سنوکی کے پیچھے نمودار ہوا اور اس سے
پہلے کہ سنوکی کچھ سمجھتی سبارو نے سنوکی کی پتلی گردن پکڑ لی چونکہ سنوکی بھی قبوتی کی
طرح دہلی پتلی لڑکی تھی اس لیے اس کی گردن سبارو کے مضبوط شکنجے میں آ گئی۔

”ہا ہا ہا۔ سنوکی! تم بہت بڑے بول بولے جا رہی تھی مگر اب میں تمہیں فکا کر

دوں گا کیونکہ غلام کالی طاقتوں کی کمزوری ان کی گردن ہوتی ہے اور تمہاری گردن
میرے شکنجے میں پھنس چکی ہے۔“ سبارو نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو سنوکی اس کے
ہاتھوں میں اس طرح تڑپنے لگی جیسے اس کی کوئی کمزوری سبارو کے ہاتھوں میں آ چکی

ہو۔

”چھوڑ دو مجھے بد بخت! کیونکہ تمہارا آقا اپنی طاقتیں گنوا کر خود کو کمزور کر چکا

ہے اور سیاہ دنیا کے اصول کے مطابق اب بھیا نک موت یا آقا با قاش کی غلامی تمہارے آقا ڈاکٹر شیان کا مقدر ہے۔“ سنو کی نے درد کی شدت سے چلاتے ہوئے کہا۔

”سنو کی! تم بکواس کر رہی ہو کیونکہ میں اور تمہارے منحوس آقا کا غلام بنوں یہ نا ممکن ہے اور تمہیں اس گستاخی کی سزا ضرور ملے گی۔ فنا کرد اس منحوس کو۔“ ڈاکٹر شیان نے گرج کر سبارو سے کہا تو یکنخت سبارو نے سنو کی کے بال اپنی مٹھی میں جکڑ لیے اور اس کے لمبے بالوں کو گھما کر اس کی گردن میں لپیٹ دیئے اور ایک زور کا جھٹکا دیا تو یکنخت سنو کی کے حسین بدن کو سیاہ رنگ کی آگ لگ گئی جس میں اس کے منہ سے بھیا نک ترین چیخیں نکلنے لگیں اور پھر اس کا وجود پھٹنے لگا اور آگ میں رقصاں ہونے والی سنو کی آگ میں ہی جل کر فنا ہو گئی۔ جیسے ہی سبارو نے سنو کی کے وجود کو آگ لگنے کے بعد چھوڑا یکنخت اس کے پیچھے ایک سیاہ رنگت کا لمبا شخص نمودار ہوا اور سبارو کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس نے اس کی گردن پکڑ لی۔

”حرام خور سبارو! تم نے سنو کی کو فنا کر کے اچھا نہیں کیا۔ آقا ایک خاص عمل

میں مصروف ہیں اور بس فارغ ہونے کو ہی ہیں اور یہاں آ کر تیرے بد بخت آقا ڈاکٹر شیان کا وہ حشر کریں گے کہ مرنے کے بعد بھی وہ تڑپتا رہے گا۔ مگر میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ تم نے سنو کی کا خاتمہ کیا ہے۔“ سیاہ رنگت کے لمبے شخص نے کہا جو کہ شاسان تھا جس نے عمران کو انڈر ورلڈ کے بالی کی مدد سے اغوا کروایا تھا اور کالے علوم کی بدولت عمران کو اس کے فلیٹ سے اغوا کر کے با قاش کے تاریک جنگل لے آیا تھا۔

”شاسان! چھوڑ دو سبارو کو ورنہ میں تمہیں فنا کر دوں گا۔“ ڈاکٹر شیان نے

گر جتے ہوئے شاسان کہا مگر جس طرح سبارو نے دھوکے سے اچانک سنو کی پر وار کیا تھا اسی طرح شاسان نے بھی سبارو پر اچانک وار کیا تھا اور اسے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا ورنہ یہ تمام عفریتیں اور شیطانی طاقتیں ایک دوسرے سے کم نہیں تھیں۔

”دیکھتا ہوں ڈاکٹر شیان! تم کیا کر سکتے ہو کیونکہ احق انسان تیری سیاہ طاقتیں

تیری جلد بازی کی وجہ سے کمزور پڑ چکی ہیں اور اب تو آقا با قاش کا شکار

ہے۔“ شاسان نے ڈاکٹر شیان کے گرجنے برسنے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سبارو کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ایک زوردار جھٹکا دیا تو تڑاخ کے ساتھ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور سبارو کے منہ سے نکلی والی چیخ بہت بھیاںک تھی اور پھر سنو کی کی طرح اس کے وجود کو بھی آگ لگ گئی سبارو نیچے گر کر ترپنے لگا۔

ڈاکٹر شیان آگ برساتی نگاہوں سے شاسان کو دیکھنے لگا مگر قوتی اس دوران مکمل طور پر خاموش ہی رہی اس نے کچھ بولا اور نہ ہی کوئی حرکت کی۔ اس طرح چند ہی لمحوں میں ایک ڈاکٹر شیان کی خاص طاقت سبارو فنا ہو گئی تھا۔

”ڈاکٹر شیان! تم نے میرے ہی تاریک جنگل میں آ کر میری ہی خاص طاقت کو فنا کر کے اچھا نہیں کیا۔“ اچانک ڈاکٹر شیان کو اپنے عقب میں ایک آواز سنائی دی تو اس نے دیکھا کہ سیاہ رنگت کا نیگرو باقاش عقب سے آ رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا جس کے سرے پر انسانی کھوپڑی کا نشان تھا۔ ڈنڈا ہاتھ میں تھامے باقاش سرخ انگارہ آنکھوں سے ڈاکٹر شیان کو گھور رہا تھا جو عمران کی تلاش میں اس کے جنگل میں آ گیا تھا۔

”اوہ باقاش! تو آخر تم اپنے بل سے نکل ہی آئے۔ اپنی موت مرنے کے لیے۔“ ڈاکٹر شیان نے باقاش کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر شیان! موت میری نہیں بلکہ تیری موت تجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ کیوں بھول رہے ہو کہ تم اس وقت میرے تاریک جنگل میں ہو اور گھوناش کی عطا کردہ سیاہ آگ کو مکمل ناجلانے کی پاداش میں تم اپنی آدھی سیاہ طاقتیں کھو چکے ہو اب میں تمہیں فنا کر کے امر ہو جاؤں گا کیونکہ عامی ران جیسے سیاہ طاقتوں کے قاتل کو میں مہان سیاہ طاقت کی غلامی میں یا اس کی بھینٹ دے کر مہان سیاہ طاقت کی نظروں میں امر ہو جاؤں گا۔“ باقاش نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو اس کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا۔

”میں اتنا کمزور نہیں ہوں باقاش! اور عامی ران میرا شکار ہے تم کبھی مہان سیاہ طاقت کی نظروں میں سرخرو نہیں ہو سکتے۔ راجر فائر کرو اس بد بخت پر۔“ ڈاکٹر شیان نے گرجتے ہوئے راجر اور اس کے ساتھیوں کو حکم دیا مگر راجر اور اس کے ساتھی اس

طرح کھڑے تھے جیسے وہ نیند کے عالم میں ہوں اور انہوں نے ڈاکٹر شیان کا حکم سنا ہی نہ ہو۔

”میں کہتا ہوں فائر کرو۔“ ڈاکٹر شیان پھر گرجا۔

”ڈاکٹر شیان! ان کو میں نے اپنے سحر میں لے لیا ہے اور اب یہ میرے حکم پر چلیں گے۔“ یکنخت قبوتی نے شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا تو ڈاکٹر شیان حیرت سے قبوتی کو دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب قبوتی! یہ تم مجھے آقا کی بجائے ڈاکٹر شیان کیوں کہہ رہی ہو اور تم نے میری اجازت کے بغیر ان کو کیوں اپنے سحر میں جکڑا ہے۔“ ڈاکٹر شیان نے غصے سے کہا۔ یکنخت قبوتی نے حرکت کی اور اپنے ہاتھ میں موجود لوہے کا راڈ تیزی سے ڈاکٹر شیان کے سر پر وار کیا جس سے ڈاکٹر شیان دھڑام سے نیچے گرا اور اس کا سر پھٹ گیا اور اس سے خون بہنے لگا۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے قبوتی! تم میری غلام طاقت ہو کر مجھے ہی مار رہی ہو۔“

ڈاکٹر شیان نے حیرت سے قبوتی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ڈاکٹر شیان! تم بہت ہی جلد باز ہو اور اسی جلد بازی کی وجہ سے اپنے خون کی بھیٹ دیئے بغیر آقا با قاش کے سیاہ جنگل میں آ گئے ہو۔ میں سمجھ گئی تھی کہ تیری قضا آ گئی ہے اور اب تیری موت کا وقت ہے کیونکہ آقا با قاش کی طاقتیں تم سے کہیں گنا مہان ہیں۔“ قبوتی نے نخوست سے ہنستے ہوئے کہا۔

”قبوتی! میں تجھے فنا کر دوں گا۔“ ڈاکٹر شیان نے گرجتے ہوئے کہا اور اس

کے منہ سے غصے سے کف بہنے لگا۔

”ڈاکٹر شیان! اب میں تمہاری نہیں بلکہ آقا با قاش کی غلام ہوں کیونکہ تم نے

مجھے کہا تھا کہ کالے راج اور سیاہ دنیا میں کسی اصول کی نہیں بلکہ فتور کی ضرورت ہوتی ہے اور آقا با قاش تم سے بڑے فتنے ہیں جن کا سیاہ دنیا پر راج چلے گا۔“ قبوتی نے ہنستے ہوئے کہا تو شایان اور با قاش بھی قہقہے لگانے لگے۔

”تم نے بہت جی لیا اب تمہاری بھیا تک موت کا وقت آ چکا ہے۔“ با قاش

نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور اپنے ہاتھ میں ڈنڈا جس کے سرے پر انسانی کھوپڑی

نصب تھی اس کو حرکت دیا تو یلکھت آگ کے شرارے اس کھوپڑی کی آنکھوں سے نکلے اور ڈاکٹر شیان کے جسم میں لگے تو یلکھت اس کا وجود آگ کی لپیٹ میں آ گیا اور اس کے منہ سے بھیا نک چیخیں نکلنے لگیں اور اس کا وجود کسی خشک لکڑی کی طرح جلنے لگا اور تھوڑی دیر بعد ہی اس کا وجود جل کر سیاہ ہو گیا۔

”ہوں! بڑا آیا تھا مجھ سے ٹکر لینے۔“ باقاش نے ہنکارہ بھر کر ڈاکٹر شیان کی جلی ہوئی لاش پر تھوکتے ہوئے کہا۔

”آقا! مجھے اپنی غلامی میں لے لیں کیونکہ جس کی طاقت اسی کا سب کچھ ہوتا ہے میں آپ کی بہت خدمت کروں گی۔“ قبوتی نے لرزتے ہوئے باقاش کے سامنے سجدے میں گرے ہوئے کہا اور ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر ادب سے کھڑی ہو گئی۔

”ہوں قبوتی! تم سنو کی سے بھی زیادہ سندر اور سیاہ طاقتوں کی مالک ہو۔ ٹھیک ہے میں تمہیں اپنی غلامی میں لیتا ہوں۔ مگر تجھے مہان سیاہ طاقت کے لیے بھینٹ دینی ہوگی۔“ باقاش نے کہا۔

”آقا! یہ سب لوگ میرے کالے سحر میں ہیں اور آپ ان سب کو مہان سیاہ طاقت کی بھینٹ چڑھا کر اپنی اس کنیز کو قبول کر لیں۔“ قبوتی نے اس بار خوش ہو کر کہا تو باقاش، راجرا اور اس کے ساتھیوں کو قربانی کے بکروں کی طرح دیکھنے لگا۔ پھر یلکھت چونک کر اپنے سیاہ جنگل کی طرف دیکھنے لگا جیسے کوئی خاص چیز دیکھ لی ہو۔

○.....○.....○

”کافرستان کے جنگل میں ایک گھنے درخت کے نیچے ایک سانڈھ کی طرح موٹا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور آلتی مار کر آسن جمائے بیٹھا تھا اور مسلسل کسی چیز کا ورد کر رہا تھا۔ اس موٹے کے سر پر بالوں کا گچھا تھا اور میلے کچیلے بال تھے اس نے سیاہ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا ہاتھوں میں سیاہ رنگت کے ٹنگے تھے۔ یہ راج کالو تھا کافرستان کا مانا ہوا کالے جادو اور سفلی عملیات کا ماہر۔ راج کالو جب بھی شہر کا رخ کرتا اس سے ملنے کے لیے شہر کے بڑے بڑے رئیس اور امرا آتے تھے اور اپنی مراد اس سے طلب کرتے تھے۔ راج کالو اپنی مہان کالی شکلیوں سے اپنے سیوکوں کو راضی کرتا تھا۔

اس وقت راج کا لو ایک خاص عمل پڑھنے میں مصروف تھا۔ کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل نے اس سے التجا کی تھی کہ وہ پاکیشیا کے علی عمران اور اس کی ٹیم کو کسی طرح مار ڈالے کیونکہ یہ سب جب بھی کافرستان آتے ہیں کافرستانی سیکرٹ سروس ان کو مارنے میں ناکام رہتی ہے اور الٹا وہ نقصان پہنچا کر کامیابی سے چلے جاتے ہیں۔ راج کا لو خود یہی چاہتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس کے ہاتھوں مارے جائیں کیونکہ بے شمار بار عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں کالی شکتیوں والے بھی مارے جا چکے تھے اور راج کا لو کو یہ بات کھٹکتی رہتی تھی۔

راج کا لو جس گھنے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا یہاں بے حد بو اور تعفن تھا کیونکہ یہاں گند کی ہر طرف بکھرائی ہوئی تھی مگر چونکہ راج کا لو کالی شکتیوں سے تعلق رکھتا تھا سفلی اور کالے عمل میں گندگی کو ترجیح دی جاتی ہے اس لیے راج کا لو اس بدبودار تعفن والی جگہ پر آرام سے آسن جمائے اپنے کالے عمل پڑھنے میں مصروف تھا۔ یلکھت موٹے راج کا لو نے اپنی آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھوں میں کسی کامیابی کی چمک تھی اور اس کے خوفناک چہرے پر مسکراہٹ ریگ رہی تھی۔

”ہوں! اب شکار ہاتھ میں آئے اور میں اس موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔“ راج کا لو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے بائیں ہاتھ کو نیچے زور سے مارا۔

”چھایا! کہاں ہو تم جہاں بھی ہو جلدی میرے پاس حاضر ہو۔“ راج کا لو نے گرجتے ہوئے کہا تو یلکھت کتیا کے بھونکنے کی آواز سنائی دی اور ایک دھواں نمودار ہوا ہر طرف تعفن کی بوتیز ہو گئی پھر یہ دھواں ایک سیاہ رنگت کی خوفناک بڑھیا میں تبدیل ہو گیا۔

”میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ میرے پاس آ کر روپ نو جوانوں والا بدل لیا کرو کیونکہ مجھے تمہارا جوان روپ ہی اچھا لگتا ہے۔“ راج کا لو نے اس خوفناک بڑھیا کی طرف دیکھ کر کہا تو خوفناک اور سیاہ رنگت کی بڑھیا ایک بار پھر دھویں میں تحلیل ہوئی اور چند لمحوں میں نو جوان لڑکی کے روپ میں تبدیل ہو گئی۔

”اب فرمائیں آقا! آپ نے اپنی ادنیٰ کنیز کو کس سلسلے میں یاد فرمایا ہے۔“

خوبصورت لڑکی چھایا نے ادب سے سر جھکا کر کہا جو کہ چند لمحوں پہلے خوفناک اور سیاہ رنگت کی بڑھیا کے روپ میں تھی۔

”ہاں اب ٹھیک ہے! اسی روپ میں ٹھیک لگتی ہو اور اب میری بات غور سے سنو میں نے تمہیں ایک کام دینا ہے تم نے اس کو دھیان سے سرا انجام دینا ہے۔“ راج کالو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”بولیں آقا! میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں۔“ چھایا نے بدستور ادب سے سر جھکاتے ہوئے راج کالو سے پوچھا۔

”چھایا! مجھے اپنی سیاہ شکلتیوں سے معلوم ہوا ہے کہ سیاہ قوتوں کے مالک باقاش نے عامی ران کو آخر کار ایک دھوکے کے تحت اغوا کر لیا ہے اور وہ اسے مہان سیاہ طاقت کا غلام بنانا چاہتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عامی ران کو مہان سیاہ طاقت کی بلی چڑھائے میرے خیال میں ایسا ہی ہوگا کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ کالے جادو اور سیاہ شکلتیوں کا قاتل کسی آسانی سے باقاش کے سحر میں آکر کوئی غلطی کر دے اور مہان سیاہ طاقت کی غلامی میں چلا جائے کیونکہ ماضی میں بھی بے شمار سیاہ شکلتیوں والوں نے عامی ران کے ذہن پر قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر ان کو منہ کی کھانی پڑی۔ الٹا عامی ران کے ہاتھوں فنا ہوئے ہیں اس بار باقاش نے ایسا چکر چلایا ہے کہ عامی ران کے ذہن سے روشنی کے کلام نکل چکے ہیں جس کی وجہ سے اس کی ذہنی صلاحیتوں کو لازمی نقصان پہنچے گا مگر پھر بھی مجھے لگتا ہے کہ عامی ران کسی بھی طرح مہان سیاہ طاقت کی غلامی میں نہیں آئے گا اور باقاش کو اسے مہان سیاہ طاقت کی بلی ہی دینی ہوگی۔“ راج کالو نے کہا۔

”آقا! یہ تو اچھی بات ہے کہ عامی ران سرکون کے تاریک جنگل کے کالے راج کے ماہر باقاش کے قبضے میں ہے۔ باقاش بہت ہی پاورفل، سفلی طاقت ہے اور روشن کلام کے بھول جانے کے بعد عامی ران کی حیثیت کسی حقیر کینچوے جیسی ہوگئی ہے۔ وہ بھیا نک موت مارا جائے گا۔“ چھایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر ایک قباحت اب بھی ہے اور مجھے اس کی فکر ہے کہ کہیں وہ لوگ عامی ران تک نہ پہنچ جائیں۔“ راج کالو نے اس بار تشویش سے کہا۔

”آقا! کون لوگ عامی ران تک پہنچ جائیں گے اور کسی چیز کی قباحت ہے

۔“ چھایا نے حیرت سے پوچھا۔

”عامی ران کے چار ساتھی جن میں افریقہ کا پرنس مکاشو بھی شامل ہے وہ

سرکون کے جنگل کے قریب پہنچ گئے ہیں اور اگر وہ وہاں پہنچ گئے تو باقاش سے عامی ران کو بچالیں گے۔“ راج کالو نے مٹھیاں بھینچ کر کہا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ

عمران اور اس کے ساتھیوں کا قیمہ بنا دے۔

”آقا! آپ اس لیے پریشان ہیں کہ عامی ران کے ساتھی اس کی مدد کو پہنچ

رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو مجھے اجازت دیں میں اپنی سیاہ شکتیوں سے ابھی جا کر عامی ران کے ساتھیوں کو فنا کر دیتی ہوں۔“ چھایا نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”چھایا! میری بات غور سے سنو۔ عامی ران کی بلی تو اب ضرور ہوگی لیکن میری

خواہش ہے کہ عامی رن کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھیوں کی بلی بھی مہان سیاہ طاقت

کے نام پر چڑھائی جائے کیونکہ اگر باقاش عامی ران کی بھیٹ دیتا ہے تو مہان سیاہ

طاقت اس کی سیاہ قوتوں میں تو بے پناہ اضافہ کر دیں گی مگر میں نہیں چاہتا کہ صرف

باقاش کو ہی مہان سیاہ شکتیاں ملیں میں بھی سیاہ شکتیاں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“ راج کالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آقا! میں ابھی بھی آپ کی بات نہیں سمجھی۔“ چھایا نے حیران ہوتے ہوئے

کہا۔

”چھایا! عامی ران کے چار ساتھی تو سرکون جنگل کے قریب پہنچنے والے ہیں

اور مجھے ان میں کسی اور کی نہیں صرف پرنس مکاشو کی فکر ہے کیونکہ وہ پراسرار طاقتوں

میں کسی ماہر وچ ڈاکٹر سے کم نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ افریقہ کے کئی وچ ڈاکٹروں

کا اس کے سر پر سایا ہے۔ پرنس مکاشو بہت ہی خطرناک ترین شخص ہے بلکہ اپنے آقا

عامی ران سے بھی کئی گنا زیادہ خطرناک شخص ہے۔“ راج کالو نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

”آقا! کہیں تو میں وہاں جا کر ابھی پرنس مکاشو کا کو سبق سکھا دیتی ہوں اور اس

کے خاتمے کے بعد عامی ران بھی مارا جائے گا۔“ چھایا نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”نہیں چھایا! میں تمہیں پرنس مکاشوکی سرکوبی کے لیے ہرگز نہیں بھیج سکتا کیونکہ وہ بد بخت کو سوں دور سے ہی سیاہ طاقتوں کی بوسونگھ لیتا ہے اور پھر ان کو فنا کر دیتا ہے کیونکہ وہ اب تک بے شمار دفعہ بڑی بڑی سیاہ شکتیوں کو فنا کر چکا ہے اور اپنے آقا عامی ران اور اس کے ساتھیوں کو سیاہ طاقتوں سے بچا چکا ہے میں فی الحال تمہیں پرنس مکاشوکی سرکوبی کے لیے ہرگز نہیں بھیجوں گا۔ اس بد بخت کا کوئی اور ہی حل نکالیں گے ہاں البتہ عامی ران کے دیگر ساتھی یعنی پاکیشیا کی سیکرٹ سروس بھی عامی ران کے سلسلے میں پوری ٹیم برازیل کے جنگلوں میں پہنچ چکی ہے اور وہ سب بھی بھرپور صلاحیتوں والے لوگ ہیں مگر عامی ران اور پرنس مکاشوکی بات اور ہے اس لیے تم نے اپنی کالی طاقتوں سے برازیل جا کر پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو اپنے سیاہ عمل کے ذریعے قیدی بنانا ہے اور پھر میں ان سب کو باقاش کے پاس لے جاؤں گا کیونکہ ان کے ہاتھوں بھی سیاہ شکتیوں کے لوگ مارے گئے ہیں اور باقاش کے لیے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ کسی تحفے سے کم نہیں ہوں گے۔ عامی ران کی بھیٹ کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بھیٹ بھی چڑھائی جائے گی اس طرح میں بھی مہمان سیاہ طاقت کی نظروں میں سرخرو ہو جاؤں گا اور کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف بھی کافی دنوں سے میری منتیں کر رہا ہے کہ کسی طرح عامی ران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کروں اس طرح ایک تیر سے دو شکار ہو جائیں گے عامی ران اور پاکیشیا کی سیکرٹ سروس عرصہ دراز سے کافرستان کے لئے درد سر بنی ہوئی ہے۔“ راج کالو نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر آقا! آپ خود کہہ رہے ہیں کہ افریقہ کا پرنس مکاشو سب سے بڑا خطرہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے پہنچ گیا پھر وہ اپنے ساتھیوں کی قربانی نہیں ہونے دے گا۔“ چھایا نے تشویش سے کہا۔

”وہ تو ہے۔ تم ایک کام کرو وہاں جا کر اپنی شکتیوں سے معلوم کرو کہ پرنس مکاشو اور اس کے ساتھی اس وقت کہاں ہیں۔ وہاں پہنچ کر ان کی راہ میں رکاوٹیں ڈالو تاکہ وہ کسی بھی صورت عامی ران تک نہ پہنچ سکیں۔ مگر اس کام کے لئے تمہیں بہت احتیاط برتنا ہوگی تمہاری تھوڑی سی لاپرواہی سے وہ خطرناک شخص تمہیں فنا کر دے گا۔ تم

اپنی غلام طاقتوں جو کہ میں نے تمہیں عنایت کی ہیں ان کے ذریعے پرنس مکاشوا اور اس کے ساتھیوں میں رکاوٹ پیدا کرو مگر تمہارا اصل کام پاکیشیا کی پوری سیکرٹ سروس کی ٹیم کو کالے سحر کے ذریعے باقاش کے تاریک جنگل میں پہنچانا ہے تاکہ ان سب کی قربانی کی جاسکے اور ہو سکتا ہے کہ باقاش کسی چال کے ذریعے عامی ران کے ذہن پر قابض ہو جائے یعنی عامی ران کسی طرح پلید ہو جائے تو یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ عامی ران پر حاوی ہو جائے اگر ایسا ہو گیا تو اور زیادہ اچھی بات ہوگی اس طرح رورشی کا نمائندہ رورشی کی طاقتوں کے ہی خلاف ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو گیا تو میں باقاش سے کہلو کر پاکیشیا کی سیکرٹ سروس والوں کی بلی عامی ران کے ذریعے ہی کرواؤں گا۔ وہ سحر کے ذریعے اپنے ہی ساتھیوں کا گلا کاٹے گا اس طرح میری سیاہ طاقتوں میں مہان اضافہ ہو جائے گا۔“ راج کالونے اس بار اس طرح خوش ہو کر کہا جیسے اس نے یہ سب کر دیا ہو۔

”ٹھیک ہے آقا! میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گی۔ مگر ایسا میں نے کر دیا اور ہم کامیاب ہو گئے تو مجھے بھی کوئی انعام ملے گا۔“ اس بار چھایا نے معنی خیز انداز میں راج کالو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں! اگر مجھے مہان کالی قوتیں مل جاتی ہیں تو میں تمہیں آزاد کردوں گا کیونکہ رورشی کے نمائندے اور کافرستان میں آفت برپا کرنے والے کافرستان کے دشمن مارے جائیں گے اور اس سے بڑھ کر میرے لیے خوشی اور کیا ہوگی کہ عامی ران اور پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو جائے۔“ راج کالونے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا جیسے اس کی ازلی خواہش ہو کہ عمران اور سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو جائے۔ یکنخت اس جگہ پھر دھواں نمودار ہوا اور ایک بار پھر بد صورت لڑکی میں تبدیل ہو گیا گو کہ یہ لڑکی جوان تھی مگر اس کا رنگ تو بے کی مانند سیاہ تھا اور شکل بھی بہت بھیا نک تھی۔

”آقا۔ آقا! آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے۔“ اس سیاہ لڑکی نے راج کالو کے سامنے سر خم کرتے ہوئے کہا۔

”جباتی! میں نے تمہیں نہیں بلایا پھر کیوں اس طرح منہ اٹھائے چلی آئی ہو۔“

میں اور چھایا ایک اہم موضوع پر بات کر رہے تھے۔“ راج کالونے برہمی سے اس

خوفناک سیاہ لڑکی جباتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آقا! میں معذرت چاہتی ہوں۔ مگر آپ نے خود ہی مجھے کہہ رکھا ہے کہ اگر بہت ہی اہم بات ہو تو بلا جھجک میرے پاس آ جایا کرو۔“ جباتی نے سرخم کرتے ہوئے ادب سے کہا۔

”ہاں بولو! آخر ایسی کیا اہم خبر لائی ہو۔“ اس بار راج کالو نے قدرے نرم

لہجے میں پوچھا۔

”آقا! اسرائیل کا ڈاکٹر شیان عامی ران کو اپنے قبضے میں کرنے کے لیے

برازیل پہنچ چکا ہے اور کسی بھی لمحے وہ باقاش کے سرکون بدروحوں کے تاریک جنگل میں پہنچ جائے گا۔ اس کا ارادہ باقاش سے ٹکر لے کر عامی ران کو حاصل کرنا

ہے۔“ جباتی نے ادب سے جواب دیا تو راج کالو کے چہرے پر مسکراہٹ ریگ گئی۔

”واہ اسے کہتے ہیں شکار کھیلنا۔ کیونکہ کالے راج سیاہ دنیا میں صرف مکرو فریب کی ہی سیاست چلتی ہے اب ڈاکٹر شیان یا باقاش میں سے کسی ایک کی موت لازمی ہے اور میرے پاس فاتح کی خوشامد پاکیشیائی سیکرٹ سروس کا تحفہ دینا میرے لیے فاتح سے دوستی اور مہمان سیاہ شکستیوں کا حصول بن جائے گا کیونکہ وہ دونوں مہمان ٹکری کے کالے عامل ہیں میری سیاہ طاقتیں ان دونوں سے کم ہیں۔ مکرو فریب سے فاتح کی خوشامد میرے لیے مہمان طاقتوں کا سبب بنے گی۔“ راج کالو نے جباتی کی بات سن کر خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب جباتی! تم نے واقعی بہت اہم خبر دی ہے میں ڈاکٹر شیان اور

باقاش دونوں خبیثوں کو اچھی طرح جانتا ہوں اور دونوں ایک دوسرے کے برسوں سے

ازلی دشمن ہیں۔ عامی ران کے لیے ان کی جنگ ایک کی موت ہوگی اور اب لازمی

ہو گیا ہے کہ میری ہی غلام طاقتیں برازیل کے جنگلوں میں گئی ہوئی پاکیشیائی سیکرٹ

سروس والوں کی ٹیم کو اغوا کریں یہ میرے لیے فائدہ مند ہوگا۔ بلکہ جباتی۔ اچھا ہوا ہے

کہ تم بھی آگئی ہو مجھے تمہارا خیال نہیں رہا تھا۔ تم اور چھایا جلدی سے برازیل کے

جنگلوں میں جاؤ جباتی۔ تم اپنے سیاہ عمل سے سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم کو اپنے سحر میں

جکڑ لو اس بات کا خیال رہے کہ ان کو کوئی نقصان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ڈاکٹر شیان یا

باقاش جو بھی عامی ران کا شکار کرے گا اس فاتح کو میں پاکیشیائی ٹیم کا تحفہ دوں گا تاکہ ان کو مہان سیاہ طاقت کی بلی چڑھایا جاسکے۔ یاد رہے کہ کوئی اور سیاہ طاقت پاکیشیا سیکرٹ سروس پر قابو نہ پاسکے اور چھایا ٹیم دور رہ کر پرنس مکاشو اور اس کے ساتھیوں کا راستہ روکوتا کہ وہ بھٹکتے رہیں اور عامی ران تک نہ پہنچ سکیں مگر یاد رہے کہ عامی ران کا غلام جوزف یعنی پرنس مکاشو بہت ہی خطرناک ترین شخص ہے اور اس بد بخت میں بلاشبہ اتنی طاقتیں ہیں کہ وہ باقاش اور ڈاکٹر شیان جیسے کالے راج اور سفلی طاقتوں کے ماہروں کو بھی مات دے سکتا ہے کیونکہ اس کی پشت پناہی افریقہ کے قدیم اور طاقت ور ووج ڈاکٹر کر رہے ہیں۔ پرنس مکاشو کو حسین عورت کے جال میں پھنسانا عامی ران سے بھی زیادہ مشکل ہے کیونکہ پرنس مکاشو عورت زاد اور خاص کر حسین لڑکیوں سے دور بھاگتا ہے اس لیے اس نابکار کو حسن کے جال میں پھانسا تو بہت مشکل ہے۔ وہ سیاہ طاقتوں کو آسانی سے پہچان لیتا ہے چاہے سیاہ طاقت کسی بھی روپ میں ہو اس لیے احتیاط سے پرنس مکاشو سے مدد بھیڑ ہونا اور بہتر ہے کہ دور رہ کر ہی اس کو بھٹکانے کی کوشش کرو۔“ راج کالو نے ایک بار پھر چھایا اور جباتی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے آقا! ہم دونوں آپ کی ہدایت پر عمل کریں گی۔“ چھایا اور جباتی نے ایک ساتھ کہا۔

”ٹھیک ہے! میں بھی ابھی اور اسی وقت برازیل جانے کی تیاری کرتا ہوں اپنے محافظوں کے ہمراہ۔ اب تم جلدی سے جاؤ اور اپنا کام شروع کر دو۔“ راج کالو نے ان کی طرف دیکھ کر کہا تو پہلے جباتی دھوئیں میں تحلیل ہو کر غائب ہو گئی پھر چھایا ایک کتیا میں تبدیل ہوئی اور بھونکنے لگی اور پھر دو دھواں بن کر غائب ہو گئی ان دونوں کے جانے کے بعد راج کالو نے ایک بار پھر اپنی آنکھیں موند لیں۔

○.....○.....○

”مس جولیا! کیا آپ کے خیال میں ہم اس تاریک جنگل میں داخل ہو پائیں گے جہاں بقول چیف کے عمران صاحب وہاں مشکل سے دو چار ہے۔“ جولیا کے ساتھ چلنے والی کراسٹی نے کہا۔

”دیکھو کراسٹی! ویسے تو ہم اب بھی ایک گھنٹے اور خطرناک جنگلوں میں ہیں

کیونکہ برازیل کے جنگلوں کا رقبہ بہت زیادہ طویل ہے اور ہم دریائے ایمازون کے سے زیادہ دور نہیں ہیں یعنی دریا کے قریب قریب سفر کر رہے ہیں اور بہت خطرے میں بھی ہیں جہاں تک سفر کی بات ہے ہم نے چیف کی ہدایت کے مطابق جیپ تک وہاں سفر کیا ہے جہاں سے اندازے کے مطابق دریا کی جنوبی سمت سے سفر کر رہے ہیں اور چیف کا کہنا ہے کہ جوزف کے مطابق اسی جنوبی سمت ہی کہیں تاریک جنگل ہیں مگر ہمیں اب دریا سے دور ہونا پڑے گا کیونکہ جنوبی سمت گھنے درختوں کا طویل سلسلہ شروع ہو جائے گا اور ہمیں بہت احتیاط سے آگے بڑھنا ہوگا کیونکہ ہم پہلے بھی برازیل کے طویل جنگلوں میں کئی بار آچکے ہیں۔ گو کہ ان دنوں کبھی تو عمران اور جوزف دونوں کی نگرانی میں ہم یہاں آئے ہیں اور کبھی صرف عمران کے ساتھ یہاں برازیل کے ان جنگلوں میں آئے ہیں اور کبھی صرف جوزف کی لیڈر شپ میں یہاں آئے ہیں اور اس بار ہم پوری سیکرٹ سروس والے یہاں آئے ہیں مگر ہمیں بہت احتیاط کرنی ہوگی کیونکہ اس بار ہمیں ان دونوں کی خدمات بھی حاصل نہیں ہیں کیونکہ عمران تو خود ماورائی قوتوں کے ہاتھوں پر اسرار طریقے سے اغوا ہو کر برازیل کے کسی تاریک جنگلوں میں قید ہے جہاں بقول چیف کے جوزف کے مطابق وہاں کالی قوتوں کا راج چلتا ہے اور جوزف ہم سے پہلے ہی اپنے فورپاور ممبران کے ساتھ برازیل کے ان جنگلوں میں ہی ہے اور میرے خیال میں اپنی حیرت انگیز صلاحیتوں سے وہ عمران کی مدد کے لیے تاریک جنگلوں کے قریب ہی ہوگا۔“ جولیانے کہا تو کراسٹی اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باقی سب ممبران بھی ساتھ ساتھ جدید ایمنیشن کے ہمراہ چونکنے ہو کر گئے جنگلوں میں ہر طرف نظریں دوڑا رہے تھے کیونکہ جنگل میں زندگی میں تھوڑی سی غفلت موت کا سبب بن جاتی ہے اور یہ سب بے شمار دفعہ دنیا کے خطرناک جنگلوں کا فرستان، روسیا، بنگال، برازیل اور خاص کر افریقہ کے جنگلات کا ان کو وسیع تجربہ تھا اور عمران و جوزف وغیرہ کی نگرانی میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بے شمار بار خطرناک جنگلات کی مہمات کامیابی سے سر کر چکے تھے۔ دراصل ایکسٹوکی خواہش تو نہیں تھی کہ وہ جوزف اور فورپاور کو عمران کے سلسلے میں روانہ کرنے کے بعد سیکرٹ

سروس کو بھی روانہ کرے مگر جولیا کی لیڈر شپ میں پوری سیکرٹ سروس نے چیف سے بھرپور شکوہ کیا کہ ان کو عمران کے سلسلے میں روانا کیوں نہیں کیا گیا کیا وہ سیکرٹ سروس کو اس قابل نہیں سمجھتے۔ بلیک زیرو نے پوری سیکرٹ سروس بمعہ فورسٹارز کے پورے دس ممبران کو ڈپٹی چیف جولیا کی لیڈر شپ میں برازیل روانا کر دیا تھا تا کہ ان کا شکوہ ختم ہو سکے۔ ویسے تو بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ یہ ماورائی مہم ہے اور جوزف کے بغیر سیکرٹ سروس کو بہت مشکل ہوگی مگر چونکہ چند ایسی بھی ماورائی کیسز تھے جن میں جوزف شامل نہیں ہوا تھا اور سیکرٹ سروس والوں نے کامیابی سے شیطان کی کالی طاقتوں کا خاتمہ کیا تھا اور بلیک زیرو کو یقین تھا کہ اگر پوری سیکرٹ سروس اور فورسٹارز کے دس ممبران اکٹھے ہوں تو جنگلات میں ایک دوسرے کا سہارا بن سکتے ہیں جہاں ان کو جنگلات کی زندگی کا بھرپور تجربہ تھا اور پاکشائی سیکرٹ سروس جس کا پوری دنیا میں ایک نام تھا جنگل میں کسی مجرم تنظیم ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہاں البتہ کالی قوتوں نے ان کا راستہ روکنے کی کوشش کی تو پھر یہ مشکل میں پڑ سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی بلیک زیرو نے سیکرٹ سروس کو عمران کی سرکوبی کے لیے برازیل روانا کر دیا تھا اور صدر مملکت صاحب کو کہہ کر سپیشل طیارے سے اپنے رسوخ سے ان کے تمام کاغذات مکمل کروا کے ان کو روانا کر دیا تھا کہ فارغ بیٹھنے سے بہتر ہے سیکرٹ سروس اس ماورائی اور کالے جادو کے معاملات میں اپنی طرف سے کوشش کر دیکھے۔

”سیکرٹ سروس سپیشل طیارے سے برازیل پہنچی تو وہاں پہنچتے ہی ایکسٹو کے برازیلی نمائندے روجوف جس کو بلیک زیرو نے سیکرٹ سروس کی اطلاع کر دی تھی۔ اس نے سروس کے لیے دو جیپوں کا انتظام کر دیا تھا اپنی گائیڈنس میں ان کو جنگلات کی اس سمت تک لے گیا تھا جہاں اس کے مطابق کھنے جنگلوں سے گزر کر وہ تاریک جنگلوں کے نام سے مشہور جنگلوں میں گھس سکتے تھے۔ جوف کو یہ تو معلوم نہیں تھا کہ برازیل میں تاریک جنگل کس سمت ہیں مگر تاریک جنگلوں کا سلسلہ بہت وسیع تھا اور روجوف کو یہ معلوم نہیں تھا کہ برازیل کے طویل جنگلوں میں وہ کونسے جنگلات ہیں جہاں پر اسرار قوتوں کا راج ہے ویسے جنگلات کے اندر افریقہ کے جنگلات کی طرح بے شمار جنگلی قبیلے بھی تھے جو جادوؤں جیسے فرسودہ چیزوں میں بھی پڑے ہوئے تھے۔

”دریائے ایمرن کے ساتھ گھنے جنگلوں کا طویل سلسلہ شروع ہوتا تھا

۔ روجوف نے ان کو بلیک زیرو کے کہنے پر جدید اسلحہ بھی دیا تھا مگر جنگلات میں ان کے ساتھ نہیں گیا تھا کیونکہ اس کو برازیل کے طویل جنگلات کے حدود وغیرہ کا تو معلوم تھا مگر جنگلات کی زندگی کا کوئی تجربہ نہیں تھا اس لیے سیکرٹ سروس نے اسے واپس بھیج دیا تھا اور روجوف اور اس کے ساتھی نے ان کو جنگلات کے جس حصے میں چھوڑا تھا اس کے آگے بہت گھنا جنگل شروع ہوتا تھا اور گاڑی کا اس میں آنا ناممکن تھا اس لیے سیکرٹ سروس جدید ایمنیشن اور دیگر اہم سامان کے ہمراہ اس وقت جنگلوں میں راستہ بناتے آگے بڑھ رہے تھے۔

”ویسے مس جولیا! آپ کی نظر میں ہمیں کیا کسی گائیڈ کی ضرورت ہونی چاہیے تھی یا نہیں؟“ کیپٹن شکیل نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا اور اس نے بھی سب ممبران کی طرح اپنے ماتھے پر جدید اور طاقت ور ٹارچ ہیلٹ کے ذریعے اپنے ماتھے پر باندھا ہوا تھا اور گھنا جنگل ہونے کے باوجود ہر طرف روشنی تھی۔

”کیپٹن شکیل! مانا کہ اس وقت ہم میں کوئی گائیڈ نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی ہمیں جنگل کی زندگی کا بھرپور تجربہ ہے اور ہم اپنی طرف سے کوشش کریں گے کہ جنگلات کے خطرات کا مقابلہ کرتے ہوئے عمران تک پہنچنے کی کوشش کریں میں نے فوراً اورز کے ممبران یعنی جوزف، ٹائیگر، رابرٹ اور جوانا تمام سے بات کرنے کی کوشش کی ہے مگر ابھی تک ان سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے شاید وہ فون سننے کی پوزیشن میں نہ ہوں یا پھر کسی مشکل میں پھنس چکے ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ عمران کو اغوا کرنے والی سیاہ قوتوں نے جوزف وغیرہ کو بھی قید کر دیا ہو۔“ جولیا نے تشویش سے کیپٹن شکیل کو جواب دیا۔

”نہیں! میرے خیال میں مس جولیا شاید ان جنگلوں میں کوئی بھی نیٹ ورک کام نہ کر رہا ہو ان کے قریب ہونے سے شاید رابطہ ممکن ہو سکے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے ان کے سیل فونز وغیرہ جنگل میں کہیں گر چکے ہوں اس وجہ سے ہمارا ان سے رابطہ نہیں ہو پا رہا۔“ صفدر نے اپنا اندازہ لگایا تو جولیا اور کیپٹن شکیل سر ہلانے لگے جیسے غالباً ایسا ہی ہوا ہو۔

”ویسے ہم سب ممبران چیف سے التجا کر کے یہاں آ تو گئے ہیں۔ مگر بغیر

جوزف یا رابرٹ کی غیر موجودگی میں ہمیں کس طرح معلوم ہوگا کہ آخر ہمارا ٹھکانا ہے کیا۔“ نعمانی نے تشویش سے کہا۔

”دیکھو نعمانی! جب بندہ ہمت کرتا ہے تو کوئی نا کوئی راہ نکل ہی آتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم کسی نہ کسی طرح عمران یا پھر جوزف وغیرہ کے ساتھ جا ملیں گے۔“ صالحہ نے بھرپور یقین سے کہا۔

”میرے خیال میں ہمیں اب کچھ دیر آرام کر لینا چاہئے اور کھانا بھی کھا لینا چاہیے تاکہ مزید سفر کر سکیں۔“ جولیا نے سب ممبران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مس جولیا! آپ درست کہہ رہی ہیں اس طرح ہم سب ممبران تازہ دم ہو جائیں گے۔“ صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اور پھر سب ہی ایک مٹھی اور صاف جگہ پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔

”ویسے کراٹی اور صالحہ! ہم فورسٹارز کی موجودگی میں کافی دنوں بعد تمام ممبران کسی مہم میں اکٹھے ہوئے ہیں ورنہ ہم فورسٹارز کے ساتھ تو ایک دو ممبران ہی ہوتے تھے۔“ چوہان نے صالحہ اور کراٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ہاں! وہ تو ہے اور ویسے بھی صالحہ اور خاص کر میرا آپ سب ممبران کے ساتھ جنگل کے ایڈونچر میں سب کے شامل ہونے کا پہلا ہی اتفاق ہے البتہ آپ سیکرٹ سروس کے ممبران کو پاکیشیا میں کام کرتے ہوئے طویل عرصہ ہو گیا ہے۔“ کراٹی نے کہا۔

”ویسے سچی بات یہ ہے کہ عمران کے بغیر ان خطرناک جنگلوں کی مہم پھکی ہے کیونکہ وہ باتوں میں زیادہ تر مجھے ہی نشانہ بناتا ہے یا پھر مس جولیا کو زچ کرتا ہے۔ مگر حقیقت میں صلاحیتوں میں وہ ہم سب سے آگے ہے بس اس کا بے وقت کا مذاق مجھے اچھا نہیں لگتا۔“ تنویر نے جو کافی دیر سے خاموش بیٹھا ہوا تھا نے کہا تو سب حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

”ہاں تنویر! تم نے آج سچی بات کی ہے اور خوشی ہے کہ تمہارے دل میں بھی عمران صاحب کی محبت اور قدردانہ موجود ہے۔ کیونکہ واقعی ان کے بغیر ہر مہم پھکی ہوتی ہے ویسے بھی ہر کیس میں عمران صاحب اپنی خداداد صلاحیتوں سے مشکل ترین حالات

میں بھی کامیابی حاصل کرتے ہیں اور ہمیں بھی مشکلات سے نکال لیتے ہیں۔“ صدر اور صالح نے ایک ساتھ یہ الفاظ کہے تو سب مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

”صالح! شکر کرو عمران صاحب یا ان کا باورچی سلیمان یہاں نہیں ہے ورنہ یہ حضرات مس جولیا اور تنویر وغیرہ کو چھوڑ کر آپ دونوں کو ہی تماشہ بنا دیتے۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدر اور صالح زروس ہو گئے۔

”وہ کیسے کیپٹن شکیل۔“ خاور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اس کا جواب میں دیتا ہوں! اب جیسا کہ ہر مہم میں عمران مجھے جولیا کا بھائی بنا دیتا ہے اور جولیا کے بارے میں کہتا ہے کہ دلہن اور باراتی یہاں موجود ہیں۔ بس نکاح خواں کی دیر ہے۔ عمران جیسا شیطان یہاں موجود ہوتا تو مجھے اور جولیا کو بخش کر صدر اور صالح کو دلہا دلہن بنا کر دم لیتا۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار تہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

”ویسے تنویر، عمران صاحب کی غیر موجودگی میں تمہارا دماغ بھی خوب چل رہا ہے اور عمران صاحب کی موجودگی میں تمہارا موڈ آف رہتا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اس طرح ہنستے مسکراتے رہا کرو کیونکہ زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔“ کراسٹی نے تنویر کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”کراسٹی، عمران صاحب کے عاشق مزاج ساتھی رابرٹ سے دوستی کے بعد تمہارے دل میں بھی زندگی اور زندہ دلی کی باتیں بہت یاد آتی ہیں۔“ صالح نے مسکراتے ہوئے کراسٹی کی طرف دیکھ کر کہا تو سب ایک بار پھر سب تہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

”ہاں بھئی! آخر کو ہماری ساتھی کراسٹی کی شکل ہماری ڈپٹی چیف جولیا سے جو ملتی ہے۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”چلو اب تم سب صدر اور صالح کو چھوڑ کر میرے گلے پڑ گئے۔“ کراسٹی نے پھیکے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے آج مس روشی کی یاد آنے لگی ہے۔ مس روشی بھی عمران صاحب کی طرح آزاد مبر ہے اور ہم سیکرٹ سروس والوں کے ساتھ کئی کیسوں میں کام کر چکی ہیں

سب چونک گئے اور ان کے چہروں پر کبیدگی چھا گئی۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ وہ کسی جنگلی قبیلے کی نظروں میں آ چکے ہیں اور اب وحشی ان کے قریب پہنچنے والے ہیں۔

”سب اپنی اپنی ٹارچیں بجھا دیں اور تیزی سے گھنے درختوں کے اوپر چڑھ جائیں۔“ جولیا نے سب کی طرف دیکھ کر گویا حکم دیا تو سب نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور تیزی سے اپنے ماتھے پر اڑسی ہوئی تیز رفتار ٹارچوں کو آف کر دیا اور اپنے گرد موجود گھنے درختوں کو دیکھنے لگے۔ پھر ایک دوسرے کے قریب قریب گھنے درختوں کے اوپر چڑھ کر ان کی گھنی شاخوں میں خود کو چھپانے کی کوشش کرنے لگے اور اپنا سانس بھی دھیمے انداز میں لینے لگے کیونکہ ان کو افریقہ اور برازیل کے وحشی قبیلوں کے بارے میں اچھی طرح معلوم تھا اور خاص کر برازیل کے بعض قبیلے تو آدم خور ہونے کے ساتھ انسانی کھوپڑی کو سکھا کر معلوم نہیں کس طریقے سے اسے سیکر کر اپنے گھروں کے دروازوں میں ٹانگ دیتے تھے اور یہ سب اجنبی لوگوں کے ساتھ ہوتا تھا۔

”ابھی ان کو یہاں چھپے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ لیکنٹ یہاں بے شمار تقریباً سو سے زیادہ وحشی پہنچ گئے جن کے ہاتھوں میں لکڑی کے نیزے اور کسی خاص لکڑی کی جلتی ہوئی مشعلیں تھیں سب وحشی غور سے ایک دوسرے سے اونچی آواز میں بولتے ہوئے ان سب کو ڈھونڈ رہے تھے۔ مگر چونکہ سیکرٹ سروس کے سب ممبران دم سادھے گھنی شاخوں میں چھپے ہوئے تھے۔ حالانکہ تنویر نے ہلکا سا کہا بھی تھا کہ ہمارے پاس بے شمار ایمونیشن ہے اور آنے والے وحشیوں کو اڑا دیتے ہیں مگر جولیا نے منع کر دیا تھا کیونکہ اگر وحشی بے شمار ہوئے تو وہ غصے سے پھر جائیں گے اور پھر آخر یہ دس افراد کب تک اتنے بے شمار وحشیوں سے لڑ سکیں گے کیونکہ اب تو بعض وحشی قبیلے جدید ہتھیار چلانا اور اس کا استعمال کرنا بھی جان گئے تھے اس طرح ان سب کے لیے بہت مشکل ہو جاتی تھی۔

”لو بوکا کا سو کو۔“ ایک وحشی کی نظر صفر پر ٹک ہی گئی اور اس نے خوشی سے چیختے ہوئے نامعلوم اپنے ساتھیوں سے کیا کہا تو سب وحشی صفر والے درخت کے نیچے پہنچ گئے اور درخت کو آگ لگانے لگے۔ یہ دیکھ کر سب پریشان ہو گئے۔ صفر نے خود کو ان وحشیوں کے ہاتھوں قید ہونا ہی مناسب سمجھا اور تیزی سے درخت سے نیچے

اتر آیا ہاتھ اوپر کر لیے۔ یہ دیکھ کر سب وحشی خوشی سے اچھلنے لگے۔

”اب دیگر ممبران بھی ان وحشیوں کی عقابی نظروں میں آ گئے خاموشی اور

شرافت سے نیچے آ گئے۔ یہ سب وحشی ہٹے کٹے اور سیاہ رنگ کے تھے تمام سیکرٹ

سروس والوں کو ان وحشیوں نے اپنے نرغے میں لیا اور ایک طرف چلنے کا کہا۔ تمام وحشی

سیکرٹ سروس کے مرد ممبران کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے قضائی قربانی کے بکرے کو

دیکھتا ہے البتہ جولیا، صالحہ اور کراسٹی کو ہوس بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ یکلفت

وحشیوں کا ایک اور بہت بڑا گروہ نمودار ہو گیا اور ان سب کو دیکھ کر وہ بھی ان وحشیوں

کے ساتھ ناچنے لگے اور خوشیاں منانے لگے ان وحشیوں کی تعداد تقریباً تین سو سے

زیادہ تھی اور اپنی تعداد میں وہ لوگ وحشیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے ان کے پاس جدید

ایمونیشن تھا مگر جولیا نے ابھی سب کو صبر کرنے کا کہا تھا اور فی الحال خود کو ان کے

حوالے کر دیا تھا تا کہ موقع کی مناسبت دیکھ کر وہ کچھ کر سکیں۔ خوفناک شکلوں والے

نگد دھڑنگ وحشی ان کو اپنے نرغے میں لیتے ہوئے ایک کھلے ایرے میں لے آئے

جہاں سینکڑوں کی تعداد میں سرکنڈوں کے چھوٹے بڑے خیمے لگے ہوئے تھے۔ یہ قبیلہ

بہت بڑا لگ رہا تھا اور یہ دیکھ کر ان کے خون خشک ہو گئے کہ اکثر خیموں کے دروازوں

پر انسانی کھوپڑیاں رسی سے پرو کر لٹ کائی ہوئی تھیں۔ لازمی یہ ریڈرائٹین قبیلہ تھا یعنی

اجنبی مسافروں کو پکڑ کر بھون کر کھا جانے والا وحشی قبیلہ لگ رہا تھا۔ ایک بڑے اور

مرکزی خیمہ جو کہ ان کے سردار کا لگ رہا تھا یہاں بھی بے شمار انسانی کھوپڑیاں لٹکی ہوئی

تھیں۔ یہ وحشی گرائنڈیل تھا اس کا رنگ نہ ہی گورا تھا اور نہ ہی سانولا تھا بلکہ گندمی رنگ

کا تھا اس کے سر پر تاج، دراز قد ہونے کے ساتھ ساتھ جوزف، رابرٹ اور جوانا کی

طرح قوی ہیکل تھا۔

”کون ہو تم بدقت لوگو! یہاں ہمارے قبیلے کی حدود میں کیوں داخل ہوئے

ہو۔“ اس گرائنڈیل نوجوان وحشی سردار نے جولیا، صالحہ اور کراسٹی کو دیکھتے ہوئے انگلش

میں پوچھا تو سب ممبران حیرت سے اچھل پڑے۔

”کیا مطلب! کون ہو تم اور انگلش کیسے جانتے ہو یہ سب خیموں کے دروازوں

پر انسانی کھوپڑیاں یہ سب کیا ہے۔“ تنویر نے خشک انداز میں اس نوجوان وحشی سردار

سے پوچھا۔

”میں تم لوگوں کا قیدی نہیں بلکہ تم میرے قیدی ہو اور بتاؤ کہ یہاں کس مقصد کے لیے آئے ہو۔“ وحشی سردار نے خشک لہجے میں کہا۔

”ہم بتا بھی دیں تو تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرو گے! ویسے بتا دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے چند ساتھیوں کی تلاش میں ان جنگلوں کا رخ کیا ہے اور انجانے میں تمہارے قبیلے کی حدود میں پھنس گئے ہیں۔“ صفدر نے اس نوجوان قوی ہیکل وحشی سردار کو انگلش میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے! تمہارا فیصلہ کل کیا جائے گا فی الحال تم سب خود کو میرا مہمان سمجھو یا قیدی سمجھو۔ مگر تم لوگ اپنے بیگ اور اسلحہ ہمارے پاس جمع کرادو۔“ نوجوان وحشی نے ان سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اگر ہم اپنا سامان اور اسلحہ تمہیں نہ دیں تو کیا کر لو گے۔“ تنویر نے خشک انداز

میں پوچھا۔

”دیکھو اجنبی لوگو! ہمارے ساتھ بحث نہ کرو۔ تم مجھے دیگر وحشی قبیلوں کے

سرداروں سے الگ ہی پاؤ گے مگر فی الحال ابھی خود کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ جدید ہتھیار میرے بندے بھی چلا سکتے ہیں اور ہمارے پاس جدید اسلحہ موجود بھی ہیں اس لیے تم چند لوگ ہمارا مقابلہ زیادہ دیر نہیں کر سکتے لہذا خود کو سلنڈر سمجھو اور میری بات پر عمل کرو۔“ تنویر کی بات سن کر نوجوان وحشی نے اس بار خشک انداز میں ان کو گویا حکم دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے صدیقی اور صفدر کی طرف دیکھ کر اشارے میں پوچھا کہ کیا کیا جائے تو دونوں نے آئی کوڈ میں کہا کہ فی الحال ابھی ان کو اپنا سامان دے دیتے ہیں۔ جولیا نے ان کے اشارے سمجھ کر طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے! ہم تمہیں اپنا سامان اور اسلحہ دے رہے ہیں۔“ جولیا نے کہا اور اپنا سامان اتار کر نیچے پھینک دیا۔ اس کو دیکھ کر سب ممبران نے بھی ایسا ہی کیا۔ ان کے سامان رکھتے ہی چند وحشی آگے بڑھے اور ان کا سامان اٹھالیا۔

”سیکڑ سروس کے ممبران نے حیرت سے ایک بات نوٹ کی کہ اس قبیلے کی وحشی عورتیں اور جوان لڑکیوں نے مردوں کی نسبت خود کو کافی حد تک ڈھانپا ہوا تھا۔

اپنے مردوں کی طرح ننگ دھڑنگ نہیں تھیں۔ ان کے وجود جدید دور کے کپڑوں سے ڈھکے ہوئے تھے جو کہ ایک حیرت انگیز بات تھی۔

”چلو! ان اجنبی مردوں کو دوسرے خیمے میں اور ان تینوں لڑکیوں کو میرے خیمے میں لے جاؤ۔ آج رات ان تینوں کے ساتھ گپ شپ ہوگی۔“ نو جوان وحشی نے ان کے سامان پر قبضہ کرنے کے بعد محافظ وحشیوں سے پہلے قبیلے کی زبان میں کہا جسے ممبران نہ سمجھ سکے پھر انگلش میں ان کو سنانے کے لیے کہا تو چند نو جوان لڑکیاں آگے بڑھیں۔ جولیا، صالحہ اور کراسٹی کو اپنے زرعے میں لے لیا۔

”یہ تینوں کوئی عام لڑکیاں تو تھیں نہیں کہ نو جوان وحشی سردار کی بات سن کر ڈر جاتیں۔ تینوں نے ہنکارہ بھرا اور آرام سے ان وحشی لڑکیوں کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئیں۔ جولیا نے تنویر اور دیگر ساتھیوں کو آئی کوڈ میں نارمل رہنے کا اشارہ دے دیا اور سردار کے خیمے میں داخل ہو گئی اور ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لیے خود کو تیار کر لیا۔ جیسے ہی تینوں اندر داخل ہوئیں تو وحشی لڑکیوں نے باہر نکل کر خیمے کا دروازہ بند کر دیا۔ خیمے کے اندر سرکنڈوں کی دیوار میں ایک فریم کندہ تھا اور اس میں ایک اس نو جوان کی تصویر کندہ تھی اس نو جوان وحشی سردار کے ساتھ ایک اور نو جوان کی تصویر بھی کندہ تھی جو کہ گورانو جوان تھا اس تصویر کو دیکھ کر جولیا، صالحہ اور کراسٹی بے اختیار چونک کر حیرت سے اچھل پڑیں جیسے وہ اس وحشی سردار کے ساتھ کھڑے نو جوان کو اچھی طرح سے جانتی ہوں۔

○.....○.....○

”جیسے ہی ان خوفناک زندہ مردوں نے عمران کی طرف دیکھا عمران کا خون خشک ہونے لگا کیونکہ عمران انسانوں سے تو لڑ سکتا تھا مگر اس شیطانی، خوفناک اور سفلی مخلوق سے کس طرح لڑ سکتا تھا جو کہ پہلے سے ہی مردہ تھے۔ عمران جس مردے سے ٹکرایا تھا اس نے صرف ایک لمحے کے لیے عمران کی طرف دیکھا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران نے سکھ کا سانس بھرا کہ پھر اس عفریت نما مخلوق نے اس کو نہیں دیکھا معلوم نہیں اس میں کیا اثر تھا۔ عمران اتنا سمجھ چکا تھا کہ اپنے پر اسرار علم کی بدولت بوڑھے جارج نے اسے جس شیطانی دنیا میں پہنچایا ہے یہ شیطان پرستوں کے کالے جادو کی ہولناک سفلی

دنیا ہے۔

”عمران بہت مضبوط اعصاب کا مالک تھا مگر اس وحشت کی بھیاںک نگری میں عمران جو ہولناک مناظر دیکھ رہا تھا یہ عبرت کے بھیاںک مناظر دیکھ کر اس کا رواں رواں کانپ رہا تھا۔

”عمران اس بھیاںک سیاہ حویلی نما کمرے سے ہٹ گیا اور پھر جزیرے میں آگے بڑھنے لگا۔ عمران نے دیکھا کہ چند زندہ مردے ایک چارپائی میں ایک مردے کو لے کر جا رہے ہیں ان تمام مردوں کی کٹی ہوئی گرہیں بھی اس چارپائی پر پڑی تھیں کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کس زندہ مردے کی کولی گردن سے کیونکہ ان کے سر دھڑ سے الگ تھے اور اس سب کے منہ سے اس طرح اذیت ناک چیخیں نکل رہی تھیں۔ عمران کے دیکھتے ہی ان بھیاںک مردوں نے اس چارپائی کو ایک جگہ رکھ دیا اور تیزی سے اپنی اپنی کٹی ہوئی گردنیں اٹھا کر اپنے سر پر رکھنے لگے۔ عمران نے دیکھا کہ یہ سب عورتیں تھیں لیکن عمران نے ایک اور بھیاںک اور وحشت کا لرزہ خیز منظر دیکھا۔ عمران نے دیکھا کہ ان تمام زندہ مردوں جو کہ سب عورتیں تھیں ان کے چہرے کھوپڑیوں میں بدل گئے ہیں اور ان کے منہ سے آگ کے شرارے نکل رہے ہیں اور کھوپڑیوں کی گردنوں والی جگہ سے خون بہا رہا ہے اور پھر لیکن ان کے چہروں پر گوشت بھر گیا مگر وہ سب عورتیں جو کہ بے پناہ حسین اور نوجوان لڑکیاں تھیں ان کے منہ سے بھیاںک انداز میں چیخیں نکلتے لگیں جیسے ان کو بے دردی سے ذبح کیا جا رہا ہو اور ان کے منہ سے خرخر کی آوازیں نکلتے لگیں ایسا لگتا تھا جیسے ان کے سروں کو ان کے دھڑ سے الگ کیا جا رہا ہو۔ عمران بھیاںک انداز میں آنکھیں پھاڑے یہ تمام آسٹری اور بھیاںک مناظر دیکھنے پر مجبور تھا کیونکہ یہاں ہر طرف خوف و ہراس اور موت کا بھیاںک راج قائم تھا۔ عمران آگے بڑھا اور غور سے اس چارپائی پر موجود ہستی کو دیکھنے لگا تو لیکن اس کا سانس خوف سے ایک دفعہ پھر رکنے لگا۔

”عمران نے دیکھا کہ ایک زندہ مردے جو کہ ایک نوجوان لڑکی تھی کی لاش پڑی تھی اور اس کی گردن کٹی ہوئی تھی جس میں دنیا جہاں کا کرب تھا اور اس بد قسمت حسین لڑکی کے خون آلود وجود کو سیاہ رنگ کے چوہے اور بچھوادھڑ کر کھانے میں

مصروف تھے اس بد قسمت حسین لڑکی کی آنکھیں جیسے زندہ تھیں اور اس میں کرب و تکلیف کے آثار عمران کو نظر آ رہے تھے۔

”عمران کے ماتھے پر پسینہ بہہ گیا تھا اور اب عمران کا اس ہولناک کالے راج کی بھیانک سفلی دنیا سے دل اچاٹ ہو چکا تھا۔ عمران ایک دفعہ پھر پیچھے ہٹا اور وہاں سے جانے کا راستہ ڈھونڈنے لگا۔ تھوڑا اور آگے بڑھا تو اس نے دیکھا کہ یہاں چند قبریں ہیں اور پھٹی ہوئی ہیں یہاں خاموشی طاری ہے۔ عمران آگے بڑھا اور ان قبروں سے بچ کر آگے جانے لگا تاکہ یہاں اس بھیانک نگری سے باہر جاسکے۔ عمران ابھی ان قبروں سے تھوڑا ہی آگے گیا ہوگا کہ یکنخت عمران کا پاؤں پھسل گیا اور عمران دھڑام سے ایک قبر میں گر گیا۔ جیسے ہی عمران اس بھیانک قبر میں گر عمران کے منہ سے چیخ نکل گئی کیونکہ عمران نے دیکھا کہ اس بھیانک شیطان نگری میں ایک زندہ مردہ پڑا تھا جس کے وجود کو آگ لگی ہوئی تھی مگر اس کی آنکھیں زندہ تھیں یکنخت اس بھیانک زندہ مردے نے آنکھیں کھول دیں کیونکہ عمران اس کے اوپر گر تھا اور تیزی سے ایک طرف ہو گیا تھا۔ عمران نے تیزی سے قبر سے اٹھ کر جب لگایا اور باہر نکل گیا مگر عمران نے ایک اور بھیانک منظر دیکھا کہ یکنخت قبریں پھٹنے لگیں اور ان میں سے بھیانک عفریت نما زندہ مردے نکلنے لگے اور سب عمران کو دیکھنے لگے تھے کیونکہ ان کے منہ سے غصے سے چیخیں نکل رہی تھیں اور سب بھیانک انداز میں عمران کی طرف بڑھنے لگے۔

”اوہ بیوقوف عامی ران! تمہیں کس نے کہا تھا کہ اس بھیانک جگہ آؤ یہ مردے پھر چلے ہیں اور تمہیں مار کر اپنے جیسا بنانا چاہتے ہیں تم نے خود ہی غلطی کر کے اپنا نقصان کیا ہے۔“ عمران کو اپنے کان میں جارج کی تیز سرگوشی سنائی دی۔ عمران ایک بار پھر بھاگ اٹھا مگر عمران نے دیکھا کہ چاروں طرف سے بھیانک زندہ مردے اس کے گرد حلقہ تنگ کر رہے ہیں اور عمران کسی بھی وقت ان کے زرخے میں پھنس سکتا ہے۔ یہ دیکھ کر عمران پریشان ہو گیا پھر یکنخت اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ عمران نے دیکھا کہ اس کا ایم پی فیکٹر اس کی جیب میں ہی ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ سب خوفناک عفریت عمران کو اپنے زرخے میں لیتیں یکنخت عمران نے اپنی جیب سے ایم پی

فیکٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا یکنخت ایم پی فیکٹر سے نیلی شعائیں نکلنے لگیں اور جیسے ہی کوئی شعاع کسی زندہ مردے کو لگتی تو اس کا وجود بھک سے جلنے لگتا جیسے اسے آگ لگ رہی ہو۔ یہ دیکھ کر عمران کا حوصلہ بڑھ گیا اور بے دریغ ان عفریتوں پر ایم پی فیکٹر سے ان کو جلانے لگا اور تیزی سے ان کے حلقے کو توڑ کر ایک طرف بڑھنے لگا۔ یکنخت عمران کو ٹھوکر لگی اور دھڑام سے نیچے گرا اور پھر عمران کا دماغ میں اندھیرا میں ڈوبنا چلا جا رہا تھا مگر پھر اچانک اس کا دماغ جاگ اٹھا۔

”عمران نے غور کیا کہ اب وہ اسی سرکنڈوں کی جھونپڑی میں تھا جہاں بوڑھے جارج نے اسے پراسرار طریقے سے شیطان پرستوں کے کالے راج کی ہولناک دنیا میں بھیجا تھا۔

”بہت خوب عامی ران! تمہارے پاس تو حیرت انگیز چیزیں ہیں اور تمہاری ہمت ہے کہ اتنی بھیانک نگری میں جانے کے بعد بھی زندہ ہو اور مجھے یقین تھا کہ تم جیسا انسان وہاں سے واپس آ سکتا ہے۔“ جارج نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا۔

”بابا! وہ کیسی ہولناک دنیا تھی جہاں ہر طرف وحشت و بربریت کے انسانیت سوز اور بھیانک ترین مناظر تھے۔“ عمران نے لمبا سانس لے کر کہا جیسے میلوں دور سے بھاگ کر آیا ہو۔

”میرے بچے! میں نے تمہیں اپنی پراسرار طاقتوں سے ایک انجانی اور شیطان پرستوں کی ہولناک دنیا کی سیر کرائی ہے تاکہ تمہیں کچھ بتا سکوں۔“ بوڑھے جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں بولیں بابا! میں بھی آپ سے اس بھیانک نگری کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کیسی ہولناک دنیا تھی۔“ عمران نے خود کو سنبھال کر اب بوڑھے جارج کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”عامی ران! یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی زندگی میں خود کو مہمان سیاہ طاقت کی غلامی میں دے دیا تھا اور اپنی روئیں بھی مہمان سیاہ طاقت کے کی غلامی میں دے دی تھیں۔“ بوڑھے جارج نے کہا۔

”ہاں بابا! میں نے سن رکھا ہے کہ بعض جگہ شیطان کے معبد بھی ہیں اور بہت

سے بظاہر معزت کہلانے والے لوگ چھپ کر شیطان کے معبد جاتے ہیں اور شیطان سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ اپنی زندگی شیطان کے نام وقف کر دیتے ہیں۔“

عمران نے طویل سانس لے کر کہا کیونکہ عمران نے یہ تمام باتیں جو جارج نے اسے بتائی تھیں مختلف کتابوں میں پڑھ رکھی تھیں کیونکہ اس کے ذہن تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اپنا نام تک بھول چکا تھا مگر پھر بھی اس جارج کے بتانے پر اس کو یاد آ گیا تھا کہ وہ بعض معلوماتی کتابوں میں یہ سب پڑھ چکا ہے۔

”میرے بچے مجھے میری پراسرار طاقتوں نے بتایا ہے کہ تمہارے چند اور ساتھی بھی تمہاری مدد کے لیے برازیل کے جنگلوں کا رخ کر چکے ہیں مگر میرا علم کہتا ہے کہ وہ خود بھی تمہاری طرح کسی مشکل میں پھنسنے والے ہیں کیونکہ ان میں کوئی بھی پراسرار علوم نہیں جانتا جیسا کہ تمہارا جہشی ساتھی جانتا ہے۔“ جارج نے کہا تو عمران چونک پڑا اور سمجھ گیا کہ جوزف کے ساتھ چند ساتھی ہیں غالباً سیکرٹ سروس بھی اس کی مدد کے لیے یہاں کا رخ کر چکی ہے مگر باقاش کی سیاہ دنیا میں اس کی مدد کرنا شاید سیکرٹ سروس کے لیے مشکل ہو۔

”بابا جارج! آپ واقعی بہت زبردست پراسرار علوم کے ماہر ہیں اور کالے جادو کی دنیا سے نکل کر بھی آپ کے پاس حیرت انگیز ماورائی علوم ہیں۔“ عمران نے تحسین آمیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اوہ نہیں۔“ لکھت بوڑھے نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا بابا! آپ اچانک پریشان ہو گئے ہیں۔“ عمران نے جارج کے

چہرے پر پریشانی دیکھ کر پوچھا۔

”عامی ران! باقاش نے تمہارے ایک دشمن جو کہ مہان سیاحت کا طاقتور غلام تھا یعنی ڈاکٹر شیان کو جنم واصل کر دیا ہے اور اس نابکار کو شک پڑ چکا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ عامی ران میرے بچے تم فوراً یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔“ بوڑھے جارج نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مگر بابا۔“ عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

”نہیں عامی ران! باتوں کا وقت نہیں ہے تم جلدی کرو ورنہ ہم دونوں مشکل

میں پڑ جائیں گے اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ابھی تمہارے امتحان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا جلدی جاؤ۔“ بوڑھے نے تقریباً چیختے ہوئے کہا تو عمران نے سر ہلایا اور اٹھ کر تیزی سے اس جھوپڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ جیسے ہی وہ اس جھوپڑی نما درخت سے باہر نکلا تو ایک سخت ایک بار پھر دھن دھن کی تیز آوازیں سنائی دیں اور تاریک سائے اپنے ارد گرد بھاگتے محسوس ہوئے۔ سائے اس بار پھر چکے تھے اور عمران کو چھوڑنے کو تیار نہیں تھے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ سائے سیاہ رنگت کی بھیانک بدروحوں میں تحلیل ہو گئے اور ان کے منہ سے بھیانک آوازیں نکلنے لگیں اور ایک سیاہ سایہ جو کہ ایک سیاہ بدروح میں تبدیل ہو چکا تھا ایک سخت عمران سے ٹکرایا۔ جیسے ہی یہ سیاہ شیطانی عفریت عمران سے ٹکرائی عمران کے منہ سے بھیانک چیخ نکل گئی کیونکہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی آگ کا گولہ اس کے وجود سے آٹکرایا ہو۔ ابھی وہ سنبھلا بھی نا تھا کہ اتنے میں ایک اور سیاہ سایہ عمران سے آٹکرایا تو عمران کسی ذبح کیے ہوئے بکرے کی مانند نیچے گر کر رٹ پنے لگا کیونکہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے وجود میں آگ لگادی گئی ہو۔ اب ان سیاہ بدروحوں نے عمران کے گرد حلقہ باندھنا شروع کر دیا تھا۔

”توے کی مانند سیاہ بھائیو! مجھ غریب کا کیا قصور ہے جو میرے پیچھے پڑ چکے ہو۔ قسم سے میں نے تم سب کی بکریوں کی میٹنیاں نہیں چرائیں جو تم بد بخت ہاتھ پاؤں دھو کر میرے پیچھے پڑ چکے ہو۔“ عمران نے نیچے گر کر رٹ پنے کے باوجود احمقانہ لہجے میں کہا اور پھر کچھ سوچ کر پھر اپنی جیب سے ایم پی فیکٹر نکال لیا جیسے ہی ایک اور عفریت عمران کی طرف جھپٹی تو عمران نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کیا اور اس بجلی کی رفتار جیسی شیطانی عفریت سے بھی بچ گئی۔ عمران نے ایک بار پھر ایم پی فیکٹر میں چسپاں سرخ بٹن کو پریس کیا تو ہر طرف تیز اور کثیر دھواں پھیل گیا۔ عمران نے سانس بند کر دی پھر عمران چاروں طرف تیزی سے گھومنے لگا اور ایم پی فیکٹر میں چسپاں سیاہ رنگ کے منی بٹن کو پریس کیا تو ایم پی فیکٹر سے تیز آگ نکلنے لگی تیز دھوئیں میں عمران کو کچھ نظر تو نہیں آ رہا تھا مگر اس بار اس کو ان عفریتوں کے چیخنے کی آوازیں ضرور سنائی دیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

”عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رنگ گئی اور وہ شکر کرنے لگا کہ انجانے میں

ایم پی فیکٹر اس کے پاس رہ گیا تھا جو اس کا خوب ساتھ دے رہا تھا اور شیطانی عفریت بھی اس کی تیز شعاؤں سے جل مر رہے تھے۔ چند لمحوں بعد ہی کثیر دھواں ختم ہو گیا تو عمران نے سانس روکے ہی دیکھا کہ اب یہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ عمران ایک دفعہ پھر تیزی سے بھاگ کھڑا ہوا کیونکہ یہاں عمران نے جو ریز چھوڑی تھی کم از کم ایک گھنٹے تک سانس لینے سے اس کی موت واقع ہو سکتی تھی اس لیے عمران تیزی سے یہاں سے دور ہونے لگا۔

”یکھت عمران کو ایک نسوانی چیخ سنائی دی جیسے کسی لڑکی پر زبردستی کوئی ظلم کیا جا رہا ہو۔ عمران حیرت سے ہونقوں کی مانند ہر طرف دیکھنے لگا۔ اچانک عمران کو ایک انتہائی حسین ترین اور نوجوان لڑکی دیکھائی دی جس نے مکمل لباس پہن رکھا تھا اور سر پر بھی مکمل دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ لڑکی نے جیسے ہی عمران کو دیکھا اس کی طرف دوڑنے لگی کیونکہ اس کے پیچھے شاسان بھاگ رہا تھا وہی شاسان جس نے عمران کو اس کے فلیٹ سے کالے جادو اور گندی شلتیوں سے انخو کر کے اس تاریک جنگل کا قیدی بنایا تھا۔ لڑکی شکل سے ہی معصوم لگ رہی تھی۔ اس کے منہ سے خوفزدہ چیخیں بدستور نکل رہی تھیں۔ عمران حیرت سے ان دونوں کو دیکھنے لگا پھر یکھت اس نے ایم پی فیکٹر کا رخ شاسان کی طرف کیا تو شاسان یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا۔

”اوہ۔ تو تمہارے پاس جادو کی چھڑی بھی ہے جس کے ذریعے تم نے سرکونوں کا خاتمہ کیا ہے۔ مگر عامی ران تم نے سرکونوں کا خاتمہ کر کے اچھا نہیں کیا۔ اس کا تمہیں خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور یہ ناری بھی تمہاری طرح مہمان سیاہ آقا کی بلی چڑھے گی۔“ شاسان نے عمران کو دیکھ کر غصے سے کہا۔ عمران نے اس کے جواب میں ایم پی فیکٹر کا رخ شاسان کی طرف کر کے فائر کیا تو اس میں سے سیاہ رنگ کی شعاع نکلی جس سے اس نے کچھ دیر پہلے سرکون نامی تاریک سایوں والی عفریت نمابر روحوں کا خاتمہ کیا تھا۔ مگر اس سے پہلے ہی شاسان دھواں بن کر اپنی جگہ سے تحلیل ہو گیا اور ایم پی فیکٹر کی مہلک شعا دھواں سے گزر کر آگے ایک درخت کو لگی تو تراخ سے پورا درخت بھک سے جل کر راکھ ہو گیا۔ عمران نے حیرت سے دھوئیں کو دیکھا اور سمجھ گیا کہ شاسان اس کے وار سے بچ گیا ہے۔

”عامی ران! ابھی تو میں جا رہا ہوں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تم اور یہ لڑکی آقا باقاش کے تاریک جنگل سے نہیں نکل سکتے اور نا ہی یہ جادو کی چھڑی تمہارے کسی کام آئے گی جو ناجانے تمہارے پاس کہاں سے آگئی۔“ عمران کو شاسان کی آواز پیچھے سے سنائی دی تو عمران نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو شاسان ایک بار پھر اس کے پیچھے کھڑا تھا یہ دیکھ کر عمران نے ایک دفعہ پھر ایم پی فیکٹر سے ریز فائر کیا مگر اس سے پہلے ہی شاسان پھر دھوئیں میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا تو عمران نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

”یہ بد بخت شیطان آخر کس مٹی کا بنا ہے۔ میرے اتنے خطرناک واروں سے بچ رہا ہے۔“ عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور پھر غور سے ادھر ادھر دیکھنے لگا تاکہ شاسان کو دیکھ کر پھر ایم پی فیکٹر سے ریز فائر کر سکے مگر شاید شاسان یہاں سے چلا گیا تھا۔

”بھائی! میرے خیال میں وہ نابکار یہاں سے چلا گیا ہے۔ مگر کیا آپ بھی کوئی سفلی علوم کے ماہر ہیں۔“ لڑکی نے عمران کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں! میں سفلی طاقتوں کا دشمن ہوں۔ تم نے کس کھاتے میں مجھے شیطان کا ساتھی بنا دیا۔“ عمران نے غور سے اس لڑکی کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

کیونکہ عمران پہلے بھی یہاں ایک شیطانی طاقت کے ہاتھوں پھستے پھستے بچا تھا اگر بوڑھا جارج اس کی رہنمائی نہ کرتا تو عمران شیطانی قوتوں کے ہاتھوں مات کھا جاتا اس لیے عمران شکی نگاہوں سے اس لڑکی کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

عمران کو اس لڑکی کے چہرے پر معصومیت ہی نظر آئی۔

”کون ہو تم۔“ عمران نے اس لڑکی کے معصوم اور بھولے بھالے چہرے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”میرا نام سنبل ہے۔“ لڑکی نے کہا۔

”سنبل! تم یہاں کیسے آگئی ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”ناپوچھیں بھائی۔ کیونکہ میری فیملی کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے اور یہ بہت ظالم لوگ ہیں۔ جن کے دل میں انسانیت کی کوئی قدر نہیں ہے قصائی ہیں، بھیڑیے ہیں

یہ۔“ سنبل نے روتے ہوئے کہا تو عمران گھبرا کر اسے دیکھنے لگا۔
 ”آخر تمہارے ساتھ کیا ظلم کیا ہے ان شیطان پرستوں نے۔ مجھے کچھ بتاؤ تو
 سہی۔“ عمران نے کہا۔

”ان ظالموں نے میرے ماں باپ اور بہن بھائی کو کسی بڑی سیاہ رنگت کی
 دیوی کے قدموں میں مہان سیاہ طاقت کے نام پر میری نظروں کے سامنے مار دیا۔“
 لڑکی نے اس بار ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔
 ”اوہو! واقعی تمہارے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔ مگر تم لوگ یہاں برازیل
 کے ان تاریک جنگلوں میں کیا کرنے آئے تھے۔“ عمران نے ایک بار پھر حیرت اور
 شکی نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”بھائی! ہم لوگ یہاں سیر کرنے آئے تھے۔ میرا تعلق لبنان سے ہے بس
 ایک گائیڈ کے ہمراہ دار الحکومت سے دوسرے شہر جا رہے تھے کہ گائیڈ ہمیں سیر کے
 بہانے جنگل میں لے آیا پھر وہاں اچانک بے شمار وحشیوں نے ہم کو زبردستی پکڑ لیا
 شاید ہمارا گائیڈ بھی ان ظالم لوگوں سے ملا ہوا تھا۔ یہاں لے آ کر ہمیں باندھ دیا گیا
 اور پھر میری فیملی کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا گیا اور مجھے کسی باقاش نامی بندے کے
 لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ مگر چونکہ میرے ہاتھ پاؤں کھلے تھے اس لیے میں اپنی فیملی کی
 بھینک قربانی کے دوران چپکے سے بھاگ اٹھی مگر یہ سیاہ لمبا شخص مجھے پکڑنے کے
 لیے میرے پیچھے بھاگنے لگا اور میں خود کو بچاتے بچاتے یہاں تک آ پہنچی۔ آپ کو دیکھ
 کر مجھے کچھ حوصلہ ملا ہے۔ مگر بھائی! ہم یہاں سیف نہیں ہیں کیونکہ یہ لوگ بہت
 طاقتور ہیں۔“ سنبل نے روتے ہوئے کہا۔

”سنبل! تمہاری کہانی واقعی بہت دردناک ہے۔ ان شیطان پرستوں میں
 انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔“ عمران نے ہمدردی سے سنبل کی طرف دیکھتے
 ہوئے کہا۔

”میں نے تو اپنے بھائی کے لیے ہار بنایا تھا کیونکہ میری ملاقات میرے بھائی
 سے کافی عرصے بعد ہوئی تھی۔ میرا بھائی ایک بریسیا میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور ہم کل ہی
 سب بہن بھائی برازیل میں اکٹھے ہوئے تھے۔“ سنبل نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

”کیوں! تم نے اپنے بھائی کے لیے پھول کیوں تیار کیا اس کی کیا وجہ ہے۔“
عمران نے اس کی بات سن کر حیرت سے پوچھا۔

”میرے بڑے بھائی کی شادی قریب تھی اور بھائی سے کافی دنوں کے بعد ملی تھی اس لیے بس اپنی خوشی سے بھائی کو ہار پہنانا چاہتی تھی۔ پاک کلمات پڑھ کر بھائی کو ہار پہنانی تاکہ نیک شگون ہو۔“ سنبل نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا اور پھر اپنی آنکھیں پونچھ کر ایک ہار جو کہ معلوم نہیں کس قسم کے پھولوں کا بنا ہوا تھا اس میں عجیب سی بو تھی جو سنبل نے اپنی عبا کی جیب سے نکالا تھا۔

”اوہو! لگتا ہے باسی ہونے کی وجہ سے اس میں بو ہو گئی ہے۔ کاش میری فیملی زندہ ہوتی تو میں خوشی سے اپنے بھائی کو ہار پہناتی۔“ سنبل نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”بھائی! میں بہت ہی بد قسمت بہن ہوں جسے بھائی کا ساتھ بھی نصیب نا ہوا۔“ سنبل نے پھر رو ہانسی ہو کر کہا۔

”سنبل! تم مسلمان ہو اور میں بھی مسلمان ہوں تم نے مجھے بھی بھائی کہا ہے

اور میرا وعدہ ہے کہ میں ان شیطان پرستوں کو بہت بھیانک موت سے دوچار کروں گا۔ تمہاری فیملی کا بدلہ لوں گا۔“ عمران نے اس بار سنبل کو دلا سے دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سنبل کی آنکھوں سے مسلسل بہتے آنسو دیکھ کر اس کا دل پستج گیا تھا۔

”سہی کہا آپ نے۔ آخر آپ بھی تو میرے بھائی ہیں۔ بھائی اس ہار کو اپنے گلے میں ڈال لیں تو میرا دل خوش ہو جائے گا کیونکہ میں اس ہار پر کلام پڑھ کر آپ کو پہنانا چاہتی ہوں اس سے میرے دل کو تسلی ہو جائے گی۔“ اس بار سنبل نے معصومیت سے عمران کی طرف دیکھ کر کہا اور آہستہ آواز میں جیسے دل میں کچھ پڑھ رہی ہو کچھ کلمات پڑھ کر ہار پر پھونکا اور آس بھری نگاہوں سے معصوم نظروں سے عمران کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے جیسے اسے اپنے مرحوم ماں باپ اور بہن بھائی کی عبرت ناک موت یاد آگئی ہو۔

عمران نے سنبل کے ہاتھوں سے پھول کا ہار لے لیا۔ جیسے ہی عمران نے اس سے پھولوں کا ہار لیا۔ عمران کو ان پھولوں کے ہار سے انتہائی ناگوار بو محسوس ہوئی اور

عمران کا دل کیا کہ وہ ہار کو پھینک دے۔ عمران شکنی نظروں سے سنبل کو دیکھنے لگا۔
 ”بھائی! شاید آپ مجھے اپنی بہن نہیں سمجھتے کیونکہ میں آپ کی حقیقی بہن تو نہیں
 ہوں اس لیے آپ اس ہار کو پھینک ہی دیں۔“ سنبل نے پھیکے انداز میں مسکراتے
 ہوئے کہا اور اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو رواں ہو گئے۔

”نہیں نہیں۔ سنبل! تم نے مجھے بھائی کہا ہے تو میں اپنی بہن کے ارمان کو پورا
 کر دیتا ہوں۔“ عمران نے اس کو دوبارہ روتے دیکھ کر ہنکار بھر کر کہا اور پھر ناچا ہتے
 ہوئے بھی اس ناگوار بو والے ہار کو اپنے گلے میں پہننے لگا اس سوچ سے کہ شاید جیب
 میں پڑے رہنے کی وجہ سے پھول مر جھا گئے ہیں اور اس لئے بو ہو گئی ہوگی۔ سنبل معصوم
 نظروں سے مسکراتے ہوئے عمران کو ہار پہنتا دیکھنے لگی اور اس کا دل دھڑکنے لگا مگر اس
 نے اپنے چہرے پر کسی ردِ عمل کا اظہار نا کیا۔ عمران ہار کو اپنے ہاتھوں میں لے کر
 ناچا ہتے ہوئے بھی اپنے گلے میں ڈال رہا تھا۔

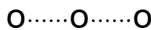
”بیوقوف عامی ران! میں اس لیے تمہاری مدد نہیں کر رہا تھا کیونکہ میں جو کچھ
 بھی تمہیں بتا رہا ہوں یہ سفلی طاقتیں بھی سن رہی ہیں۔ ارے بیوقوف انسان۔ یہ کوئی
 مسلمان یا مظلوم لڑکی نہیں بلکہ یہ ڈاکٹر شیان کی خاص طاقت قبوتی ہے جو اب ڈاکٹر
 شیان کے مرنے کے بعد باقاش کی غلام طاقت ہے۔ اس نے کوئی کلام وغیرہ پڑھ کر
 نہیں بلکہ سفلی دنیا کا انتہائی خوفناک کالا منتر پڑھ کر خوبصورت طریقے سے تم کو بیوقوف
 بنا کر یہ ہار پہنا رہی ہے اور چونکہ تم اپنی خوشی سے اس سفلی ہار کو پہن رہے ہو اس کے
 بعد رزائل دنیا کے انتہائی خوفناک کالے منتر کے پڑھے ہوئے ہار کی بدولت تمہارا دماغ
 شدید مدہوش ہو جاتا اور پھر یہ نابکار قبوتی تمہیں ناپاک کروادیتی اور مدہوشی کے سحر میں
 تمہاری مضبوط پاکدامنی بھی کام نہ آتی لہذا جلدی سے اس ہار کو پھینک دو اور قبوتی کو فنا
 کرنے کی کوشش کرو۔“ اس سے پہلے کہ عمران ناگوار بو والا ہار اپنے گلے میں ڈالتا
 لیکھت اس کے کانوں میں بوڑھے جارج کی تیز آواز سنائی دی تو عمران فوراً ہار پھینک
 کر قبوتی کو دیکھنے لگا اس کی آنکھوں میں قبوتی کے لیے نفرت تھی۔

”اوہ۔ تو وہ نابکار بدھاتمہارے ساتھ ملا ہوا ہے اور تمہاری مدد کر رہا ہے۔“
 سنبل کے منہ سے غراہٹ آ میزا آواز نکلی جو کہ حقیقت میں قبوتی تھی اور بہت ہی چالاکی

سے عمران جیسے ذہین شخص کو بھی اپنے جال میں پھانس چکی تھی مگر عین وقت پر جارج نے عمران کی مدد کی تھی۔ چونکہ عمران ہار کو دور پھینک چکا تھا اس لیے قبوتی کے منہ سے غصے کی شدت سے غراہٹ نکلنے لگی جیسے کوئی درندہ غرار ہا ہو۔

”عامی ران! اب تمہاری اور اس نابکار بڈھے کی بھیانک موت یقینی

ہے۔“ قبوتی کے منہ سے آواز نکلی۔ عمران نے تیزی سے اپنی جیب سے ایم پی فیکٹر نکالا مگر اس انقلابی آلے کو دیکھ کر قبوتی فوراً آگ کے گولے میں تبدیل ہو گئی اور تیزی سے عمران کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ چونکہ قبوتی عمران کو بہن بھائی جیسے مقدس اور پیارے رشتے کی آڑ میں بیوقوف بنا رہی تھی اور اسے پلید کرنا چاہتی تھی اس لیے عمران غصے سے آگ بگولہ ہو کر قبوتی اور شاسان کو آوازیں دینے لگا تاکہ شاسان اور قبوتی کو دیکھ کر ان کا بھپانک حشر کرے۔ یکلخت عمران دھڑام سے نیچے گرا کیونکہ اس کے دماغ میں انتہائی ناگوار بوسانس لینے سے گھس گئی تھی اور عمران کا دماغ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔



”جوزف اور جوانا باتوں باتوں میں اچانک درختوں کی گھنی شاخوں کو کاٹتے ہوئے یکلخت ایک کھائی میں گرے تھے جس میں دلدل تھی دونوں نے اپنے کندھوں پر چرپی بیگ کو فوراً اتار دیا۔ جوانا تو ہاتھ پاؤں مارنے لگا مگر جوزف نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔

”ارے جوزف! جوانا تو ڈوبتا چلا جا رہا ہے جلدی بتاؤ ہم کیا کریں ورنہ یہ خوفناک دلدل تو تم دونوں کو نگل جائے گی۔“ جوزف کو رابرٹ کی تیز آواز سنائی دی۔

”رابرٹ! تم اور ٹائنگر جتنی جلدی ہو سکتے درختوں کی مضبوط شاخوں کو کاٹ کر ان کی گرہ باندھ کر جلدی نیچے گڑھے میں ڈالو میں خود جوانا کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں کیونکہ سیاہ دلدل کی رزیل سینگوں والی بدروحوں نے مجھے انجانے میں مات دے دی ہے۔ مگر میں بھی جوزف ہوں ان کے وار سے شکست کھانے والا نہیں ہوں۔“

ٹائنگر اور رابرٹ کو جوزف کی تیز آواز سنائی دی تو ٹائنگر اور رابرٹ جوزف کی بات پر غور کرنے لگے کیونکہ سیاہ دلدل سینگوں والی بدروح یہ سب ان کی سمجھ سے باہر تھا مگر

اپنے ساتھیوں کو بچانے کے لیے رابرٹ اور ٹائیگر تیزی سے درختوں کی بڑی اور مضبوط شاخوں کو کاٹنے لگے اور چند مضبوط شاخیں کاٹ کر ان کو تیزی سے گریس دے دیں۔

”جلدی کرو رابرٹ! جوانا کا سر تو دلدل میں ڈوبنے والا ہے کیونکہ میں جس انداز میں خود کو سنبھالے ہوئے ہوں جوانا کو وہ طریقہ نہیں آتا۔“ ان دونوں کو جوزف کی تیز آواز سنائی دی۔

”بس جوزف! شاخوں کی رسی تیار ہے۔“ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور رابرٹ کے ساتھ مل کر درختوں کی مضبوط شاخوں کی رسی نیچے پھینک دی اور اس کو نیچے ہی کرنے لگے۔ اتفاق سے شاخوں کی رسی نیچے جوزف اور جوانا تک پہنچ گئی۔ دونوں نے بے تابی سے دیکھا کہ دیوہیکل جوانا کا سر بھی اب خوفناک دلدل میں ڈوب چکا تھا اور جوانا خود کو بچانے کے لیے بری طرح پھڑک رہا تھا۔ مگر اس کی تمام کوششیں ناکام ہو رہی تھیں۔ وہ تقریباً ڈوب ہی چکا تھا اوپر کھڑے ٹائیگر اور رابرٹ بے بسی کی تصویر بنے اپنے ایک ساتھی کو موت کے منہ میں جاتا دیکھنے لگے۔

”جوانا! اپنا ہاتھ باہر نکالو اور رسی کا سرا پکڑ لو۔“ جوزف نے چیخ کر جوانا کو کہا جو کہ جوانا ہی کی طرح بھاری بھر کم اور دیونما تھا۔ مگر انتہائی حیرت انگیز طور پر معلوم نہیں کس طرح ایک مخصوص انداز میں دلدل میں کھڑا تھا۔ حالانکہ جوزف بھی ڈوب رہا تھا۔ مگر بہت آہستہ آہستہ لیکن جوانا کا سرا ب مکمل طور پر دلدل میں ڈوب چکا تھا۔ یہ دیکھ کر جوزف نے اپنے ہونٹ پھینچ کر جوانا کی طرف ہاتھ بڑھایا جو اس سے زیادہ دور نہیں تھا۔ پھر پوری قوت لگا کر اس کے سر کے بالوں کو پکڑ لیا اور پوری طاقت خرچ کر کے اسے باہر کھینچا۔ مگر ایسا کرنے سے جوزف بھی کافی حد تک دلدل میں دھنس گیا لیکن جوزف نے اس کی پرواہ نہ کی اور ایک بار پھر جھک کا دے کر جوانا کا سر دلدل سے نکال لیا ایسا کرنے سے جوزف کا اپنا مخصوص اسٹائل کا توازن بگڑ گیا اور وہ خود بھی گردن تک دلدل میں دھنس گیا۔ یہ دیکھ کر جوزف نے اپنے ہونٹ کو پھینچ کر ہاتھ بڑھایا اور جوانا کے سر کے بالوں کو چھوڑ کر ٹائیگر اور رابرٹ کی بڑھائی ہوئی رسی کے سرے کو تھام لیا کیونکہ دلدل میں ڈوبنے کی وجہ سے اور ایسا کرنے سے جوزف کی بے

پناہ طاقت اب جواب دے چکی تھی۔ جوزف خود کو سنبھالے یا جوانا کو سنبھالے یہ سب کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن جوزف جیسے شخص نے عمران کی موجودگی میں رہ کر ہمت ہارنا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔

”جوانا! میرے پاؤں کو پکڑ کر اس شاخ کو تھامنے کی کوشش کرو۔“ جوزف نے بے مشکل میں ہونے کی وجہ سے ڈوبتے سانس کے ساتھ کہا تو جوانا نے بھی ہمت کا دامن تھا اور اپنی پوری طاقت اپنے اعصاب کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے جوزف کے پاؤں کو تھام لیا۔ جوانا نے لمبا سانس لیتے ہوئے جوزف کے پاؤں کو پکڑ لیا اور اس کا سہارا لے کر آگے کی طرف بڑھا چونکہ اب جوزف نے مضبوط شاخوں کے سرے کو تھام رکھا تھا اس لیے شاخ جوزف کے زور لگانے سے سخت ہو چکی تھی مگر شکریہ کہ جلدی میں ہونے کے باوجود اچھی طرح گرہ باندھ گئی تھی جو کہ رابرٹ نے اپنے مخصوص انداز میں باندھی تھی۔ جوانا، جوزف کے پاؤں کو پکڑ کر سہارا لے کر رسی کے سرے کو تھام چکا تھا۔

”جوانا! ایک تو ٹائیگر اور رابرٹ ہم دونوں کا وزن ایک ساتھ شاید ناسنبھال سکیں اور اگر سنبھال بھی لیں گے تو شاخ کسی صورت بھی ہم دونوں کے وزن کو برداشت نہیں کر پائے گی تم رسی کا سہارا تھام کر اوپر پہنچو اور پھر میں باہر نکلوں گا۔“ جوزف نے جوانا سے کہا اور پھر ٹائیگر اور رابرٹ کو جوانا کو اوپر لے جانے کا اشارہ کیا۔ چونکہ دلدل میں ڈوبنے کی وجہ سے جوانا کے ہاتھ میں پھسلن ہو چکی تھی اس لیے اس نے شاخوں کے سرے کو اپنے ہاتھوں میں گھما کر پلٹ لیا۔ اس دوران جوزف کا اشارہ دیکھ کر ٹائیگر اور رابرٹ دانتوں پر دانت مضبوطی سے جما کر پوری قوت سے جوانا جیسے دیوہیکل کا وزنی وجود کو اوپر کرنے لگے چونکہ ٹائیگر اور رابرٹ دونوں مل کر پورا زور لگا رہے تھے اور ایسا کرنے سے ٹائیگر اور رابرٹ کے ہاتھ سرخ ہو چکے تھے لیکن ان دونوں نے ہمت کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ آخر کار ان دونوں کی ہمت کر کے جوانا کو اوپر کھینچ ہی لیا۔ جوانا نیچے گر کر لمبے لمبے سانس لینے لگا اس کا پورا وجود دلدل میں رہنے کی وجہ سے کیچڑ سے لتھڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر اور رابرٹ نے مضبوط شاخوں کی رسی کو ایک بار پھر نیچے پھینک دیا تھا کیونکہ جوزف ڈوب رہا تھا لیکن جوزف

نے اپنے حواس پر قابو پا کر جوana کی طرح شاخوں کے سرے کو اپنے ہاتھ کے گرد اچھی طرح لپیٹ لیا کیونکہ اس کی ہمت جواب دینے والی تھی۔ مگر جوزف نے اپنے اعصاب کو قابو میں رکھا ہوا تھا۔

ٹائنگر اور رابرٹ نے ایک بار پھر زور لگانہ شروع کر دیا۔ جوana جیسے بھاری بھر کم کو کھینچنے کے بعد ان کی طاقت کافی حد تک ٹوٹ چکی تھی اس لیے ان کو جوزف کو کھینچنے میں بہت تکلیف ہو رہی تھی اور ان کے ہاتھوں سے خون رسنے لگا تھا۔ جوana تیزی سے کھڑا ہوا ٹائنگر اور رابرٹ کے ساتھ مل کر شاخ کے سرے کو تھام لیا اور ایسا کرنے سے پہلے جوana نے نیچے زمین پر ہاتھ مار کر گر کر اپنا ہاتھ صاف کر لیا تھا۔ تینوں مل کر جوزف کو کھینچنے لگے اور آخر کار جوزف بھی خوفناک دلدل والے گڑھے سے نکل کر اوپر آ چکا تھا۔

”اُف! بڑی مشکل سے موت کے منہ سے نکلے ہیں۔“ جوana نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں جوana! ہم انجانے میں گرے نہیں ہیں بلکہ ہمیں سیاہ سینگوں والی بدروحوں نے نیچے گرایا ہے۔“ جوزف نے بھی اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا تو رابرٹ اور ٹائنگر بھی حیرت سے اُٹھ کر بیٹھ گئے۔

”کیا مطلب! یعنی تم کہنا چاہتے ہو کہ شیطانی طاقتوں نے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے ہمارا راستہ روکا ہے اور ہمیں مارنے کی کوشش کی ہے۔“ رابرٹ نے حیرت سے جوزف سے پوچھا۔

”ہاں! اور یہ تاریک جنگل کی سیاہ طاقتیں نہیں ہیں بلکہ کافرستان سے اس کی بو آ رہی ہے۔“ جوزف نے اب کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”جوana! ہم جو پانی کی بوتل لائے تھے وہ تو ہمارے سامان کے ساتھ ہی دلدل کی نظر ہو گئیں ہیں لہذا ہمیں ٹائنگر کے سامان میں سے پانی کی بوتل نکال کر سر اور منہ دھونا ہے کیونکہ صرف اس کے پاس ہی پانی بچا ہے کیونکہ رابرٹ کی بوتل کا پانی راستے میں ختم ہو گیا تھا البتہ ہم سب دو دو ایکسٹراسوٹ لائے تھے اور ہم دونوں کو رابرٹ کے سوٹ آجائیں گے کیونکہ ہم تینوں کے قد کاٹھ تقریباً ایک جیسے ہیں اس کے بعد میں

ان سیاہ دلدل کی رزیل سینگوں والی بد روحوں سے بھی نمٹنے کا کوئی حل نکالتا ہوں۔“ جوزف نے جوانا کی طرف دیکھ کر کہا تو جوانا بھی کھڑا ہو گیا اور اس دوران ٹائیگر نے اپنے چرمی بیگ میں سے ایک بڑی بوتل نکال کر دی جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ جوزف اور جوانا نے احتیاط سے اپنے سر اور منہ ہاتھ کو دھویا اور اس دوران رابرٹ نے اپنے چرمی بیگ سے دو پینٹ شرٹ نکال کر جوزف اور جوانا کے حوالے کر دیئے۔ دونوں الگ الگ سمتوں کو چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو انہوں نے رابرٹ کے دیئے ہوئے لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔

”اب کیا ارادہ ہے جوزف! جوانا نے جوزف کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ فی الحال تو تم ٹائیگر کے کھانے کی چیزوں پر ہاتھ صاف کرو اور میں رابرٹ کے سامان میں سے کچھ کھانا چاہتا ہوں کیونکہ اس کثرت نے تو مجھے بھوک لگا دی ہے۔“ جوزف نے کہا تو ٹائیگر اور رابرٹ نے مسکراتے ہوئے اپنے بیگوں میں سے خشک گوشت کے ڈبے نکال لیے اور چاروں مل کر کھانے میں مصروف ہو گئے۔

”اب کیا کریں جوزف! ہمارا تو سارا سامان اس منحوس دلدل کی نظر ہو گیا ہے اب کس طرح آگے بڑھیں گے۔“ جوانا نے تشویش سے پھر جوزف سے پوچھا۔

”کوئی فرق نہیں پڑتا! کیونکہ جنگلات اور رزیل قوتوں سے لڑنے کے دوران آخر مشکلات تو پیش آتی ہی ہیں لیکن گاڈ نے چاہا تو ہم جلد ہی باس تک پہنچ ہی جائیں گے میں ان سیاہ اور رزیل طاقتوں سے بھی نمٹ لوں گا۔“ جوزف نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

”ویسے جوزف تم ابھی کچھ دیر پہلے کہہ رہے تھے کہ یہ سب کا فرستانی سیاہ کاروں کی کاروائی ہے آخر تم یہ بات کس لیے کہہ رہے ہو۔“ ٹائیگر نے چلتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

”دراصل جس دوران تم اور رابرٹ جوانا کو اپر کھینچ رہے تھے اس دوران میں نے اپنے فادر جو شوا سے رابطہ کیا تھا اور اس سے رہنمائی لی تھی اس نے میری مدد کی تھی اور بتایا تھا کہ یہ سب کاروائی کا فرستان کے کالے علم کے ماہر راج کالو کی کارستانی ہے اس کی گندی طاقتوں نے ہمارا راستہ روکنے کے لیے دلدل کی بوختم کر دی تھی۔ تاکہ

میں مات کھا جاؤں ورنہ دلدل کی بو مجھے پہلے ہی معلوم ہو جاتی اور میں راستہ بدل لیتا مگر سیاہ دلدل کی غلیظ بدروح نے میرا وارنا کام کر دیا تھا غائب اس نے مجھ سے کافی دور رہ کر کالے منتر کا بہت خوفناک وار کیا تھا ورنہ کوئی بھی گندی بدروح جو بھی بھیس بدل کر آئے جوزف دی گریٹ کو اس کا پتہ چل جاتا ہے۔“ جوزف نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”حیرت انگیز انتہائی حیرت انگیز جوزف! تم واقعی بہت خوبیوں والے ہو کہ موت کے منہ پر کھڑے ہو کر بھی اپنے اعصاب پر قابو رکھے ہوئے تھے اور اس کے علاوہ تم نے اپنے وچ ڈاکٹر سے بھی مدد طلب کی تھی حالانکہ میں بھی تمہاری طرح اس خوفناک دلدل میں گرا تھا مگر میرا تو بہت برا حال ہو گیا تھا اور واقعی اس بار حقیقی موت سے بچا ہوں جس طرح دلدل میں ڈوبنے کے بعد بھی میرے سر کے بالوں کو پکڑ کر مجھے اوپر کھینچ کر رسی پکڑنے کا کہا تھا وہ بہت ہمت طاقت بھر پور صلاحیت کی بات ہے اس لیے ویل ڈن جوزف۔ تم واقعی بہت گریٹ ہو۔“ جوانا نے حیرت سے مسکراتے ہوئے جوزف کی طرف دیکھ کر اس کی تعریف کی تو رابرٹ اور ٹائیگر بھی مسکراتے ہوئے تحسین آمیز نگاہوں سے جوزف کو دیکھنے لگے تو جوزف کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا

”اچھا اب ہمیں بہت احتیاط سے آگے بڑھنا ہوگا۔ کیونکہ رزیل طاقتیں ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کر رہی ہیں اور ہاں مجھے فادر جوشوا نے یہ بھی بتایا ہے کہ سیکرٹ سروس بھی باس کی رہنمائی کے لیے یہاں یعنی برازیل کے تاریک جنگلوں کا رخ کر چکی ہے۔ مگر وہ ابھی ہم سے بہت پیچھے ہیں لیکن مجھے لگتا نہیں ہے کہ وہ باس تک پہنچ سکیں کیونکہ رزیل طاقتیں ان کا راستہ روک لیں گی اور ہو سکتا ہے ان کو گندے وار کے ذریعے مشکل میں بھی ڈال دیں۔“ جوزف نے ہنکار بھر کر ان کو ہوشیار رہنے کی تلقین کی اور سیکرٹ سروس کے بارے میں بتایا۔

”ٹھیک ہے جوزف! ویسے بھی پاکیشیا کے پراسرار چیف نے ہمیں یہاں روانہ کرنے سے پہلے تمہیں ہی فورپاورز کا لیڈر بنایا ہے اور ابھی تک تم کامیابی سے اس کو نبھا بھی رہے ہو۔ اس لیے ہم آگے بھی تمہاری باتوں پر عمل کریں گے۔“ ٹائیگر نے

مسکراتے ہوئے کہا تو رابرٹ اور جوانا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔
 ”چلو جوانا! اب میرے ساتھ آگے بڑھو۔ رابرٹ اور ٹائیگر تم ہمارے پیچھے
 چلو اس بار سیاہ دلدل کی گندی بدرویں ہمارا راستہ روکیں تو مجھے معلوم ہو جائے گا
 کیونکہ میں نے وچ ڈاکٹر پالوگ کی محافظ سرخ چیلوں سے رہنمائی لے لی ہے اور اگر
 مزید مشکلات میں پڑے تو میں ان کی مدد لے لوں گا اور وہ ہماری مدد کو آ سکتی
 ہیں۔“ جوزف نے کہا تو اس بار تینوں جوزف کو حیرت سے دیکھنے لگے۔
 ”یار! یہ ڈاکٹر پاورفل، سیاہ دلدل، محافظ سرخ چیلیں، یہ سب کیا ہے۔“ جوانا
 نے رو دینے والے لہجے میں جوزف کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو
 رابرٹ اور ٹائیگر ہنس پڑے۔

”میں نے ڈاکٹر پاورفل نہیں۔ بلکہ وچ ڈاکٹر پالوگ کہا تھا۔ مگر وچ ڈاکٹر
 پالوگ کسی پاورفل سے کم نہیں ہے اور ویسے ابھی تم سب میری تعریفوں کے پل باندھ
 رہے تھے مگر اب پھر مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو جیسے میں نے کوئی انہونی بات کر دی
 ہو۔“ جوزف نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں یار! ہمیں تمہاری صلاحیتوں سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر
 تمہاری اتنی مشکل مشکل باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہوتی ہیں۔“ رابرٹ نے ہنس کر
 کہا۔

”خیر جو بھی ہے! تم آگے بڑھو ہم تمہاری باتوں پر ہی عمل کریں گے۔“ جوانا
 نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف پھر ایک نئے راستے سے آگے بڑھنے لگا۔ جوانا اس
 کے ساتھ تھا رابرٹ اور ٹائیگر اس کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر تو ان کو سوائے گھنی شاخوں
 کے کوئی رکاوٹ نہیں تھی مگر اچانک جوزف رک گیا اور تیزی سے لمبی سانس لینے لگا۔
 ”اوہ نہیں! میرے خیال میں مجھے ڈاکٹر پالوگ کی سرخ چیلوں سے رابطہ لینا
 ہی پڑے گا۔ کیونکہ اس بار رزیل طاقتوں نے بہت خوفناک وار کیا ہے۔“ جوزف نے
 چوک کر کہا۔

”کیا ہوا جوزف! تم اچانک پریشان کیوں ہو گئے ہو۔“ جوانا نے حیرت سے
 جوزف کی طرف دیکھا۔ اس سے پہلے کہ جوزف اس کی بات کا جواب دیتا ان کو زوں

زوں کی تیز آواز سنائی دی اور یوں لگا جیسے ز میں ہل رہی ہو جیسے زلزلہ آنے والا ہو۔
 ”ارے جوزف! یہ سب کیا ہے۔“ رابرٹ اور ٹائنگر نے بھی ایک ساتھ خوف سے پوچھا۔

”تاریک جنگلوں اور سیاہ سینکوں والے رزیل طاقت نے اپنی گندی طاقتوں کو روانا کر دیا ہے اور راج کالو کی سیاہ غلیظ شکلتیاں بھی ان کے ساتھ مل چکے ہیں۔“ جوزف نے آنکھیں بند کر کے تھوڑی دیر بعد کھولتے ہوئے کہا۔
 ”اب کیا ہوگا! یہ تو ز میں ہل رہی ہے اور زوں زوں کی تیز آوازیں گونج رہی ہیں۔ یہ سب کیا ہے۔“ جووانا نے بھی چونک کر پوچھا۔

”ہزاروں کی تعداد میں سرخ مکھیاں یہاں بڑھ رہی ہیں جو کہ خون آشام ہوتی ہیں۔ ان کا ٹارگٹ ہم ہی ہیں جو کہ سیاہ شکلتیوں نے گندے وار سے ان کا رخ ہماری طرف کیا ہے اور اس کے علاوہ زمیں میں دراڑیں ڈال دیں ہیں تاکہ ہم یہاں سے کسی محفوظ جگہ نہ جاسکیں۔“ جوزف نے اس کی طرف دیکھ کر ہونٹ بھیج کر کہا۔
 ”اوہو سرخ مکھیاں! یہ تو بہت ہی خطرناک ہوتی ہیں جو چند لمحوں میں وجود کا خون اور گوشت تک چٹ کر جاتی ہیں اب کیا ہوگا۔“ رابرٹ نے خوف سے تھوک نگلتے ہوئے کہا جیسے وہ سرخ مکھیوں کے بارے میں جانتا ہو۔ ٹائنگر اور جووانا بھی رابرٹ کی بات سن کر اب پریشانی سے جوزف کی طرف دیکھنے لگے کیونکہ وہ بھی جنگلات کی گوشت خور سرخ مکھیوں کے بارے میں انفارمیشن رکھتا تھا۔

”کچھ کرو جوزف! ورنہ ماسٹر کی مدد تو دور کی بات ہم خود بھیانک موت سے دوچار ہو جائیں گے کیونکہ بہر حال ماورائی معاملات میں تم سے ہر لحاظ سے بہتر جانتے ہو۔“ جووانا نے بھی ہونٹ بھیج کر جوزف کی طرف دیکھا جو بات کر کے ایک بار پھر اپنی آنکھیں بند کر چکا تھا اور معلوم نہیں ہاتھ اوپر کیے کچھ پڑھ رہا تھا جو ان تینوں کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ یکلخت جوزف نے اپنی آنکھیں کھول دیں تو ٹائنگر، رابرٹ اور جووانا یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے کہ اس بار جوزف کی آنکھیں سرخ انگارہ تھیں۔ میں نے وچ ڈاکٹر پالوگ کی محافظ سرخ چیلوں سے مدد لے لی ہے اور وہ ہماری مدد کو آنے والی ہیں تم تینوں اس طرح کرو کہ اپنی آنکھیں سختی سے بند کر لو اور جب تک میں نہ کہوں اپنی

آنکھیں نہیں کھولنی۔“ اس بار جوزف نے گویا ان کو سختی سے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”یار! پھر وہی عجیب اور فوقیانا باتیں۔“ زجوانا نے کہا۔

”میں جیسے کہہ رہا ہوں ویسے کرو کسی بھی خسیں کا لے دلدل کی سیاہ طاقتیں

ہماری جان لینے آسکتی ہیں۔“ جوزف نے غصے سے بگڑتے ہوئے کہا تو رابرٹ

، ٹائیگر اور جوانا نے ہونٹ بھیج کر اپنی آنکھوں کو بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر جوزف کے

چہرے پر مسکراہٹ رنگ گئی اور پھر اس نے کلباڑے کے گن سے مخصوص طریقے سے

لیکنت رابرٹ اور ٹائیگر کے سروں پر وار کر دیا تو ان کے منہ سے درد بھری چیخیں نکل

گئیں اور دونوں نے حیرت کی انتہائی شدت سے آنکھیں کھول کر جوزف کو دیکھا اور

پھر ان کے دماغ تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔ اس طرح جوزف نے ان دونوں کے

بعد جوانا کے سر پر بھی مخصوص انداز میں وار کر دیا جو کہ رابرٹ اور ٹائیگر کی درد بھری

چیخیں سن کر آنکھیں کھول چکا تھا مگر ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی جوزف نے اس کے سر

پر وار کر دیا تھا اور اس کا ذہن بھی تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا اس کے چہرے پر بھی

انتہا کی حیرت تھی کہ جوزف ان کا گہرا دوست ان کے ساتھ ایسا بھی کرے گا۔ مٹیوں

لڑھک کر نیچے گرتے چلے گئے جہاں زمیں اب لیکنت پھٹ چکی تھی۔

○.....○.....○

جولیا، صالحہ اور کراسٹی کے چہروں پر حیرت کے ساتھ مسکراہٹ اور اطمینان

رینگ گیا کیونکہ تصویر میں یہ نو جوان وحشی سردار جس شخصیت کے ساتھ کھڑا تھا اس کو یہ

تینوں اچھی طرح جانتی تھیں کیونکہ آویزاں تصویر میں نو جوان وحشی سردار رابرٹ کے

ساتھ کھڑا تھا اور دونوں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکرا رہے تھے۔

”اوہ تو ہم آخر کار رابرٹ کے قبیلے میں پہنچ گئے۔ یہ تو بہت ہی اچھا ہوا اب ہم

آسانی سے یہاں سے نکل سکتے ہیں۔“ کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور غالباً یہ نو جوان وحشی سردار رابرٹ کا چھوٹا بھائی ہے جس کا ذکر رابرٹ ہم

سے کر چکا ہے۔“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ رابرٹ کا چھوٹا بھائی ہے اور رابرٹ اس سے بہت محبت کرتا ہے۔

اس کا قبیلہ بھی اس کو بہت چاہتا ہے اس طرح تو ہم واقعی ان وحشیوں سے بچ ہی

جائیں گے مگر آگے کا کوئی پتہ نہیں ہے۔“ صالحہ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں صالحہ! آگے ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے یہ تو بعد کی بات ہے۔ مگر ابھی اس
 نوجوان سردار کو رابرٹ کا بتانا ہوگا کہ ہم رابرٹ کے ساتھی ہیں اس طرح واقعی ہم بچ
 جائیں گے اور اگر اسے معلوم ہوا کہ پراسرار اور ماورائی جنگل کہاں ہے تو یہ ہماری مدد
 بھی ضرور کرے گا۔“ جولیا نے کہا تو صالحہ اور کراسٹی نے سر ہلا دیئے۔
 ”مگر! اس کے لیے ہمیں اس سردار کو جلدی سے اپنے پاس بلانا ہوگا اور اسے
 رابرٹ کے بارے میں بتانا ہوگا۔ کیونکہ اگر یہ وحشی سردار دیگر ساتھیوں یعنی مرد ممبران
 کی طرف گیا تو کیا معلوم تنویر اس کی کسی بات پر اکھڑ جائے۔ کیونکہ سب تنویر کی گرم
 مزاجی کو جانتے ہیں اور اس طرح معاملہ بگڑ جائے گا۔ وہ ہمارے ساتھیوں کو نقصان بھی
 پہنچا سکتا ہے۔“ صالحہ نے تشویش سے کہا تو جولیا اور کراسٹی نے بھی تشویش سے سر
 ہلا دیا۔

کراسٹی آگے بڑھی اور خیمے کے دروازے کو بجانے لگی۔ چونکہ دروازہ
 سرکنڈوں کا تھا اس لیے اس میں کوئی کونڈا نہیں تھا۔ یلخت دروازہ کھل گیا اور ایک
 نوجوان لڑکی نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور سوالیہ نظروں سے پوچھا کیونکہ
 سوائے سردار کے کوئی انگلش نہیں جانتا تھا اور یہ سب ان وحشیوں کی زبان سے نابلد
 تھے۔

”سردار کو ہمارے پاس بلاؤ۔“ جولیا نے اس لڑکی کی طرف دیکھ کر اشارے
 سے اسے سمجھایا تو لڑکی نے ایک دفعہ پھر دروازہ بند کر دیا جیسے وہ ان کی بات سمجھ گئی ہو۔
 چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور نوجوان سردار اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہونے
 کے بعد نوجوان سردار نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔
 ”ہاں! مہذب دنیا کی لڑکیو تم نے مجھے کیوں طلب کیا ہے۔“ سردار نے جولیا
 کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”سردار! ہم تم سے ایک اہم بات کرنا چاہتے ہیں اور تم سے مدد بھی طلب کرنا
 چاہتے ہیں۔“ کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”حیرت ہے۔ تم لوگ تو اس طرح مسکرا رہی ہو جیسے تم یہاں میری مہمان ہو۔“

حالانکہ تم سب کو یاد ہونا چاہیے کہ تم سب میری قیدی ہو میں تمہارے ساتھ جو مرضی سلو کر کروں کر سکتا ہوں۔“ نوجوان سردار نے حیرت سے ان تینوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اچھا یہ بتاؤ رابرٹ سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ کیا وہ تمہارا بھائی ہے۔“ جولیا نے اس کی طرف دیکھ کر نیا سوال کیا۔

”رابرٹ! کون رابرٹ۔ تم لوگ کس رابرٹ کی بات کر رہی ہو۔“ اس بار نوجوان وحشی سردار نے چونک کر ان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ارے یہی رابرٹ! جس کے ساتھ تمہاری تصویر دیوار پر آویزاں ہے۔“ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مگر تم اس گوری چٹری والے کے بارے میں کس طرح کہہ سکتی ہو کہ اس کا نام رابرٹ ہے۔“ سردار نے قدرے نرم اور حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ارے اس کو ہم نہیں جانیں گے تو اور کون جانے گا۔ یہ پہلے اکیمریمیا کی انڈر ورلڈ میں کام کرتا تھا پھر یہ پاکیشیا چلا گیا۔“ اس بار کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم جڑواں بہنیں ہوں۔ کیونکہ تم دونوں کی شکلیں تقریباً ایک جیسی ہیں اور تم دونوں ہی مجھے ایشیائی یعنی پاکیشیائی یا کافرستانی نہیں لگ رہی بلکہ یورپین لگ رہی ہو۔ البتہ یہ لڑکی مجھے کافرستانی یا پاکیشیائی لگ رہی ہے۔“ نوجوان سردار نے جولیا اور کراسٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”نہیں سردار! ہم دونوں بہنیں نہیں ہیں ہم دونوں ہیں تو یورپین مگر ہم دونوں کا ملک علیحدہ ہے۔ مگر اب ہم کافی عرصے سے پاکیشیا رہے ہیں اور جہاں تک تمہاری بات ہے کہ ہم پاکیشیا کیوں رہے ہیں تو پھر رابرٹ جو ہمارے خیال میں تمہارا بڑا بھائی ہے اس نے ہمیں تمہارا ذکر کر رکھا ہے۔ وہ بھی تو ایشیائی نہیں ہے بلکہ پاکیشیا میں عمران جو کہ تمہارے بڑے بھائی کا باس ہے اس کے پاس دو نیگرو بھی کام کرتے ہیں ان میں ایک افریقی اور ایک اکیمریمی ہے اور البتہ ایک مرد پاکیشیائی بھی تمہارے بڑے بھائی کے باس عمران کے ہاں کام کرتا ہے۔“ صالحہ نے اسے رابرٹ کے باس اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل بتائی۔

ہاں ہاں بالکل۔ میری کبھی کبھار اپنے بھائی سے گفتگو ہو جاتی ہے جب میں شہر کا رخ کرتا ہوں بھائی نے مجھے بتا رکھا ہے کہ وہ اب ایکریمیا کی انڈر ورلڈ چھوڑ کر مستقل طور پر پاکیشیا سیٹل ہو چکا ہے اور اس نے مجھے اپنے خاص دوستوں جن میں دو نیگرو اور ایک پاکیشیائی ہے کا ذکر بھی کر رکھا ہے اور اپنے باس کا نام عمران بتا رکھا ہے۔
 ”نو جوان سردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”رابرٹ نے تمہیں جوزف، جو انا اور ٹائیگر کے نام بتائیں ہوں گے۔“

صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں بالکل۔ بھائی نے اپنے باس اور خاص ساتھیوں کے یہی نام بتا رکھے ہیں۔ مگر تم لوگوں کا بھائی سے کیا تعلق ہے۔“ نو جوان وحشی نے حیرت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

”پہلے تو یہ بتا دوں کہ میرا نام کراسٹی یہ صالحہ اور اس کا نام جولیا ہے جو کہ ہماری لیڈر بھی ہیں اور جہاں تک میرا خیال ہے تمہارا نام سمارا ہے۔“ کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا تو نو جوان وحشی سردار ایک بار پھر حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔
 ”ہاں میرا نام سمارا ہے لیکن بھائی نے مجھے تم لوگوں کے بارے میں نہیں بتا رکھا تھا۔ خیر اب تو مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم سب بھی میرے بھائی کے ساتھی ہو۔ اب بتاؤ کہ تم لوگ یہاں برازیل کے گھنے جنگلوں میں کیا کرنے آئے ہو اور بھائی کہاں ہے۔“ سمارا نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”سمارا! تمہارے بھائی بہت ہی اچھا اور زندہ دل انسان ہے اس وقت وہ بھی برازیل کے جنگلوں میں ہے یعنی اپنے ملک کے ہی جنگلوں میں ہے اور اس کے تینوں ساتھی بھی یہیں ہیں کیونکہ ان کا باس عمران جو کہ ہمارا ساتھی ہے وہ مشکل میں ہے۔“ جولیا نے سمارا کو بتایا پھر اسے عمران کے بارے میں بتانے لگی کہ وہ کسی تاریک جنگلوں میں قید ہو چکا ہے جہاں ماورائی قوتوں کا راج چلتا ہے اور ہم بھی وہیں جانا چاہتے ہیں۔

تاریک جنگلوں کا سن کر سمارا کے چہرے پر خوف کے سائے نمودار ہو گئے جیسے وہ ان تاریک جنگلوں کے بارے میں جانتا ہو۔

”میری معزز مہمانوں۔ چونکہ تم سب میرے بڑے بھائی رابرٹ کی دوست ہو اس لیے اب تم قیدی نہیں بلکہ میرے دوستوں میں ہو اس لیے میں تمہارے مرد ساتھیوں کو بھی بلوا لیتا ہوں پھر آپ سب سے گفتگو تو ہوتی رہے گی۔“ سمارا نے کہا اور پھر قبیلے کی زبان میں کچھ بولا تو دروازہ کھلا اور ایک لڑکی اندر داخل ہوئی۔ سمارا اس کو کچھ کہنے لگا غالباً وہ اس لڑکی کو ان تینوں کے ساتھیوں کے بارے میں ہی بتا رہا تھا لڑکی نے ادب سے سر جھکا یا اور باہر نکل گئی۔

میں نے کہہ دیا ہے کہ تمہارے ساتھیوں کو احترام کے ساتھ یہاں لایا جائے۔ کیونکہ اب آپ سب لوگ قیدی نہیں بلکہ مہمان ہیں اور آپ سب کے لیے کھانے پینے کا اہتمام بھی کر لیا ہے۔“ سمارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے بھائی۔ اپنے ملک کے جنگلوں میں آیا ہے مگر اس نے یہاں کا رخ نہیں کیا۔“ سمارا نے حیرت سے کہا۔

”در اصل سمارا! ہم تمہیں بتا تو چکے ہیں کہ تمہارا بھائی اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ اپنے باس عمران صاحب کو چھڑوانے کے لیے یہاں آیا ہے اس لیے وہ سب جلدی میں تھے لہذا اس لیے تمہارے بھائی نے اپنے قبیلے کا رخ نہیں کیا ہوگا۔“ کراسٹی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”مگر وہاں تو تاریک سایوں کا راج ہے جو کہ مجھے بھی اب چند دن پہلے معلوم ہوا ہے بھائی کو معلوم نہیں ہوگا۔ بہت خوفناک کالے بدروحوں کی دنیا ہے وہاں بھائی اور اس کے ساتھی ان سے کیسے لڑیں گے۔“ سمارا نے تشویش سے کہا۔

”سمارا! تم فکر نہ کرو تمہارے بھائی کا ایک دوست جوزف بہت ہی پراسرار قوتوں کا حامل شخص ہے اور اس کا افریقہ کے قدیم وچ ڈاکٹروں سے بھی رابطہ ہے اور وہ سب سنبھال لے گا ہم بھی اپنی طرف سے عمران کی مدد کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ہمارا ساتھی ہے۔“ جولیا نے سمارا کی طرف دیکھ کر کہا۔ ابھی یہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ تین نوجوان لڑکیاں اور دو جوان مرد خیمے میں داخل ہوئے اور نیچے ایک چٹائی بچھادی پھر اس میں دوھ پھل اور گوشت سرو کرنے لگے ان کو سرو کر کے خاموشی سے باہر چلے گئے۔ اسی دوران سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران بھی خیمے میں داخل ہو گئے اور حیرت کی

شدت سے جولیا، صالحہ اور کراسٹی کو دیکھنے لگے معلوم نہیں انہوں نے اس نوجوان وحشی سردار پر کونسا جادو پھونکا ہے جو وہ ان کی خدمت میں لگا ہوا تھا اور ان کو سمارا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نظر آئی اور صاف دوستی کی علامت نظر آئی پھر یکلخت خاور کی نظر دیوار پر فٹکی آویزاں تصویر نظر آئی تو وہ حیرت سے اچھل پڑا اور ساری صورت حال سمجھ گیا خاور کے دیکھنے کے بعد دیگر ممبران نے بھی تصویر دیکھ کر ساری صورت حال سمجھ لی کہ یہ نوجوان سردار کارابرٹ سے کوئی گہرا تعلق ہے اور ان کی تینوں ممبرز نے اس سردار کو بتا دیا ہوگا کہ یہ سب رابرٹ کے ساتھی ہیں۔

”بیٹھو میرے معزز دوستو! مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم سب میرے بڑے بھائی کے ساتھی ہو اور اب تم سب میرے مہمان ہو۔“ سمارا نے ان کی طرف دیکھ کر کہا اور ان کو دسترخوان پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو سب ممبرز اس بار سکون سے بیٹھ گئے اور سمارا کے کہنے پر کھانے میں مصروف ہو گئے سوائے بھنے گوشت کے باقی سب پھل کھا گئے اور دوھ پی گئے۔ گوشت اس لیے نہیں کھایا کہ ظاہری بات ہے وہ حلال نہیں تھا حالانکہ سمارا نے ان کو بتایا تھا کہ یہ بکری کا گوشت ہے مگر چونکہ قربانی کے وقت تکبیر ظاہری بات ہے نہیں پڑھا گیا تھا اس لیے وہ اسے نہیں کھا سکتے تھے اور طریقے سے معذرت کر لی۔ کراسٹی چونکہ کرپچن بھی اس لیے اس نے گوشت کھالیا اور جولیا گو کہ اس کی طرح گوری اور یورپین تھی لیکن جولیا تو اب مسلمان ہو چکی تھی اس لیے اس نے بھی دیگر ممبران کی طرح گوشت کونا کھایا۔

”میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ رابرٹ اور میرا باپ تو ایک ہی تھا مگر رابرٹ کی ماں گوری چڑی کی تھی اس لیے رابرٹ گوری چڑی کا ہے اور ہم دونوں کا باپ تو گوری چڑی کا ہی تھا مگر میری ماں سیاہ چڑی کی تھی اس لیے میں ناہی گوری چڑی کا ہوا اور نہ ہی سیاہ چڑی کا ہوا بلکہ گندمی اور درمیانے رنگت کا ہوں بہر حال باپ کی طرف سے دونوں بھائی ہی ہیں اور ہم دونوں میں گہری محبت تھی، قبیلے میں ایک دفعہ چند مہذب دنیا کے شکاری آئے اور ان کی بھائی سے دوستی ہو گئی تھی ان سب نے بھائی کو انگریزی زبان سکھائی اور جدید اسلحہ اور مہذب دنیا کی چند چیزیں دیں پھر اگلی دفعہ وہ بے شمار عورتوں کے کپڑے لائے جس سے ہماری عورتوں کے وجود کا فی حد تک

چھپ جاتے تھے اس طرح ہم بھائی نے مزید لباس اور دیگر مہذب چیزیں بھی لیں اور قبیلے والوں کو دیں ہمارا قبیلہ پرانی رسم و رواج کے علاوہ جدید اسلحہ بھی چلانا جانتا ہے۔ بھائی نے مجھے بھی انگلش سکھائی تھی اور مہذب دنیا کے طور طریقے سکھائے تھے۔ ویسے تو بھائی کو اس قبیلے کا سردار ہونا چاہیے تھا مگر بھائی کو مہذب دنیا بھاگتی تھی اور مجھے اس قبیلے کا سردار بنا کر ایکریمیا چلا گیا۔ میں جب بھی جنگل کی دنیا سے نکل کر مہذب دنیا یعنی برازیل کے شہروں کا رخ کرتا ہوں تو بھائی سے بات چیت کر لیتا ہوں۔ بھائی نے مجھے بتا رکھا تھا کہ وہ اب پاکیشیا رہتا ہے اور اپنے باس اور خاص ساتھیوں کا بھی بتا چکا ہے۔“ سمارا نے ان کو بتایا تو سب نے سر ہلادیا ویسے رابرٹ ان سب کو پہلے بھی یہ سب بتا چکا تھا اور اب سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اتفاق سے رابرٹ کے قبیلے میں ہی آچھسے تھے اس لیے مہمان تھے ورنہ کسی اور قبیلے کے قیدی بننے تو معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا ہوتا۔

”سمارا! تم سب قبیلے والوں نے اپنے خیمے کے دروازوں پر انسانی کھوپڑیاں لٹکا رکھی ہیں کیا تم لوگ آدم خور ہو۔“ تنویر نے پوچھا تو سب چونک کر سمارا کی طرف دیکھنے لگے۔

”ارے نہیں۔ میں بھی اور بھائی بھی آدم خوری سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ دراصل ایک بار ہمارا مقابلہ ہمارے دشمن قبیلے سے ہوا تھا اور ہم نے ان کو شکست دے دی تھی۔ وہ قبیلہ آدم خور تھا ان کے دیگر سامان کے ساتھ انسانی کھوپڑیاں جو ایک خاص طریقے سے سیڑھی ہوئی تھیں ہم نے ہتھیا لیں اور قبیلے والوں نے ان کو اپنے خیموں کے دروازوں پر لگا دیا ورنہ میرا قبیلہ آدم خور نہیں ہے البتہ اجنبی لوگوں سے ہم بھی دیگر قبیلوں کی طرح نفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ کئی دفعہ مہذب دنیا کے شکاری لوگ جدید اسلحوں سے بے شمار قبیلوں کے مردوں کو مار کر ان کی عورتوں کو اغوا کر چکے ہیں اس لیے ہم کسی اجنبی پر اعتبار نہیں کرتے اور دشمن ہونے پر ان کو مار دیتے ہیں اگر ہمیں لگے کہ یہ ویسے ہی عام شکاری ہیں تو پھر چھوڑ دیتے ہیں آپ لوگ تو میرے خاص مہمان ہو اس لیے آپ لوگوں کو کسی فکر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ لوگ میرے بڑے بھائی کے ساتھی ہو۔“ سمارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ سب کا کیا ارادہ ہے۔“ کچھ دیر توقف کے بعد سمارانے ان سے

پوچھا۔

”مسٹر سمارا! تمہارے بھائی اور ان کے ساتھیوں کی طرح ہمیں بھی عمران صاحب کی مدد کرنی ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو اتنا کر دو کہ ہمیں تاریک جنگل تک پہنچا دو۔“ صفدر نے کہا تو سمارا سوچ میں پڑ گیا۔

”دیکھیں معزز دوستو! وہ بہت خطرناک اور تاریک سایوں کا جنگل ہے۔

میرے ساتھی آپ کو وہاں تک جنگل سے چند کوس پہلے چھوڑ دیں گے مگر تاریک جنگل میں کوئی جانے کو تیار نہیں ہوگا۔“ سمارا لمبی سانس لے کر ان سب سے کہا۔

”ہاں ہاں ٹھیک ہے سمارا! ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ تم ہمیں اس جنگل کے

قریب پہنچا دو باقی ہمارا کام ہے۔“ جولیانا نے کہا تو سمارانے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ لوگ کب جانا چاہیں گے تاکہ میں اپنے خاص ساتھی آپ

لوگوں کے ساتھ روانہ کر دوں۔“ سمارانے جولیانا کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ابھی اور اسی وقت۔ کیونکہ ہم نے بہت آرام کر لیا ہے ہمارا وقت بھی کافی

برباد ہو گیا ہے۔“ جولیانا نے اس کی طرف دیکھ کر فوراً کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔ ویسے تو تاریک جنگل یہاں سے

بہت دور ہے مگر میرے بندے آپ چھوٹے اور خطرناک علاقوں سے لے جائیں

گے لیکن آپ لوگوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میرے بندوں کے ہوتے ہوئے

دیگر وحشی قبیلوں کا آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ کیونکہ میرے قبیلہ بہت بڑا اور طاقتور

ہے اور دیگر قبیلے ہمارا احترام کرتے ہیں البتہ آپ کو اپنے جدید ایمنیشن سے درندوں

کا سامنا ہونے پر ان کا مقابلہ کرنا ہوگا۔“ سمارانے ان سے کہا تو سب نے اثبات میں

سر ہلایا اور کھڑے ہو گئے۔

”چونکہ آپ سب کا تعلق میرے بھائی سے ہے۔ یعنی آپ سب میرے بھائی

کے ساتھی ہیں اس لیے میرا دل تو نہیں کرتا کہ آپ کو اتنی جلدی روانہ کروں مگر چونکہ

آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگوں کا لیڈر عمران جو کہ میرے بھائی کا بھی باس ہے

وہ خطرے میں ہے اس لیے آپ کو جانے دے رہا ہوں ورنہ آپ لوگوں کی خدمت

کرتا۔“ سمارنے ان کے کھڑے ہونے کے بعد خود بھی کھڑے ہو کر کہا اور پھر ان کے ہمراہ باہر چلا گیا۔ ایک سیاہ فام وحشی کو کچھ کہا تو اس نے ادب سے سر ہلا دیا اور کہیں چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہمراہ دو لمبے ٹنگے قد کے وحشی تھے انہوں نے یہاں آ کر سردار کو ادب سے سر جھکا کر سلام کیا اور اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

”آپ لوگوں میں سے کوئی مقامی زبان یعنی برازیلی زبان جانتا ہے۔“ سمار نے ان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں۔ ہم پہلے بھی متعدد بار برازیل کے شہروں اور گھنے جنگلات کی مہمات سر کر چکے ہیں اس لیے میں اور میرے تین ساتھی مقامی زبان جانتے ہیں۔“ جولیا نے سمار کی طرف دیکھ کر کہا اور پھر کیپٹن ٹکیل، صفدر اور تنویر کی طرف اشارہ کر دیا کہ ہم چاروں مقامی زبان سے واقفیت رکھتے ہیں۔

”ٹھیک ہے یہ تو اچھا ہوا۔ میرے یہ دونوں خاص ساتھی بھی مقامی زبان جانتے ہیں اور جدید اسلحہ چلانے سے بھی واقفیت رکھتے ہیں۔“ سمار نے اس کی طرف دیکھ کر کہا اور پھر مقامی زبان میں اپنے دونوں ساتھیوں کو بتایا کہ یہ بڑے سردار رابرٹ کے دوست ہیں اور انہوں نے سیاہ سائیوں کے تاریک جنگل میں جانا ہے۔

”مگر سردار! یہ سب سیاہ سائیوں والے خوفناک تاریک جنگل کیوں جانا چاہتے ہیں۔“ ان دونوں نے خوف سے سردار سے مقامی زبان میں پوچھا جن کو یہ چاروں بھی سمجھ رہے تھے۔

”بس ان کا لیڈر وہاں کسی طرح پھنس گیا ہے اور یہ وہاں جانا چاہتے ہیں اس لیے جاؤ۔ تم اور ساکا ان کو تاریک جنگل سے ایک کوس دور چھوڑ کر واپس آ جانا آگے یہ خود ہی چلے جائیں گے لیکن ان کو خاص راستے جو کہ درندوں سے پر اور خطرناک تو ہے تاریک جنگل جانے کا شٹ کر راستہ ہے کیونکہ ان سب کو بہت جلدی ہے اور تم دونوں اپنے ہمراہ چار بندے بھی لے جاؤ تاکہ واپسی پر چھ بندے ہونے کی وجہ سے درندوں سے مقابلے کی صورت میں آسانی سے ان کا مقابلہ کر سکو اور اپنے ساتھ زہر والے تیر اور جدید اسلحہ بھی لے جاؤ۔“ سمار نے جاؤ اور ساکا سے کہا تو دونوں نے ادب سے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ آپ لوگ تیار ہو جائیں۔ ہم بھی اپنے مزید بندے اور ہتھیار وغیرہ اٹھالیں پھر آپ کے ہمراہ چلتے ہیں۔“ جاٹوں نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔
 ”ہم بس تیار ہیں۔ ہمارا سامان جو ہم سے چھینا گیا ہے وہ تو واپس کر دیں۔“
 کراٹھی نے سردار سے کہا تو سردار نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

”کیا آپ کے یہ ساتھی اعتبار کے بندے ہیں۔“ صالحہ نے جاٹو اور ساکا کے جانے کے بعد پوچھا تو سب چونک کر سردار کو دیکھنے لگے۔
 ”ہاں ہاں آپ لوگ بالکل فکرنا کریں یہ میرے بھروسے کے اور خاص بندے ہیں۔“ سمارانے ان کو تسلی دی۔ تھوڑی دیر بعد ان کا تمام سامان ان کے حوالے کر دیا گیا اور سردار قبیلے کی آخری حد تک ان کے ساتھ گیا۔

”بھائی سے ملاقات ہونے کے بعد اس کو میرا سلام دینا اور کہنا کہ کسی وقت اپنے قبیلے چکر لگا لے سب اس کو یاد کر رہے ہیں۔“ سمارانے ان سے کہا اور مسکراتے ہوئے ان کو رخصت کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ سب ایک دفعہ پھر گھنے اور تاریک جنگلوں کے مسافر تھے اور جہاں سے یہ چھ وحشی ان کو لے کر جا رہے تھے یہ واقعی خطرناک اور درندوں سے پر راستہ تھا مگر حیرت انگیز طور پر وحشی ان کو پہلے سے ہی باخبر کر کے ہوشیار کر دیتے تھے۔ ان کا سفر بہت تیزی سے رواں دواں رہا اور پھر آخر کار ایک جگہ پہنچ کر وحشی رک گئے۔

”کیا ہوا جاٹو! تم لوگ رک کیوں گئے۔“ جولیا نے جاٹو کی طرف دیکھ کر کہا۔
 ”مادام! یہاں سے دوکوس کے فاصلے کے بعد تاریک جنگل کی حدود شروع ہو جاتی ہے۔ سردار نے ہمیں یہیں تک کا کہا تھا ہمیں آگے جانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے یہ دوکوس آپ کو خود طے کرنا ہوگا اور آگے کی مشکلات کا مقابلہ بھی خود کرنا ہوگا۔ ہمیں اجازت دیں۔“ جاٹو نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا تو ان سب کے دل دھڑکنے لگے۔

”ٹھیک ہے جاٹو! تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا بہت شکریہ۔ تم سب نے ہماری مدد کی۔“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جاٹو نے ادب سے سر ہلایا اور سلام کر کے واپس چلے دیئے۔

وحشیوں کے جانے کے بعد ان سب نے اپنا اپنا کھانا نکالا اور کھانے لگے کیونکہ ان سب نے آرام بہت کم کیا تھا اس لیے بھوک کے ساتھ اپنی تھکن بھی دور کرنا چاہتے تھے۔

”مس جولیا! قدرت نے ہماری مدد کی ہے کہ ہمارا سنا اتفاق سے رابرٹ کے قبیلے سے ہو گیا اور پھر ہم مختصر راستے سے ہوتے ہوئے ان وحشیوں کی رہنمائی کی بدولت درندوں اور دیگر وحشی قبیلوں سے بچتے ہوئے تاریک جنگل کے قریب پہنچ چکے ہیں اور اب ہم سب کو بہت ہوشیار رہنا ہوگا کیونکہ ہم ماورائی جنگل کے قریب پہنچنے والے ہیں۔“ صالحہ نے اس بار تشویش سے کہا۔

”صالحہ! فکر نہ کرو ہمارے پاس بے شمار جدید ایمونیشن ہے اور ہم سب مصائب کا مقابلہ ہمت سے کریں گے۔“ تنویر نے صالحہ کی طرف دیکھ کر اسے ہمت دی۔

”تنویر! تم تو ہر وقت مرنے مارنے والی باتیں کرتے ہو جو کہ غلط ہے جیسا کہ ہم اگر رابرٹ کے قبیلے والوں پر بلا اشتعال فائرنگ کر دیتے تو یہاں آسانی سے تاریک جنگل کے قریب ہونے کے بجائے موت کے منہ میں چلے جاتے کیونکہ وہ جدید اسلحہ بھی چلانا جانتے ہیں جو کہ رابرٹ نے ان کو ایکلیمیا جانے سے پہلے سکھادیا ہوگا۔“ کراسٹی نے تنویر کی طرف دیکھ کر اس سے شکوہ کیا۔

”ہاں کراسٹی! تم درست کہتی ہو اکثر اوقات تنویر اپنے گرم مزاجی کی وجہ سے دوسروں کو بھی مشکل میں پھنسا دیتا ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض دفعہ تنویر کا ڈائریکٹ ایکشن ہمیں بچا بھی لیتا ہے اور بعض کیسز میں ہم سے بازی بھی لے گیا ہے اس لیے تو چیف نے اسے ڈیشنگ ایجنٹ کا نام دیا ہے۔“ جولیا نے مسکراتے ہوئے تنویر کی طرف داری کی تو جولیا کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوشی کے عالم میں تنویر کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا اور سینہ چوڑا ہو گیا۔ دیگر ممبران مسکراتے ہوئے تنویر کو دیکھنے لگے صالحہ اور کراسٹی تحسین آمیز نگاہوں سے تنویر کو دیکھنے لگیں۔

چونکہ سب مسلسل سفر سے بہت تھک کر چور ہو چکے تھے اس لیے سب نے اپنے سامانوں کے بیگ جس میں جدید ایمونیشن اور دیگر اہم سامان تھے تھکے ہونے کی

وجہ سے اپنے پیچھے رکھ کر ان سے ٹیک لگالیا تھا تا کہ کمر کو تھوڑا آرام دے سکیں۔
 ”اچھا مس جولیا! اب آپ کا کیا ارادہ ہے کیا ہمیں آگے بڑھ کر تاریک جنگلوں میں داخل چاہیے یا ایک بار پھر جوزف وغیرہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جائے۔“ چوہان سے جولیا سے پوچھا تو جولیا چونک پڑی۔

”ہاں چوہان! ہمیں ایک ٹرائی پھر کرنی چاہیے۔“ جولیا نے کہا اور پھر جدید سیشنل سیل فون سے جوزف اور دیگر تینوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جدید ٹرانسمیٹر سے بھی ایک دفعہ پھر کوشش کی مگر ان کا کوئی رابطہ نہ ہوا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا۔ دراصل سیشنل سیل فون جوزف کے پاس اور جدید ٹرانسمیٹر جو ان کے پاس تھا اور دلدل میں ڈوبنے سے دیگر سامان کے ساتھ یہ چیزیں بھی جوزف اور جو ان سے ضائع ہو کر دلدل کی نظر ہو چکی تھیں اس لیے ان کا فورپاورز کے ممبران سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔
 ”میرے خیال میں ہمیں خود ہی ہمت کرنی ہوگی اب تاریک جنگل میں جو ہوگا

وہ دیکھا جائے گا۔“ ابھی جولیا نے بات مکمل ہی کی تھی کہ لکھنت ان کوشیروں کے غرانے کی تیز آواز سنائی دی اور شیر بھی کافی سارے تھے یہ دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے کہ دس کے قریب شیران کے بہت ہی قریب پہنچ چکے تھے اور غراتے ہوئے ان کی طرف لپک رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب ممبران تیزی سے اٹھے اور بدحواسی میں آگے بھاگنے لگے ان درندوں کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر ان کے ہوا اس جواب دے گئے تھے اس لیے بیگوں کے بغیر ہی بدحواسی میں آگے بھاگ آئے تھے۔

”ارے مس جولیا! یہ کیا جلدی اور گھبراہٹ میں ہم میں سے کسی نے بھی تھیلے نہیں اٹھائے جس میں جدید ایمونیشن اور بم ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے چونک کر جولیا سے کہا تو سب کے دل خوف سے بند ہونے لگے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ اب دسوں شیران کے سامان کے قریب پہنچ چکے تھے۔

”ارے یہ ہم نے کیا کر دیا۔ اب تو بھیا نک موت ہمارا مقدر بنے گی۔“ خاور اور صفدر نے ایک ساتھ اپنے بیگوں کے قریب درندوں کو غراتے اور اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر خوف سے کہا۔ باقی ممبران بھی یہ خطرناک صورت حال دیکھ کر پریشان ہو گئے۔

”ہم عمران کی کیا مدد کریں گے ہم تو خود موت کے دھانے پر پہنچ چکے ہیں۔“
 تنویر نے اپنی پینٹ کی جیب سے منی پسٹل نکالتے ہوئے کہا تو دیگر ممبران نے بھی
 تیزی سے ایسا کیا اور بے دریغ ان خونخوار شیروں پر فائر کرنے لگے یہ دیکھ کر شیر
 دھاڑنے لگے اور تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے فائرؤں سے چھ شیر تو
 مارے گئے مگر اس دوران سب کے پسٹل سے میگزین ختم ہو گئے اور یہ دیکھ کر سب
 ہوا س باختہ ہو گئے۔ لیکھت انہوں نے دیکھا کہ چار شیر اس جگہ اچانک نمودار ہوئے
 جہاں پر چھ شیر مرے پڑے تھے اور اپنے ساتھیوں کو مردہ دیکھ کر شیروں کا غصہ عروج پر
 پہنچ چکا تھا وہ غراتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ موت آہستہ آہستہ ان کی طرف
 بڑھ رہی تھی اور یہ سب بغیر ایمونیشن کے اتنے خونخوار اور طاقتور شیروں کا خالی ہاتھ
 مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ بے بسی سے ایک حلقہ بنا لیا کیونکہ آخر کو یہ سب پاکیشیائی
 سیکرٹ سروس کے ایجنٹ تھے اور آسانی سے ان درندوں کو اپنی خوراک نہیں بننے دے
 سکتے تھے لیکن پھر بھی موت ان کے قریب پہنچ چکی تھی اور یہ چار شیر غصے سے بھر کر ان پر
 جھپٹے۔

○.....○.....○

باقاش سیاہ دیوی کے بت کے سامنے دوزانوں بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ
 شاسان اور قبوتی بھی بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے راجرا اور اس کے ساتھی بندھے
 ہوئے تھے۔ ان کے منہ سے ڈری ڈری چیخیں نکل رہی تھیں کیونکہ اس موٹے اور سیاہ
 نسوانی بت کے سامنے ایک تیز دھار چھرا پڑا تھا اور یہ سب اس کے سامنے پڑے تھے
 اور سمجھ چکے تھے کہ ان کی برائی کا انجام ان کو ملنے والا ہے۔ انہوں نے جتنے ظلم اور قتل
 کیے ہیں اب ان کو بھی انک انداز میں اس شیطانی بت کے سامنے قربان کیا جائے گا
 کیونکہ یہ سب اپنی آنکھوں سے ڈاکٹر شیان اور قبوتی کے ہاتھوں بد قسمت قیدی جوڑی
 کی شیطان کے نام پر بھیانک قربانی دیکھ چکے تھے۔

”چلو شاسان! تم ترتیب سے ہر مہان بلی کو مہان سیاہ دیوی کے قدموں کے
 بالکل قریب کر دو تا کہ مہان سیاہ طاقت کے نام پر بلی دی جا سکے جو کہ قبوتی نے ہمیں
 مہان سیاہ دیوی کی مہان قربانی کے لیے تحفہ دی ہے۔“ باقاش نے کہا تو قبوتی کے منہ

پر مسکراہٹ ریگ گئی راجر اور اس کے ساتھیوں کو قوتی کے حسین چہرے کی مسکراہٹ سے اپنی موت نظر آ گئی اور جنگل میں جہاں وہ قوتی کو مدہوش نظروں سے دیکھ رہے تھے اب ان کی آنکھوں میں قوتی کے حسین چہرے کو دیکھ کر خوف ہی خوف تھا کیونکہ ان کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ شیطان پرستوں کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں قوتی اور شاسان وغیرہ شیطانی طاقتیں ہیں۔

باقاش نے انتہائی بے رحمی والی بات اتنے آرام سے کر دی تھی جیسے اس کے نزدیک انسانی جان کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو اور ہوتی بھی کیسے شیطان کے نام پر انسانی قربانی تو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ شاسان نے آگے بڑھ کر راجر کے ایک ساتھی کو سیاہ دیوی کے قدموں کے عین نیچے آ کر رکھ دیا جہاں تیز دھار چھرا بھی پڑا تھا۔ راجر کا ساتھی بری طرح مچنے لگا کیونکہ اس نے اپنی موت دیکھ لی تھی مگر بندھا ہونے کی وجہ سے یہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

”دیکھو مجھے معاف کر دو میرا کوئی قصور نہیں ہے۔“ بد قسمت مرد چلایا مگر یہاں اس کی کوئی سننے والا نہیں تھا۔ اس کو وہ مناظر یاد آ گئے جب وہ پیسوں کی خاطر بے قصوروں کا خون کرتا تھا اور اب جب اپنا خون ہونے والا تھا تو اس کا رنگ خوف سے سیاہ ہو گیا اور خون خشک ہو گیا تھا۔ قوتی نے اس کے سر کو اچھی طرح پکڑا تو باقاش نے سیاہ دیوی کے قدموں سے تیز چھرا اٹھایا اور سب شیطان کی بڑائی کرنے لگے۔ پھر باقاش نے چھرا بے دردی سے اس بد قسمت جراثیم پیشہ مرد کی گردن میں رکھ کر گلا کاٹ دیا تو اس کے منہ سے خرخر خر کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ بھیا نک اور لرزہ خیز منظر دیکھ کر راجر اور اس کے دیگر ساتھی خوف کی شدت سے بے ہوش ہو گئے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب ایک ایک کر کے ان کی بھیا نک موت آ چکی ہے اور انہیں بھی شیطان کے نام پر ذبح کیا جائے گا۔

باقاش کے کہنے پر شاسان نے راجر اور اس کے تمام ساتھیوں کو ایک ایک کر کے سیاہ دیوی کے قدموں میں ڈالا اور قوتی ان کے سر کو مضبوطی سے پکڑتی اور باقاش مزے سے ان کے گلے پہ چھری پھیر دیتا تھا جیسے کوئی سبزی کاٹ رہے ہوں اور یہ بھیا نک عمل کرتے ہوئے ان کو ذرا بھی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا بلکہ خوشی سے اور

مزرے سے ان سب کو ایک ایک کر کے شیطان کے نام کی بلی چڑھا دی۔ ان سب کا خون بھیا نک سیاہ نگشت کی دیوی کے بت کے قدموں میں گر چکا تھا۔ ہر طرف خون بکھر گیا تھا۔

”خون اور ان لاشوں کو صفا کرو کیونکہ اب میں نے بے ہوش عامی ران اور نابکار شری کا کوش کو یہاں لا کر مہان سیاہ دیوی کے قدموں میں ڈالنا ہے۔“ باقاش نے ایسے لا پرواہی سے کہا جیسے اس نے ابھی کچھ کیا ہی نہ ہو۔

”آقا! میں نے عامی ران کو پھانس ہی لیا تھا۔ اگر بد بخت شری کا کوش عامی ران کی مدد نہ کرتا تو میں اسے کالے منتر والا بار پہنا چکی ہوتی جس سے اس کا ذہن میرے تابع ہوتا اور میں اسے پلید کروا دیتی۔ مگر شری کا کوش نے میرے کھیل کو بگاڑ دیا۔“ قبوتی نے مٹھیاں بھیجنے کر کہا۔

”ہاں قبوتی! تمہارے اور شاسان کے بنائے ہوئے کھیل میں عامی ران پھنس چکا تھا بلکہ پہلے بھی میری طاقت سنو کی نے عامی ران کو اپنے جال میں پھانس لیا تھا۔ مگر نابکار بدھے شری کا کوش نے اسے اپنی خفیہ اور پراسرار طاقتوں سے بچا لیا تھا اور اب تمہارے وار سے بھی بچا لیا ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ میں شری کا کوش کو دوبارہ مہان سیاہ طاقت کا پیروکار بنانے میں زور دوں گا کیونکہ بلاشبہ شری کا کوش کالے جادو اور سفلی دنیا میں کسی شہنشاہ کی صورت اختیار کر چکا تھا مگر معلوم نہیں کیوں اس نے یلکھت کالے جادو کی مہان دنیا سے کنارہ کشی کر لی اس پر میں نے موقع جان کر اس کو اغوا کر لیا اور اسے دوبارہ پرانے روپ میں لانے کی کوشش میں تھا مگر اس نابکار نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہے اور اب عامی ران کے ساتھ اس کی بھی قربانی ہوگی۔“ باقاش نے کہا تو قبوتی اور شاسان نے ادب سے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”آقا! ہم نے عامی ران کے قریب نانا گوسی کی بو پھیلا دی تھی جس پر وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور آپ کے کہنے پر اسے اور بدھے شری کا کوش کو باندھ دیا ہے اب ان کی مہان قربانی آپ کب دیں گے۔“ شاسان نے پوچھا۔

”تھوڑی دیر پہلے شاکونا نے مجھے بتایا ہے کہ افریقہ کا پرنس مکاشو عامی ران کی مدد کے لیے آ رہا ہے اور دوسری طرف سے عامی ران کے دیگر ساتھی بھی جنگل میں

ہیں۔ کافرستان سے راج کا لو بھی آیا ہوا ہے مگر ڈاکٹر شیان کے برعکس وہ میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے آیا ہے اور وہ عامی ران کے دیگر روشنی کے ساتھیوں کو مہمان سیاہ طاقت کے نام پر بلی دینا چاہتا ہے مجھے صرف پرنس مکاشو کی فکر ہے کیونکہ اس پر افریقہ کے بے شمار انتہائی طاقتور وچ ڈاکٹروں کا سایہ ہے اور وہ بہت خطرناک شخص ہے۔ راج کا لو کی ایک طاقت نے ان کا راستہ بھی روکنا چاہا مگر پرنس مکاشو اس کو شکست دے چکا ہے۔ وہ میرے تاریک جنگل کے قریب پہنچنے والا ہے اور اس جیسے خطرناک شخص سے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ مجھ سے عامی ران کو پھین لے کیونکہ وہ بہت پراسرار اور کسی وچ ڈاکٹر سے کم نہیں ہے۔“ باقاش نے قبوتی اور شناسان کی طرف دیکھ کر تشویش سے کہا۔

”آقا! اگر ایسا ہے تو پھر مجھے اور شناسان کو اجازت دیں کہ ہم پرنس مکاشو کا راستہ روکیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تو پرنس مکاشو اپنے ساتھی عامی ران تک پہنچ جائے گا اور آپ کی مہمان قربانی ضائع جائے گی۔“ قبوتی نے اس کی طرف ادب سے سرخم کرتے ہوئے کہا۔

”قبوتی! میرے پاس بے شمار مہمان شکلتیاں ہیں اور میں ان کا استعمال کر سکتا ہوں لیکن میں نے عامی ران کو ماورائی طریقے سے اغوا کرنے کا خوفناک عمل کیا تھا اس کے لیے میں عامی ران کو مہمان سیاہ طاقت کا غلام بنانے یا پھر اس کی قربانی سے پہلے اپنے تاریک جنگل سے نہیں نکل سکتا البتہ تم یعنی میری غلام طاقتیں نکل سکتے ہو مگر میں اپنی مہمان طاقتوں کو اس طرح ضائع نہیں کرنا چاہتا کیونکہ جوزف عرف پرنس مکاشو بھی میرے تاریک جنگل نہیں آ سکتا کیونکہ یہاں گھوناش کی سیاہ اور ناظر آنے والی آگ جل رہی ہے۔ وہ اس کو پار نہیں کر سکیں گے میں اب عامی ران کی بھینٹ چڑھانے کی تیاری کرتا ہوں۔“ باقاش نے کہا۔

”مگر آقا! اس طرح تو ہم ایک سمت سے کمزور ہو جائیں گے کیونکہ میں بھی جان چکا ہوں کہ پرنس مکاشو بہت طاقتوں کا مالک ہے اور بے شک اس نے اب تک بہت سارے مہمان سیاہ شکلتیوں کا خاتمہ کیا ہے جو بھی روپ ہو وہ ان سیاہ طاقتوں کو پہچان لیتا ہے مگر پھر بھی آپ مجھے اور قبوتی کو اجازت دیں تاکہ ہم پرنس مکاشو اور اس

کے ساتھیوں کا راستہ روک سکیں کیونکہ میری سیاہ طاقت مجھے بتا رہی ہے کہ ان کا ایک ساتھی روشن کلام پڑھنا جانتا ہے اور اس کے پاس روشن دنیا کی ایک خاص چیز بھی ہے اس لیے ہم اپنی طرف سے ان کا راستہ روکتے ہیں۔ قبوتی اور میں کوئی عام سی سیاہ طاقت نہیں ہیں اس دوران میں نے یہ بھی اپنی سیاہ طاقتوں سے جان لیا ہے کہ راج کالو عامی ران کے دیگر ساتھیوں پر قابو پا چکا ہے اب صرف پرنس مکاشوا اور اس کے ساتھیوں کا راستہ روکنا باقی ہے چونکہ کالے منتر کے اصول کے مطابق عامی ران کی مہان قربانی تک آپ اپنے تاریک جنگل سے باہر نہیں نکل سکتے اس لیے ہم دونوں کو پرنس مکاشوا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ان کا راستہ روکنے کی اجازت دے دیں۔“ شاسان نے کہا تو باقاش اسے دیکھنے لگا۔

”ہاں آقا! شاسان درست کہہ رہا ہے بے شک اس کا افریقہ کے مہان وچ ڈاکٹروں سے رابطہ ہے مگر آقا۔ آپ مہان قربانی سے پہلے اپنے تاریک جنگل سے نہیں جاسکتے اس طرح تو مکاشوا اور اس کے ساتھیوں کا راستہ نہ روکا گیا تو پھر وہ سر پر پہنچ کر عامی ران کو بچانے کے ساتھ ہم سب کے لیے خطرہ بن جائیں گے کیونکہ مکاشوا کے ساتھ اس کا روشنی کی چیزوں والا ساتھی بھی ہے جو روشن کلام بھی جانتا ہے اور ایسے لوگ ہمارے لیے بہت مہنگے ثابت ہوں گے اس لیے ان کا راستہ دور سے نہیں بلکہ قریب جا کر روکنا بہتر ہوگا۔“ قبوتی نے کہا۔

”تم دونوں درست کہہ رہے ہو۔ اب اس منحوس مکاشوا اور اس کے خطرناک ساتھیوں کا راستہ روکنا واقعی لازمی ہو گیا ہے اس کے علاوہ میں تمہیں شا کو ما کی کالی دنیا کا سب سے خطرناک کالا منتر دیتا ہوں تم عامی ران کے ان ساتھیوں کا راستہ روکو جو روشن دنیا کی چیز اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ انہیں کسی بھی صورت مہان قربانی سے پہلے یہاں نہیں پہنچنا چاہیے۔“ باقاش نے شاسان کی طرف دیکھ کر کہا تو شاسان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”آقا! ہم واقعی شا کو ما کے کالے منتر سے پرنس مکاشوا اور اس کے ساتھیوں کو بھٹکا سکتے ہیں۔“ شاسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کالے جادو کا خوفناک کالا منتر لینے کے لیے عمل کرتا ہوں

۔“ باتقاش نے کہا اور پھر سیاہ بت کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کیے کوئی منتر پڑھنے لگا تھوڑی دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھیں سرخ انگارہ تھیں جیسے آنکھوں میں چنگاریاں جل رہی ہوں۔

○.....○.....○

جیسے ہی جوزف نے تینوں کے سر پر وار کے یلخت ز میں بری طرح لرز نے لگی اور اسی وقت بے شمار سرخ مکھیاں بھی یہاں پہنچ گئیں ان چاروں کی طرف بڑھیں چونکہ ز میں کے ہلنے کی وجہ سے جوزف کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی کہیں نہیں جاسکتے اس لیے جوزف نے تیزی سے کچھ پڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں پر مخصوص انداز میں وار کیے تھے جس سے جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر تینوں بے ہوش ہو گئے تھے اور نیچے زمین پر لڑھک گئے تھے اس سے پہلے کہ مکھیاں جوزف اور اس کے ساتھیوں کے قریب آتیں یلخت ہر طرف سرخ رنگ کی تیز روشنی پھیل گئی اور اس روشنی میں جوزف نے بھی سختی سے اپنی آنکھیں موند لیں البتہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ رہ گئی تھی۔

ز میں مسلسل ہل رہی تھی اور سرخ روشنی یا سرخ دھواں جس میں جوزف اور اس کے ساتھی چھپ چکے تھے جب تک ز میں کو جھٹکے لگتے رہے پراسرار سرخ دھواں برقرار رہا اور معلوم نہیں اس سرخ دھویں میں آ کر گوشت خور مہلک سرخ مکھیاں کہاں غائب ہو گئیں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد زمین نارمل ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سرخ دھواں بھی ختم ہو گیا قاتل سرخ مکھیوں کا ٹڈی دل لشکر بھی غائب ہو چکا تھا۔ جوزف نے بدستور اپنی آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔

”مہربانی وچ ڈاکٹر پالوگ! تمہاری محافظ سرخ چیلوں نے عین وقت پر کالی دنیا کے انتہائی مہلک کالے منتر کے خوفناک وار میں ہمارا ساتھ دیا ورنہ یہ گوشت خور سرخ مکھیاں کچھ دیر بعد ہمارا گوشت چٹ کر کے ڈھانچوں میں تبدیل کر دیتیں کیونکہ شا کونا منتر کے خوفناک وار سے ہم کہیں جا بھی نہیں سکتے تھے۔“ جوزف نے بدستور آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا اور پھر اپنی آنکھیں کھول دیں۔

جوزف نے دیکھا کہ ز میں کا ارتعاش ختم ہو چکا تھا اور سرخ مکھیوں کا بھی کوئی

نام و نشان نہیں تھا۔ جوزف جلدی سے ٹائیگر کے قریب آ گیا اور مخصوص طریقے سے اس کا منہ اور ناک بند کر کے اس کو ہوش دلانے لگا مگر ٹائیگر کو کوئی فرق نہ پڑا تو جوزف کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرا گئے۔

”ارے ہاں۔ میں اصل طریقہ تو بھول ہی گیا اس پر ان کو ہوش آنا ہی چاہیے۔“ جوزف نے چونک کر خود سے کہا اور پھر ٹائیگر کے بوٹ اتار کر اس کے موزے بھی اتار لیے اور اس کے پاؤں کے انگوٹھے کو پکڑ کر زور سے کھینچا تو ٹائیگر کے جسم میں یلکھت تکلیف کی شدت سے حرکت ہوئی تو جوزف نے ایک دفعہ پھر اس کے ساتھ ایسا کیا تو اس کا سر ہلنے لگا یہ دیکھ کر جوزف کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ رنگ گئی اور پھر جوزف ٹائیگر کو چھوڑ کر رابرٹ کے پاس گیا اور اس کے بوٹ اور موزے اتار کر اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا اور پھر جو انا کے ساتھ بھی ایسا ہی عمل کیا تو جوزف نے دیکھا کہ ٹائیگر کو ہوش آ چکا تھا اور رابرٹ اور جو انا بھی کسمسا رہے تھے یہ دیکھ کر جوزف نے سکون سے لمبا سانس لیا جیسے میلوں دور سے بھاگ کر آیا ہو۔ ٹائیگر کے ذہن میں تاریکی کا پردہ چاک ہونے لگا اور اس کا دماغ اس طرح روشن ہونے لگا جیسے گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اور پھر ٹائیگر نے اپنے سر کو جھٹکا اور تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا اس نے دیکھا کہ رابرٹ اور جو انا بھی اپنے سر کو جھٹک رہے تھے اور چند لمحوں بعد تینوں اٹھ کر بیٹھ گئے۔

”شکر ہے گاڈ! تم تینوں کو ہوش آ گیا۔“ جوزف نے ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”جوزف! یہ کیا حرکت ہے۔ تم نے ہمارے سروں پر کیوں کلہاڑے کے گن سے وار کیے تھے۔“ رابرٹ نے ناراضگی سے جوزف سے پوچھا۔

”اور ہمارے جوتے تک اتار لیے ہیں آخر یہ سب کیا چکر ہے۔“ جو انا نے بھی حیرت سے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا۔

”یار! اب میں تم لوگوں کو کس طرح بتاؤں کہ تاریک جنگل کے سیاہ دلدل کی گندی اور رزیل مگر طاقتور راقصوں نے شا کو ما کی کالی دنیا کا انتہائی خوفناک منتر پڑھ کر ہم پر بہت مہلک اور کاری وار کیا تھا یہ تو شکر ہے کہ مجھے اس کا بروقت علم ہو گیا تھا اس

لیے میں نے وچ ڈاکٹر پا لوگ کے محافظوں کو اپنی اور تم تینوں کی مدد کے لیے بلایا تھا ورنہ شا کو مانترا کا جو خوفناک اور کاری واریا گیا تھا اس سے ہماری موت یقینی تھی اور شکر ہے بروقت سرخ محافظوں نے ہماری مدد کی ورنہ کالے جادو اور سفلی دنیا کے رزیل اور خوفناک شا کو مانترا کی وجہ سے ہم سرخ مکھیوں کی خوراک بنتے اور منٹوں میں ہمارا گوشت ہڈیوں میں تبدیل ہو چکا ہوتا۔“ جوزف نے ان کی طرف دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

”یار! پھر وہی سر پھری باتیں جس کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی وہی جھیل وہی دلدل وہی سرخ چیلیں یہ سب میری تو سمجھ سے باہر ہے۔“ جوانا نے جوزف کی بات سن کر اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو رابرٹ اور ٹائیگر پھر مسکرا دیئے۔

”اچھا اب یہ ہمارے بوٹ اور موزے تم نے کس خوشی میں اتارے ہیں۔“ رابرٹ نے کہا۔

”یار! پھر وہی باتیں۔ حالانکہ ٹائیگر اور جوانا تو پھر بھی میرے ساتھ کئی ماورائی مہمات سر کر چکے ہیں اور اب تم نے بھی اس مہم میں دیکھ لیا ہے کہ نیلی جھیل کے سیاہ دلدل کی سینکوں والی رزیل بدرو حیں ہم پر وار کر چکی ہیں ہم ان سے ماورائی طریقے سے نمٹ چکے ہیں۔ پھر بھی ابھی تک مجھ سے ناراض ہو اور جہاں تک تمہیں بے ہوش کرنے کی بات ہے وہ تو لازمی میں نے تم کو بے ہوش کرنا تھا کیونکہ وچ ڈاکٹر پا لوگ کی سرخ محافظ چیلیں کبھی بھی یہاں میرے لاکھ بلانے پر نہ آتیں کیونکہ تمہارے دل میں شک و شبہات ابھی تک ہیں اور سرخ محافظ وہاں کبھی نہیں آتے جہاں کسی کے دماغ میں ان کے خلاف شکوک ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ میں تمہیں ان کی طاقتوں کے بارے میں یقین نہیں دلا سکتا اور ویسے بھی میرے پاس بہت کم ٹائم تھا کیونکہ کالی دنیا کا خوفناک ترین منتر شا کو ما کی وجہ سے دور ریل طاقتوں نے سرخ مکھیوں کا رخ ہماری طرف پھیر دیا تھا اور شا کو ما کے ہی خوفناک منتر سے ہم جہاں کھڑے تھے وہاں کالے منتر سے زمیں میں ارتعاش ڈال دیا تھا تاکہ ہم کہیں بھاگ نہ سکیں اور سرخ مکھیاں ہمارے وجود کو چٹ کر کے ہڈیوں میں تبدیل کر دے۔ ہم بھیانک موت سے دوچار ہوں اس لیے میں نے مجبوری کے تحت تم سب کو بے ہوش کیا اور پھر بروقت سرخ محافظ میرے کہنے پر ہماری مدد کو آ گئیں۔ ہم سب شا کو ما کے

انتہائی مہلک کالے منتر سے بچ گئے ہیں۔“ جوزف نے ان کو تفصیل بتائی تو سب نے اس کی بات کو نامانتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ واقعی ان کے بے ہوش ہونے سے پہلے زمیں میں بہت ارتعاش تھا اور سرخ مٹھیوں کے ہٹھکنے کی تیز آوازیں تھیں مگر اب ایسا کچھ نہیں تھا۔

”مگر یہ ہمارے بوٹ اور موزے کس خوشی میں اتارے گئے ہیں۔“ ٹائنگر

نے پوچھا۔

”یار! دراصل بات یہ ہے کہ جہاں وچ ڈاکڑ یا لوگ کی محافظ آتے ہیں وہاں تیز بودماغ میں رچ جاتی ہے اور سانس کو روکنا ہوتا ہے اگر بندہ ہوش میں ہو اور وہ جان کر ان کی موجودگی میں یا ان کی پناہ میں سانس لے تو اس کے دل کی دھڑکن بھی بند ہو سکتی ہے مگر بے ہوش شخص ظاہری بات ہے ہوش میں نہیں ہوتا اس لئے اس پر ایسا اثر نہیں ہوتا وہ طویل بے ہوشی میں چلا جاتا ہے اور اس کو جب تک مخصوص طریقے سے ہوش نہ دلایا جائے وہ ہوش میں نہیں آتا بلکہ بغض دفعہ تو بے ہوشی کی حالت میں ہی موت کے منہ میں چلا جاتا ہے میں نے تم تینوں کے پاؤں کے انگوٹھوں کو مخصوص انداز میں کھینچا ہے جس سے شدید درد کی وجہ سے تمہارے دماغ پر اثر پہنچا ہے اور گہری بے ہوش بھی اس درد کی شدت سے ہوش میں آ جاتا ہے میرے پاس تم تینوں کو ہوش دلانے کے کا کوئی چارہ نہیں تھا۔“ جوزف نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں جوزف! واقعی جب مجھے ہوش آیا تو مجھے اپنے وجود میں پاؤں سے لے کر تیز درد کا احساس ہوا تھا اور غالباً اسی درد کی وجہ سے مجھے ہوش آیا ہے۔“ رابرٹ نے سر ہلا کر کہا تو ٹائنگر اور جوانا بھی اب مسکرا کر جوزف کو دیکھنے لگے۔

”یار جوزف! آج میں بھی تمہیں مان گیا ہوں کہ تم واقعی پر اسرار قوتوں کے

مالک ہو اور واقعی جس طرح تم نے ہماری جان بچائی ہے اس پر ہم تینوں تمہارے بہت مشکور ہیں۔ مگر بارتم سیدھا کیوں نہیں کہتے کہ شیطانی گندی طاقتیں ہمارا راستہ روک رہی تھیں یہ جھیلکس، دلدلیں اور سینگوں کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔“ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائنگر اور رابرٹ بھی ہنس پڑے۔

”یار! تم لوگ کبھی نہیں سدھرو گے۔ میری باتوں کو نہیں سمجھو گے معلوم نہیں تم

لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہو۔“ جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

”اچھا یا ر جوزف! ناراض نا ہو اور یہ بتاؤ کہ تار یک جنگل کہاں ہے۔ ہم اس سے کتنی دور ہیں اگر اسی طرح شیطانی حملے ہوتے رہے اور تم ہمارے سروں پر وار کرتے رہے تو باس تک پہنچنے تک تمہاری ٹھوکروں سے ہمارے سروں پر گومڑ بن جائیں گے یعنی ہم خود سینگوں والے بن جائیں گے۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اور جوانا کے ساتھ جوزف خود بھی ہنس پڑا۔

”نہیں انہوں نے جو مہلک ترین وار کرنا تھا کر دیا اب ہر وقت وہ شاکو کا خوفناک کالے منتر کا وار انہیں کر سکتے۔“ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلو پھر آگے بڑھو۔ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا کیونکہ واقعی ہمارا راستہ روکا جا رہا ہے تاکہ ہم ماسٹر تک نہ پہنچ سکیں۔ کالی طاقتوں نے ماسٹر کو اپنے جن ناپاک مقصد کے لیے پراسرار اور سحر کے ذریعے اغوا کیا ہے وہ اپنے گندے مقصد میں کامیاب نا ہو جائیں۔“ جوانا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں جوانا! تم نے عقلمندی کی بات کی ہے۔ ہمیں جلدی کرنا چاہیے۔“ جوزف نے کہا۔

”اگر میرے بگ باس یہاں ہوتے تو وہ بھی باس کے لیے ان شیطانی طاقتوں کو فنا کر کے ان تک بہت جلد پہنچ جاتے۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے سلیمان کو یاد کرتے ہوئے کہا تو جوزف حیرت سے رابرٹ کو دیکھنے لگا۔

”یا ر رابرٹ! تمہیں کیا ہو گیا ہے اس نازک موقع پر اس گھاڑ باورچی کا کہاں ذکر کر لے کر بیٹھ گئے ہو۔ وہ نکما باورچی سوائے مفت کی روٹیاں توڑنے کے اور باس کے پیسے چرا کر فلمیں دیکھنے کے کچھ نہیں کر سکتا۔“ جوزف نے منہ بنا کر کہا تو جوانا اور ٹائیگر مسکراتے ہوئے رابرٹ کو دیکھنے لگے جس نے سلیمان کا نام لے کر جوزف کا موڈ آف کر دیا تھا کیونکہ رابرٹ نے جوزف کی صلاحیتوں سے بھی بڑھ کر سلیمان کی تعریف کی تھی اور سب جانتے تھے کہ جوزف اور سلیمان کو ایک دوسرے سے خدا واسطے کا میر ہے ہر وقت ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں اور رابرٹ نے غالباً جان کر مزے لینے کے لیے جوزف کو چھیڑا تھا۔

”ارے یہ کیا۔“ یلکھت جوزف نے چونک کر کہا تو ٹائیگر، رابرٹ اور جوانا بھی چونک کر جوزف کو دیکھنے لگے۔

”ہوشیار ہو جاؤ۔ اب اپنے دل کو تھام لو اور مضبوط کر لو کیونکہ انتہائی خوفناک اور لرزہ تاری کر دینے والے مناظر اب ہونے والے ہیں۔ مگر یہ سب کالی دنیا کے وار ہمیں اپنی منزل سے بھٹکانے اور ڈرانے کے لیے ہوں گے بس کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹے جب تک میں نہ کہوں۔“ جوزف نے اونچی آواز میں ان سے کہا چونکہ اس بار چاروں ایک ساتھ ہی کھڑے تھے۔ جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر نے اپنے موزے اور بوٹ اس دوران پہن لیے تھے۔ جوزف نے ان تینوں کے گرد گھوم کر ایک دائرہ کھینچ لیا اور خود بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کچھ پڑھنے لگا تو تینوں حیرت سے جوزف کو دیکھنے لگے مگر اس بار کچھ بولے نہیں تھے۔ یلکھت ایک گونج پیدا ہوئی اور جنگل میں اس جگہ جہاں یہ چاروں کھڑے تھے جوزف نے جو دائرہ کھینچا تھا اس کے باہر تین انسانی سر نمودار ہوئے جن کے چہرے انتہائی بھیانک اور سیاہ تھے ان کی آنکھوں سے خون بہہ رہا تھا اور منہ سے انتہائی خوفناک آوازیں نکل رہی تھیں۔ گردنوں والی جگہ سے خون بہہ رہا تھا۔

”ارے جج۔ جوزف! یہ کیا بلا ہے۔“ اتنا بھیانک منظر دیکھ کر مضبوط اعصاب ہونے کے باوجود جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر تینوں نے بے اختیار خوف کی شدت سے کانپتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اچانک وحشت اور کالے سحر کے اتنے بھیانک منظر بھی دیکھیں گے۔ جوزف کی آنکھیں بند تھیں اور وہ منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا جوان تینوں کی سمجھ سے باہر تھا۔ یلکھت ان خوفناک چہروں کے منہ سے آگ کے مرغولے نکلے مگر ان کے قریب آنے سے قبل ہی بجھ گئے یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر تینوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں تھیں حالانکہ تینوں ہی جوزف کی طرح بہت مضبوط اعصاب اور دل گردے والے تھے مگر یہ سحر کے ماورائی اور خوفناک منظر انہوں نے زندگی میں پہلے کبھی کسی ماورائی کیس میں نہیں دیکھا تھا۔

”جج۔ جوزف! تہ۔ تم بولتے کیوں نہیں اور کیا پڑھ رہے ہو بتاتے کیوں نہیں کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔“ جوانا اور رابرٹ نے ایک ساتھ جوزف سے سوال

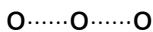
کیا مگر جوزف بدستور کچھ پڑھنے میں مصروف تھا اور ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔
 یلکخت ایک آواز گونجی اور ایک بار پھر دل لرزہ دینے والا بھیانک منظر ان کی
 آنکھوں کے سامنے تھا۔ چار خوفناک ڈھانچے جن کے وجود کو آگ لگی ہوئی تھی یہاں
 اچانک نمودار ہوئے تھے ان کے منہ سے بھیانک قہقہے نکل رہے تھے جو کہ نسوانی مگر
 بھیانک قہقہے تھے۔ تینوں کانپتے ہوئے ان آگ کے ڈھانچوں کو دیکھ رہے تھے کہ
 یلکخت سیاہ رنگت کے تینوں دھڑکے سروں کے منہ سے آگ نکلی اور شعلوں میں
 رقصاں ڈھانچوں کے وجود کو لگی تو یلکخت ان چاروں ڈھانچوں کا وجود ڈھانچوں سے
 انتہائی حسین لڑکیوں کے وجود میں تبدیل ہو گیا اور پھر ان تینوں کے دیکھتے ہی دیکھتے
 ان حسین لڑکیوں نے جن کے ہاتھوں میں تیز دھار چھرے تھے تیزی سے اپنی گردنوں
 پر مارا تو کھچ سے ان چاروں کی گردنیں کٹ گئیں اور زمیں پہ گرنے سے پہلے ہی ان
 حسین لڑکیوں نے اپنے چہرے اپنے دھڑوں سے الگ کر کے اپنے ہاتھوں میں لے
 لیے اور ان کے منہ سے اتنی بھیانک اور خوفناک چیخیں نکلنے لگیں کہ ان تینوں کے کان
 کے پردے پھٹنے لگے۔

ٹائنگر، رابرٹ اور جوانا جراثیم پیشہ اور غیر ملکی جاسوسوں سے تو لڑ سکتے تھے مگر سحر
 اور وحشت کے خون خشک کر دینے والے بھیانک ترین منظر دیکھ کر کانپ گئے اور بے
 بسی سے کبھی جوزف اور کبھی ان بھیانک مناظر کو دیکھنے لگتے۔

”یہ۔ یہ۔ سس۔ سب کک۔ کیا ہے۔“ ٹائنگر نے خوف کی شدت سے کہا
 تو یلکخت ایک دفعہ پھر ان کے دل لرز گئے کیونکہ انہوں نے اب سحر اور خوف کا ایک اور
 بھیانک منظر دیکھا کہ یلکخت حسین ترین لڑکیوں کے یہ چہرے بھی بھیانک ہو گئے اور
 اب ان کے منہ سے بھیانک قہقہے گونجنے لگے اور ساتوں کٹے ہوئے سرفضا میں تیرتے
 ہوئے ان کی طرف بڑھے اور ان کے منہ سے کالے رنگ کی آگ نکلنے لگی اس دوران
 سرکٹی لڑکیوں کے وجود ایک دفعہ پھر آگ میں رقصاں ڈھانچوں میں تبدیل ہو گئے اور
 ان کے وجود سے گندا اور بدبودار دھواں نکلنے لگا جیسے ہی یہ ساتوں بھیانک چہرے ان
 تینوں کے قریب آئے تو جوانا، رابرٹ اور ٹائنگر نے یلکخت گھبرا کر باہر نکلتاں چاہا مگر
 اسی وقت جوزف نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی

تھی اس نے تیزی سے تینوں کو تخت سے اپنی جگہ سے ہلنے سے منع کر دیا اور اپنی پیٹ کی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جس میں شاید کوئی محلول تھا۔ جوزف نے اپنی اور ان تینوں کی طرف بڑھتے بھیا نک چہروں پر شیشی کا ڈھکنا کھول کر محلول ان بھیا نک چہروں پر ڈالا تو یلکھت ہر طرف تیز بواور سیاہ رنگت کا دھواں چھا گیا۔

”اپنے سانس روک لو۔ کالی اور گندی قوتوں نے ایک دفعہ پھر کالے جادو کا گند اوار کیا ہے۔“ جوزف نے اندھیرا چھاتے ہی ان تینوں سے کہا تو تینوں نے اپنی سانسیں روک لیں اور ان کو اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنی پڑیں کیونکہ اندھیرے میں ان کو بہت تیز اور گونج دار بھیا نک چیخوں کی آوازیں سنائی دیں جس سے ان کے کانوں کے پردے گویا پھٹنے لگے تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد یہ بھیا نک شور اور اندھیرا چھٹنے لگا اور جب اندھیرا چھٹ گیا تو انہوں نے جوزف کو بے اختیار لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے دیکھا۔ مگر یلکھت ایک اور منظر دیکھ کر تینوں حیرت کی شدت سے اچھل پڑے۔



”اب جیسے ہی چار شیروں نے گرجتے ہوئے ان پر جمپ لگایا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران جو ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے اپنی طرف بڑھتی بھیا نک موت کو دیکھ رہے تھے یلکھت نیچے ہو گئے اور چاروں شیران کے اوپر سے گزرتے ہوئے آگے جا گئے اور پھر اٹھ کر گرجنے لگے۔ اب صورت حال بہت خطرناک ہو گئی تھی کیونکہ یہ سب ممبران درمیان میں تھے دو شیر دائیں سمت اور دو شیران کی بائیں سمت تھے۔ اپنے مردہ ساتھیوں کو دیکھ کر ان چار شیروں کے منہ سے زوردار دھاڑیں نکل رہی تھیں۔ ان کی گھن گرج سے ممبران کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ مگر پھر بھی ان سب نے اپنے اعصاب پر قابو رکھا ہوا تھا۔ ایسی خطرناک صورت حال ان پر کبھی نہیں آئی تھی۔ چار قد آور خونخوار شیر دوستوں سے ان پر موت بن کر کھڑے تھے۔

”مس جولیا! کاش ہم اپنے تھیلوں تک پہنچ سکتے جن میں جدید اسلحہ ہے اس طرح ہم ان درندوں کو بھون سکتے ہیں۔“ صدیقی نے مٹھیاں بھینپتے ہوئے کہا اور

سیکڑ سروس کے ممبران دو حصوں میں بٹ گئے۔ پانچ ممبران نے دائیں طرف کے دوشیروں پر نظریں گاڑ دیں اور پانچ ممبران نے بائیں طرف کے دوشیروں پر نظریں گاڑ دیں جن کے منہ سے غصے سے غراہٹیں نکل رہی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے ان کے چہرہ ساتھیوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا اور اب وہ ان کو چیر پھاڑنا چاہتے تھے۔ یلکھت دو نوں طرف سے چاروں شیر ایک ساتھ گرجتے ہوئے ان سب پر حملہ آور ہوئے اور وہ اس بار چپ لگانے کی بجائے بھاگتے ہوئے ان پر لپکے تھے۔ مگر اس سے پہلے کہ چاروں قذآ وراو طاقتور خونخوار شیران پر حملہ کرتے یلکھت شیروں کو جھٹکا لگا اور وہ ان کے بالکل قریب آ کر حیرت سے کھڑے ہو گئے۔ پھر ان سے آہستہ آہستہ دور ہوتے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کی وسعتوں میں گم ہو گئے۔

”یہ کیا۔ یہ کیسے درندے ہیں جنہوں نے ہمارے اتنے قریب پہنچ کر مارنے

کی بجائے اچانک واپس جنگل میں گم ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہم نے ان کے چہرہ ساتھیوں کو موت کی نیند سلا یا ہے۔“ صفر نے حیرت سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ ”جو بھی ہے۔ ابھی تو اتنے خوفناک درندے ہمیں چھوڑ کر یہاں سے چلے گئے ہیں معلوم نہیں کہیں ہم سے ڈر کر تو نہیں بھاگ گئے۔“ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ سب بال بال موت کے منہ سے بچے تھے اور معلوم نہیں شیروں نے ان پر حملہ کیوں نہیں کیا تھا یہ ان کی سمجھ سے باہر تھا۔

”ارے ہم خالی ہاتھوں سے بھی ان شیروں کا مقابلہ کر لیتے۔“ تنویر نے اکڑ کر

کہا۔

”ہاں یا صفر! ہم دنیا کے مانے ہوئے سیکڑٹ ایجنٹ ہیں اور اس آسانی سے

ان درندوں کو اپنی خوراک نہیں بنے دیتے مگر پھر بھی ہم موت کے منہ سے ہی نکلے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے طویل سانس لے کر کہا۔

”یہ کیا ہمارے بیگ کہاں ہیں۔ ابھی تو وہاں پڑے تھے جہاں شیر ہمارے

سامان کے ساتھ کھڑے تھے۔“ صالحہ نے حیرت سے کہا تو سب نے چونک کر دیکھا جو کہ شیروں کے اچانک چلے جانے کے بعد خوشی منارہے تھے۔

”کیا مطلب! کہاں جاسکتے ہیں ہمارے بیگ۔“ جولیا نے بھی چونک کر دیکھا

کہ ان سب کے بیگ غائب ہو چکے تھے۔

”ارے واقعی ہمارے سامان تو اس طرح غائب ہیں جیسے گدھے کے سر پر سینگ اب کیا ہوگا۔ یہ تاریک جنگل کے قریب پہنچ کر ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔“ چوہان نے بھی حیرت کی شدت سے اچھلتے ہوئے کہا۔ کیونکہ تھوڑی دیر پہلے ہی انہوں نے اپنے چرمی بیگ یہاں رکھے تھے۔

”کہیں جاٹو، ساکا اور اس کے ساتھی تو ہمارے بیگ نہیں لے گئے۔“ تنویر نے مشکوک انداز میں کہا۔

”تنویر! تم شاید ہوش میں نہیں ہو اگر ایسا ہوتا تو راستے میں ہم نے دو جگہ آرام کیا تھا اس دوران ان وحشیوں نے ہمیں مارنا ہوتا تو آسانی سے مار دیتے اور ویسے بھی وہ بچارے تو کئی دفعہ درندوں اور وحشی قبیلوں سے بچا کر ہماری مدد کرتے ہوئے ہمیں یہاں چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور جہاں تک ہمارے بیگوں کا سوال ہے رابرٹ کے قبیلے کے وحشی جاٹو اور ساکا اور کے جانے کے بعد ہم نے اپنے بیگوں سے کھانے کا سامان نکال کر بھی کھایا ہے۔ تب تک وہ بے چارے ہم سے مل کر چلے گئے تھے۔“ خاور نے تنویر کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اوہ تو اب بات سمجھ میں آئی کہ ہم ان درندوں سے کیوں بچے ہیں اور ہمارے سامان کیوں غائب ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے ہونٹ سکیڑ کر تشویش سے کہا تو سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا مطلب کیپٹن شکیل! کیوں ان درندوں نے لیکھت ہم پر حملہ آور ہونے کے بجائے حیرت انگیز طور پر پسپائی اختیار کی اور ہمارے سامان کہاں غائب ہو چکے ہیں۔“ جولیا نے حیرت سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”مس جولیا! آخر کار ہم ماورائی طاقتوں کے شکنجے میں پھنس ہی چکے ہیں اور کسی ماورائی طاقت نے ہمیں ان درندوں سے بچایا ہے اور ہمارا سامان بھی اپنی ماورائی طاقتوں سے غائب کر دیا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

”آخر کیوں! ہم نے تو بے شمار دفعہ ماورائی طاقتوں کا خاتمہ کیا ہے پھر آخر

کیوں کسی شیطانی طاقت نے ہمیں موت کے منہ سے بچایا ہے۔“ صالحہ نے حیرت سے کہا۔

”جو بھی ہے صالحہ! اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ کیپٹن شکیل نے جو کہا ہے درست کہا ہے اور واقعی ہم کسی ماورائی طاقت کے شکنجے میں ہیں معلوم نہیں ان درندوں سے اس ماورائی طاقت نے ہمیں کیوں بچایا ہے۔ مگر جو بھی ہے ان کا کوئی خاص مقصد لازمی ہوگا جو ہمیں موت کے اتنے قریب سے بچایا ہے۔“ صفدر نے کیپٹن شکیل کی بات سن کر کہا تو سب چونک کر اب اسے دیکھنے لگے۔

”جہاں تک ان خونخوار شیروں کی بات ہے تو واقعی یہ کوئی ہمارے ہمسائے یا ہمدرد نہیں تھے جو اچانک ہمیں چھوڑ کر بھاگ نکلے اور ساتھ ہی ہمارے بیگ بھی ان کے جانے کے بعد معلوم نہیں کیسے غائب ہو گئے۔ مگر پھر بھی آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب کسی ماورائی طاقت کا کام ہے۔“ کراسٹی نے صفدر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”صفدر اور کیپٹن شکیل غلط نہیں کہہ رہے کراسٹی بالکل ماورائی طاقتیں ہی اس کام میں ملوث ہیں۔ ہم لازمی کسی شیطانی طاقت کی نظروں میں ہیں۔“ خاور نے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر یہاں تو ہمیں کوئی بھی ماورائی طاقت نظر نہیں آئی جو کہ ہماری دشمن ہونے کے باوجود ہمیں بھیانک موت کے منہ سے بچائے۔“ صدیقی نے کہا۔

”میرے خیال میں ہمیں زیادہ وقت ضائع کئے آگے بڑھنا چاہیے تاکہ تاریک جنگل میں جاسکیں جہاں عمران صاحب ماورائی طاقتوں کے ہاتھوں مشکلات کا شکار ہیں۔“ نعمانی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”مگر مس جولیا! ہم بغیر ایمونیشن کے آگے کیسے جاسکتے ہیں۔ معلوم نہیں آگے کتنے خطرات ہوں۔“ چوہان نے تشویش سے کہا۔

”نہیں چوہان! نعمانی درست کہہ رہا ہے ہمیں اب وقت کو ضائع کیے بغیر آگے بڑھنا ہوگا کیونکہ ماورائی طاقت کا جو بھی مقصد ہے۔ وہ تاحال ہمارے سامنے نہیں آئی مگر بہر حال وہ ہماری مدد کر رہی ہے اور آگے بھی درندوں اور دیگر آفتوں سے ہماری مدد کرے گی اس کا جو بھی مقصد ہے وہ ہم دیکھ لیں گے۔“ جولیا نے کہا تو سب

نے طویل سانس لیا کیونکہ ایک تو جولیا ان کی لیڈر تھی اور دوسرا یہ کہ درست کہہ رہی تھی اس لیے سب نے ایک دفعہ پھر وہاں دیکھا جہاں انہوں نے اپنا سامان رکھا تھا مگر وہاں کچھ نہیں تھا اس لیے سب جی کرا کے آگے بڑھنے لگے۔

”ارے یاد آیا ہماری خفیہ جیسوں میں تیز دھار چاقو بھی تو موجود ہیں۔ اس جنگل میں گھنی شاخوں کو کاٹنے اور دیگر مصائب سے مقابلہ کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ تو کام آ ہی جائیں گے۔“ یلکخت تنویر نے خوشی سے کہا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

”ویل ڈن تنویر! واقعی شیروں کے گرد گھر کر ہم گھبراہٹ میں ان کو تو بھول ہی چکے ہیں۔ ہمیں ان کو نکال لینا چاہیے یہ چاقو کسی نہ کسی طرح تو ہمارے کام آ ہی جائیں گے۔“ جولیا نے تنویر کی طرف دیکھ کر کہا تو تنویر ایک دفعہ پھر خوشی سے کھل اٹھا اور پھر سب نے اپنی خفیہ جیسوں سے چھوٹے چاقو نکال لیے جن کا پھل واقعی بہت تیز دار تھا۔ سب احتیاط سے ایک دوسرے کا سہارا بننے اور خیال کرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے کہ یلکخت ان کو بھیڑیوں کی تیز آواز سنائی دی تو سب چونک کر رک گئے۔ ان کے اوسان خطا ہو گئے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ کوئی پچاس کے قریب خونخوار بھیڑیے اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے یہاں پہنچ چکے تھے مگر یہ دیکھ کر حیرت سے ان کی آنکھیں پھیل گئیں کہ بھیڑیے ان کو چھوڑ کر یوں اس راستے سے گزرنے لگے جیسے ان خونخوار بھیڑیوں نے کو دیکھا ہی نہ ہو۔

”آخر یہ سب کیسے ہو سکتا ہے کہ ان خونخوار بھیڑیوں نے ہمیں نہ دیکھا ہو۔ ہم کوئی غیبی مخلوق تو نہیں ہیں جو ان کو نظر نہ آئیں۔“ کراسٹی نے حیرت سے ان خونخوار بھیڑیوں کے لشکر کو اپنے قریب سے گزرنے کے بعد حیرت کی شدت سے کہا۔

”واقعی اس وقت کوئی ماورائی طاقت ہمارے ساتھ ہے جو ہماری مدد کر رہی

ہے خیر ابھی آگے چلو اور تاریک جنگل کے قریب پہنچ کر دیکھتے ہیں کہ آخر یہ سب کیا ہے اور کوئی شیطانی طاقت کیوں ہماری مدد کر رہی ہے ہمیں ان درندوں سے بچا رہا ہے۔“ جولیا نے کہا تو سب بھیڑیوں کے لشکر کے گزرنے کے بعد ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔

”بس رک جاؤ۔ تم سب تاریک جنگل کے قریب ہی ہو۔“ لیکن ان کو ایک نسوانی آواز سنائی دی اور اس کے بعد ایک دھواں نمودار ہوا اور ان کے دیکھتے ہی ایک سیاہ رنگت کی انتہائی خوفناک لڑکی کے روپ میں تحلیل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سب چونک پڑے اور ان کے مساموں سے ہلکا ہلکا پسینہ بہہ نکلا کیونکہ یہ لڑکی بہت خوفناک شکل کی تھی اور اس کے چہرے پر نحوست ٹپک رہی تھی۔

”کون ہو تم! اور تم نے شاید دوبارہ ہماری جان بچائی ہے۔“ جولیا نے اس کو دیکھ کر سوال کیا۔

”ہاں۔ میں آقاراج کالو کی غلام طاقت بچا رہی ہوں۔ میں نے ہی دو دفعہ تم سب کو موت کے منہ سے بچایا ہے۔“ جبانی نے مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھ کر جواب دیا۔

”مگر کیوں! آخر تم نے ہم سب کو کیوں بچایا ہے اور یہ راج کالو کون ہے ہم سے کیا چاہتا ہے۔“ نعمانی نے حیرت سے پوچھا۔

”تم سب کو امر کرنے کے لیے تاکہ تم سب کی روح مہان سیاہ طاقت کی غلامی میں جا کر ہمیشہ کے لیے امر ہو جائے۔“ بچارن جبانی نے ایک بار پھر معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب! آخر تم کہنا کیا چاہتی ہو۔ یہ مہان سیاہ طاقت کون ہے کہیں تم شیطان مردود کو تو مہان سیاہ طاقت نہیں کہہ رہی۔“ کیپٹن ٹھیل نے چونک کر بچارن جبانی سے پوچھا۔

”ہاں۔ مگر تم لوگ احترام سے مہان سیاہ طاقت کا نام لو کیونکہ یہاں سب

مہان سیاہ طاقت کے پیروکار ہیں اور ان کی طاقت ان تاریک جنگلوں میں چلتی ہے۔“ بچارن جبانی نے اس بار منہ بنا کر ان کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب! کیا ہم تاریک جنگل پہنچ چکے ہیں جہاں تاریک سایوں کا راج ہے۔“ کراسٹی نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ ابھی تم مہان تاریک جنگل نہیں پہنچے ہو جہاں آقاراج کالو بھی پہنچنے والے ہیں۔ وہاں آقا باقاش کی حکومت چلتی ہے جو سیاہ سایوں کے مہان آقا ہیں۔“

وہ کالے جادو اور سفلی دنیا کے شہنشاہ ہیں۔ مگر تم فکر نہ کرو میں تم سب کو مہمان تاریک جنگل میں ہی لے جانے کے لیے آئی ہوں اس لیے تو تمہاری مدد کر رہی ہوں۔ ورنہ اب تک تم سب بھیا نک موت سے دوچار ہو چکے ہوتے۔“ پجارن جبانی نے ایک دفعہ پھر پراسرار انداز میں ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا عمران صاحب بھی وہیں قید ہیں۔“ صالحہ نے پوچھا۔

”ہاں! تم سب کا مہمان سا بھی عامی ران بھی مہمان تاریک جنگل میں ہے اور اب تم بھی اپنے ساتھی کے پاس پہنچنے والے ہو جہاں تم سب امر ہو جاؤ گے۔“ پجارن جبانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم ہمیں اس تاریک جنگل میں لے جاؤ گی جہاں عمران کو کسی باقاش نامی مردود اور تمہارے منحوس آقاراج کالو نے اغوا کیا ہوا ہے۔“ تنویر نے غصے سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”دیکھو مسٹر! تم بہت زیادہ بول رہے ہو میری طاقتیں بہت مہمان ہیں یہ نا ہو کہ تاریک جنگل میں جانے سے پہلے ہی تمہارا خاتمہ کر دوں۔“ پجارن جبانی نے غصے سے تنویر کی طرف دیکھ کر کہا تو یکنخت تنویر بجلی کی طرح اچھلا اور اڑتے ہوئے اپنے ہاتھ میں چاقو اس کے سینے میں گاڑ دیا۔ چونکہ پجارن جبانی کو اس کی توقعہ ہرگز نہیں تھی اس لیے وہ تیار نہیں تھی اور چاقو اس کے سینے میں دھنس گیا۔ پجارن جبانی نے حیرت کی شدت سے تنویر کو دیکھا اور پھر اس کا وجود دھوئیں میں تبدیل ہو کر فنا ہو گیا۔

”ارے واہ تنویر! تم نے تو کمال کر دیا تمہارا ڈائریکٹ ایکشن کا فارمولا کبھی

کبھار واقعی بہت کارآمد ہوتا ہے ورنہ یہ شیطانی طاقتیں عموماً اس طرح فنا نہیں ہوا کرتیں۔“ صدیقی نے تحسین آمیز نگاہوں سے اسے دیکھ کر کہا۔

”ہاں۔ تنویر کی برقی رفتاری کی وجہ سے ایک شیطانی طاقت تو فنا ہو گئی ہے جسے اس طرح اچانک حملے کی توقع نہیں تھی مگر اس کے فنا ہونے کے بعد اب ہم تنہا ہو گئے ہیں اگر اب کسی درندوں نے ہم پر حملہ کیا تو مشکل میں پھنس سکتے ہیں۔“ جولیانے تشویش سے کہا تو سب چونک پڑے کہ یہ تو انہوں نے سوچا ہی نہیں تھا۔

”حیرت ہے۔ یہ شیطانی طاقت اس طرح آسانی سے فنا ہو گئی۔ مگر اب ہمیں

واقعی بہت احتیاط کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا جہاں کیونکہ ہم تاریک جنگل کے قریب پہنچنے والے ہیں۔“ کیپٹن ٹکلیل نے بھی ہونٹ سیڑ کر تشویش سے کہا۔
 ”چلو اب جتنا جلدی ہو سکے ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے کیونکہ کسی بھی وقت یہاں کوئی اور بھی آفت آ سکتی ہے۔“ صفدر نے کہا تو سب تیزی سے ایک دفعہ پھر آگے بڑھنے لگے۔

ارے یہ کیا۔ یہ آگے کیسے درخت ہیں جہاں ہمیں تاریکی نظر آرہی ہے۔ تیز ٹارچیں روشن ہونے کے باوجود بھی تاریکی نظر آرہی ہے۔“ یلکھت کراٹھی نے چونک کر کہا کیونکہ ان کو تھوڑی دور جنگل مکمل تاریک نظر آ رہا تھا جہاں ان کو واقعی سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

”میرے خیال میں یہی تاریک جنگل ہے جہاں سیاہ سایوں یا ماورائی اور شیطانی طاقتوں کا بسیرا ہے۔“ جولیا نے کہا۔

”ایک تو ہمارے بیگ بھی ہمارے پاس نہیں ہیں جس میں ہر قسم کا ایمونیشن اور جدید دیگر سامان ہیں۔“ تنویر نے منہ بنا کر تشویش سے کہا۔

”جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ اب یہ سوچو کہ ہم اس تاریک جنگل میں کیسے جائیں گے کیونکہ اس شیطانی جنگل میں ماورائی قوتوں نے ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال تو پھر ہم آگے کیسے بڑھیں۔“ کیپٹن ٹکلیل نے کہا تو سب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔
 ”ہاں۔ پجارن جباتی جو کہ حیرت انگیز طور پر چاقو کے ایک وار سے ہی فنا

ہو گئی۔ حالانکہ بہت طاقتور شیطانی بدروح تھی کیونکہ اس نے دوبار خونخوار درندوں کو اپنی سفلی طاقت سے ہم پر حملہ کرنے سے روک دیا تھا اور اب ہم واقعی کسی تاریک جنگل کے قریب کھڑے ہیں۔“ صالحہ نے کہا۔ اس سے پہلے کہ اور کوئی ممبر کچھ بولتا یلکھت ان کو نا معلوم اور انتہائی ناگوار بو محسوس ہوئی تو سب ممبران دھڑام سے نیچے گرے اور ان کے دماغ تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔



”راج کا لوا ایک طاقتور جیپ میں بیٹھا تھا اور جیپ کی عقبی سیٹوں پر اس کے تین محافظ بیٹھے تھے جو کہ سیاہ رنگت کے نقاب میں تھے۔ ڈرائیور نے بھی سیاہ رنگ کا

نقاب پہن رکھا تھا۔ دواور بھی گاڑیاں اس کی گاڑی کے پیچھے آ رہی تھیں جن میں سیاہ نقاب میں ملبوس اس کے محافظ بیٹھے تھے اور تینوں طاقتور گاڑیاں برازیل کے جنگل میں بنے ہوئے ایک راستے میں تیزی سے دوڑ رہی تھیں۔ راج کالو مسلسل زبان میں کسی چیز کا ورد کر رہا تھا جب چلنے سے اس کا مونٹا پیٹ تھل تھل ہل رہا تھا۔

راج کالو کا فرستانی وزیر اعظم کو فون کر کے سپیشل طیارے کے ذریعے برازیل پہنچ گیا تھا اور اس کے خاص محافظ بھی اس کے ہمراہ تھے چونکہ کا فرستانی وزیر اعظم بھی راج کالو کے (معتقد) تھے اس لیے انہوں نے راج کالو کے فون پر فوراً اس کے اور اس کے خاص محافظوں کے جانے کا انتظام کر دیا تھا اور برازیل پہنچ کر راج کالو نے اپنی سیاہ طاقتوں سے معلوم کر لیا تھا کہ تاریک جنگل کس جگہ ہے اس لئے تیز اور طاقتور گاڑیوں کا انتظام کر کے جنگل میں روانہ ہو گیا تھا۔

”آقا! آگے جنگل تنگ ہو گیا ہے اور گاڑیاں نہیں جاسکتیں۔“ ڈرائیور نے ادب سے راج کالو سے کہا تو وہ اس طرح چونک پڑا جیسے کہیں مگن ہو۔

”ہوں ٹھیک ہے۔ بھاشا سب محافظوں کو کہو کہ اسلحہ اور ضروری سامان اٹھا لیں۔ ہمیں پیدل ہی آگے جانا ہوگا۔“ راج کالو نے کہا تو ڈرائیور نے ادب سے سر جھکایا اور گاڑی روک دی اور نیچے اتر کر پیچھے آنے والی دونوں گاڑیوں کو روک دیا اور ان کو ایمریشن اور دیگر اہم سامان اٹھانے کا کہا تو پچھلی گاڑیوں سے سیاہ نقابوں میں ملبوس نوجوان جن کی بھاشا سمیت کل تعداد سولہ تھی تینوں گاڑیوں سے نقاب پوش نوجوان جنہوں نے فوجیوں والے بوٹ اور پیٹنٹ شرٹ زیب تن کر رکھے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں اور سب نے بھاری بیگ بھی اٹھا لیے۔ راج کالو کے ساتھ آکر ادب سے کھڑے ہو گئے۔

”ٹھیک ہے! ہمیں اب تاریک جنگل میں جانا ہے جہاں باقاش کا کالا راج چلتا ہے اس سے پہلے مجھے پاکیشیائی سیکرٹ سروس والوں کی ضرورت ہے جن کو لے کر میں باقاش کے پاس جانا چاہتا ہوں کیونکہ عامی ران کے ساتھ ہی پرنس مکاشوا اور اس کے چند ساتھیوں کے علاوہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس بھی ان سے الگ تاریک جنگلوں کا رخ کر چکی ہے اور مجھے چھپایا نہ بتایا ہے کہ وہ دوسرے راستے سے چند وحشیوں کے

ہمراہ تاریک جنگل کا رخ کر چکی ہے ہم بھی تاریک جنگل سے زیادہ دور نہیں ہیں ہمارا ٹارگٹ سیکرٹ سروس کا شکار ہے اور میں ان سب کو زندہ پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ مہمان سیاہ طاقت کے نام ان سب کی بلی چڑھا سکوں۔“ راج کالو نے اپنے محافظوں سے کہا تو سب نے اس طرح ادب سے سر جھکا دیا جیسے وہ راج کالو کی تمام سیاہ کاریوں کو اور اس کی سیاہ طاقتوں کو جانتے ہوں۔

”چلو بھاشا! اب ہمیں بھی تاریک جنگل کے قریب پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے پہلے پہنچنا چاہیے تاکہ میں ان کو اپنے قبضے میں کر سکوں۔“ راج کالو نے کہا اور کوئی منتر پڑھ کر پھونک ماری تو یکنخت ناگوار بو پھیل گئی اور پھر ایک دھواں نمودار ہوا اس کے ساتھ ہی کتیا کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ دھواں چھایا میں تحلیل ہو گیا مگر یہ سحر کا منظر دیکھ کر راج کالو کے محافظوں پر کوئی اثر نہ ہوا جیسے وہ پہلے سے ہی راج کالو کی سیاہ طاقتوں کو دیکھ چکے ہوں اس لیے ان پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

”ہاں چھایا! کیا بنا وہ نابکار پاکیشیائی ٹیم کہاں ہے اور پرنس مکاشو کی ٹیم کہاں ہے۔“ راج کالو نے چھایا کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”آقا! پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی ٹیم بھی اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر تاریک جنگل میں پہنچنے والی ہے اس کے لیے ایک وحشی قبیلے والے نے ان کی مدد کی ہے اور پجارجن جباتی تاریک جنگل کے قریب ان کے ساتھ یہی حالت میں ہے۔ وہ مہمان قربانی سے پہلے ان کو درندوں کا شکار بننے سے بچائے گی۔“ چھایا نے راج کالو کو تفصیل بتائی۔

”حیرت ہے۔ معلوم نہیں کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں یہ لوگ کہ ایک وحشی قبیلے کو بھی رام کر لیا۔“ راج کالو نے کہا۔

”آقا! اگر آپ کہیں تو پاکیشیائی سیکرٹ سروس والوں کو بھٹکا دیں تاکہ وہ تاریک جنگل نہ پہنچ سکیں بلکہ میں شکھو نا کا منتر پڑھ کر جنگل کے درندوں کا رخ اس طرف کر دیتی ہوں اس طرح وہ مشکلات کا شکار ہو جائیں۔“ چھایا نے ادب سے پوچھا۔

”نہیں چھایا! میں خود چاہتا ہوں کہ وہ سب تاریک جنگل کے قریب پہنچ

جائیں مگر خیال رہے کہ کوئی اور سیاہ قوت ان کو اغوا کر لے اس طرح تو میری تمام محنت ضائع ہو جائے گی کیونکہ میں عامی ران کے ساتھ اس کے ساتھیوں کی بھی مہمان سیاہ طاقت کی بلی دینا چاہتا ہوں تاکہ میری سیاہ طاقتوں میں مہمان اضافہ ہو۔“ راج کالو نے کہا۔

”آقا! پجارن جب اتنی ان کے ساتھ ہے اگر باقاش کے تاریک جنگل میں پہنچنے سے پہلے پاکیشیائی سیکرٹ سروس پر کسی اور سیاہ طاقت نے حملہ کرنے کی کوشش کی تو اسے معلوم ہو جائے گا اور وہ ان سے لڑ بھی سکتی ہے اور کمزور ہونے کی صورت میں پل جھپکتے ہی آپ کو اطلاع کر سکتی ہے تاکہ آپ ان کا کوئی انتظام کر سکیں۔“ چھایا نے کہا تو راج کالو نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر چھایا سمیت اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تو سب محافظ اس کے پیچھے ادب سے چلنے لگے البتہ چھایا راج کالو کے ساتھی ہی چل رہی تھی جیسے اسے تمام جگہوں کا اچھی طرح معلوم ہو۔

”ہاں چھایا! پرنس مکاشواور اس کے ساتھیوں کا کیا بنا وہ کہاں ہیں کیا تم نے

ان کو بھٹکایا ہے۔“ راج کالو نے چونک کر چھایا سے پوچھا۔

”آقا! پرنس مکاشو بہت ہی خطرناک انسان ہے آپ نے اس کے بارے

میں جو بتایا تھا وہ اس سے زیادہ خطرناک انسان ہے۔ آپ کے کہنے کے مطابق میں اس کے نزدیک تو نہیں گئی تھی مگر دور سے ہی کا جلا منتر کے ذریعے اس پر کاری وار کیا تھا اور ایک تاریک دلدل میں دھکیل دیا تھا جس کا پرنس مکاشو کو کا جلا منتر پڑھنے کی وجہ سے پتہ نہیں لگا اور پرنس مکاشو اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اس میں گر بھی گیا تھا مگر اس کے ساتھیوں نے اپنی برق رفتاری سے ان کو مرنے سے بچالیا تھا۔“ چھایا نے کہا۔

”تو اس میں پرنس مکاشو کے خطرناک ہونے کی کیا بات ہوئی۔ آخر کو وہ سب

سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔“ راج کالو نے حیرت سے کہا۔

”آقا! تاریک دلدل میں ہونے کے باوجود پرنس مکاشو نے ایک عمل کر کے

جان لیا کہ وہ اتفاق سے اس تاریک دلدل میں نہیں گرے بلکہ ہم نے یعنی آپ نے

اپنی مہمان طاقتوں سے اس کو اور اسے کے ساتھیوں کو گرایا ہے۔“ چھایا نے کہا تو راج

کالو حیرت سے اچھل پڑا۔

”کیا مطلب! اس نابکار کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ سب میری کاروائی ہے۔ واقعی پرنس مکاشو بہت ہی خطرناک انسان ہے اس لیے تو میں اپنی غلام طاقتوں کو اس نابکار کے قریب جانے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ بہت ہی پراسرار قوتوں کا مالک ہے اور سیاہ طاقتوں کی بوکودور سے ہی سونگھ لیتا ہے۔“ راج کالونے اس طرح تیزی سے چلتے ہوئے کہا جیسے کوئی بہت سمارٹ قسم کا آدمی ہو حالانکہ بہت موٹا آدمی تھا مگر کسی پھر تیلے جوان کی طرح جنگل میں چل رہا تھا اور بعض دفعہ تو اس کے محافظوں کو دوڑ کر اس کے ساتھ ملنا پڑتا تھا جو کہ اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

”چھایا! میرا دل تو یہی کرتا ہے کہ پرنس مکاشو اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دوں۔ مگر اس سے پہلے میں عامی راج کے سیکرٹ سروس والے ساتھیوں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں اور ویسے بھی یہ میری خوش قسمتی ہے کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس پرنس مکاشو کے ساتھ سفر نہیں کر رہی ورنہ مجھے ان کو اپنے قبضے میں کرنے پر بہت مشکل ہوتی کیونکہ پرنس مکاشو کسی خوفناک بدروح سے کم انسان نہیں ہے جس پر بے شمار فریٹی وچ ڈاکٹروں کا سایہ ہے اور ہمیں اس پر سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا ہوگا مگر فی الحال میرا ٹارگٹ صرف سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں جن کی میں مہان سیاہ طاقت کی بھینٹ دینا چاہتا ہوں۔“ راج کالونے کہا تو چھایا نے خاموشی سے سر ہلادیا۔

”اوہو آقا! میں ابھی آئی۔“ یہ کہہ کر چھایا یلکھت غائب ہو گئی اور راج کالو حیرت سے چھایا کو اس کی اجازت کے بغیر غائب ہونے پر حیران اور قدرے غصے میں آ گیا مگر پھر اس نے سوچا کہ چھایا اس کی خاص طاقت ہے اور لازمی کوئی خاص بات ہو گئی ہے کہ جس کی وجہ سے چھایا اچانک چلی گئی ہے۔ مگر راج کالونے اپنا سفر نارو کا وہ جنگلوں میں مسلسل چلتا رہا۔ اس کے کہنے پر چار محافظ اس کے آگے آ کر چلنے لگے اور بقیہ بارہ اس کے پیچھے ہی چل رہے تھے۔

”آقا! یہاں سے تاریک جنگل کتنا دور ہے۔“ بھاشا اس کا خاص ڈرائیور جو کہ اس کے پیچھے چل رہا تھا نے ادب سے پوچھا۔

”میں نے جو بھاگ کا خطرناک منتر پڑھا تھا اور مجھے معلوم ہوا تھا کہ یہاں سے چند کوس کے فاصلے پر ہی تاریک جنگل ہے ہم شارٹ کٹ راستوں سے کافی

فاصلہ جیپوں پر طے کر چکے ہیں اور اب کسی بھی لمحے ان گھنے جنگلوں میں سفر کرتے ہوئے تاریک جنگل پہنچ سکتے ہیں۔“ راج کالو نے اطمینان سے جواب دیا جیسے وہ تاریک جنگل کے راستے کا بھیدی ہو۔

اس کے آگے چلنے والے محافظ تیز دھار چھروں سے گھنی درختوں کی شاخوں کو کاٹ رہے تھے اور پیچھے چلنے والے محافظ ہاتھوں میں رانگلیں تانے ہوشیار ہو کر اس کے پیچھے چل رہے تھے تاکہ جنگل کے درندوں سے سامنا ہونے پر ان سے مقابلہ کر سکیں۔ ابھی راج کالو تھوڑا ہی دور گیا تھا کہ یکنخت پھر دھواں نمودار ہوا اور کتیا کے بھونکنے کی آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی دھواں چھایا میں تحلیل ہو گیا۔

”آقا! بہت بڑا غضب ہو گیا۔ آپ سے اجازت لیے بغیر چلی گئی تھی اس کے لئے معذرت چاہتی ہوں۔ مگر بات ہی بہت اہم ہے۔“ چھایا نے راج کالو کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”کیا ہو گیا! تم اتنی پریشان کیوں ہو کیا پجارن جب اتنی کسی اور سیاہ قوتوں کے ہاتھوں فنا ہو گئی ہے یا پاکیشیائی سیکرٹ سروس والوں کو کسی اور کالی طاقت نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔“ راج کالو نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں آقا! ایسا کچھ نہیں ہوا پاکیشیائی سیکرٹ سروس والوں کو ان کے دوست وحشیوں نے تاریک جنگل کے قریب چھوڑ دیا تھا اور واپس چلے گئے تھے اور بعد میں خونخوار شیروں نے ان پر حملہ کر دیا تھا مگر پجارن جب اتنی نے شیروں پر کالاسایا کر کے ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے اور سیکرٹ سروس والے مسلسل پجارن جب اتنی کے نظروں میں ہیں مگر ایک اور خوفناک خبر ہے۔“ چھایا نے کہا۔

”چھایا! پہلیا مت بھجواؤ۔ آخر کیا ہوا ہے۔“ راج کالو نے اس کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں کہا۔

”آقا! ڈاکٹر شیان کی غلام طاقت قبوتی جو کہ اب باقاش کی غلام طاقت بن چکی ہے وہ اور باقاش کی دوسری طاقت شاسان دونوں مل کر پرنس جوزف اور اس کے ساتھیوں پر شکوہ کا سیاہ منتر پڑھ کر ان کو کالی موت مارنا چاہتے تھے مگر عین موقع پر پرنس مکاشو نے افریقہ کے انتہائی طاقتور وچ ڈاکٹر پا لوگ کی محافظ سرخ چیلوں کو اپنی

مدد کے لیے بلا لیا ہے اور اپنے ساتھیوں کو خود ہی بے ہوش کر کے سیاہ چیلوں کی مدد لے کر بچا چکا ہے۔“ چھایا نے کہا تو راج کا لواثبات میں سر ہلانے لگا جیسے اسے پہلے سے معلوم ہو کہ پرنس مکاشو سے ٹکر لینے کا انجام یہی ہوگا۔

”اس لیے تو میں اپنی مہان طاقتوں کو پرنس مکاشو کے مقابلے پر بھیج کر ان کو ضائع نہیں کرنا چاہتا کیونکہ وہ بہت خطرناک اور کسی بہت بڑے وچ ڈاکٹر سے کم نہیں ہے۔“ راج کالو نے کہا۔

”آقا! ہم پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے بہت قریب پہنچ چکے ہیں اور وہ ہم سے چند قدموں سے فاصلے پر ہیں جہاں پجارن جبانی ان کے سامنے خود کو ٹھہرا کر چلی ہے۔“ چھایا نے کہا تو راج کالو مسکرانے لگا۔

”بھاشا! ایم ایم سیگل کے دھویں کی گن نکال لو ہمیں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کو بے ہوش کرنا ہے۔“ راج کالو نے بھاشا کی طرف دیکھ کر اسے حکم دیا۔

”آقا! وہ رہا باقاش کا تاریک جنگل میں نے جاشا کوشی کا کالا منتر پڑھ کر آپ سب کو تاریک جنگل کے قریب پہنچا دیا ہے اور وہ دیکھیں آپ کو پاکیشیائی سیکرٹ سروس نظر آسکتی۔“ بھاشا نے کہا تو راج کالو نے بھاشا سے جدید ایرودورین لی جو اس نے فوراً اپنے سامان سے نکال کر دے دی۔ راج کالو نے دور بین میں دیکھا تو اسے گھنے درخت ہونے کے باوجود پاکیشیائی سیکرٹ سروس نظر آ گئی۔

”ارے یہ کیا۔ یہ پجارن جبانی کو کیا ہوا ہے۔“ یکنخت راج کالو نے چونک کر کہا کیونکہ اس نے تنویر کو ہائی جمپ لگاتے ہوئے پجارن جبانی کے سینے پر حملہ کرتے دیکھ لیا تھا۔

”اُف۔ اس نابکار نے تو پلک جھپکتے ہی میری ایک خاص طاقت کو فنا کر دیا۔ مگر یہ کیسے ہو گیا۔“ راج کالو نے حیرت سے کہا۔

”آقا! اگر کسی انسان کے قدم زمین پر نہ ہوں اور وہ پجارن جبانی کے سینے پر وار کرے تو پجارن جبانی فنا ہو سکتی تھی اور معلوم نہیں کیسے اس پاکیشیائی کو پجارن جبانی کی موت کا راز معلوم ہو گیا۔“ چھایا نے بھی چونک کر کہا حالانکہ بس تنویر نے غصے میں آ کر ہائی جمپ لگاتے ہوئے فضا میں ہی اس کے سینے پر وار کیا تھا اور اتفاق سے اس

کے مرنے کا راز ہی یہی تھا۔

”اوہو! یہ تو پاکیشیائی بہت خطرناک ہیں چھایا جلدی سے ایم ایم سیگل کا فائر کر کے ان کو بے ہوش کرو کیونکہ یہ میری توفد سے بڑھ کر خطرناک ایجنٹ ہیں ایسے ہی ان کا ڈنکا پوری دنیا میں نہیں بجتا۔“ راج کا لونے کہا تو بھاشا آگے بڑھا اور تیزی سے ایم ایم سیگل کے دھویں کے فائر کرنے لگا۔ کیونکہ اس نے راج کا لونے کے پہلے ہی حکم پر اپنے ساتھیوں کو ایم ایم سیگل کے دھویں والے فائر نکالنے کا حکم دے چکا تھا اور اب فائر شروع کر دیا تھا اس کی تیز بوجلد ہی کافی دور تک پھیل گئی اور اس دوران سب محافظوں نے اپنے سانس روک لیے تھے کیونکہ اس گیس کے اثرات جتنی جلدی سے بہت دور تک جاتے تھے اور تیزی سے اثر کرتے تھے اتنی ہی تیزی سے اس کے اثرات زائل بھی ہو جاتے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب سیکرٹ سروس کے ایجنٹ پکے ہوئے پھل کی طرح نیچے گرتے چلے گئے۔

”ویری گڈ! اب یہ سب میرے شکاری ہیں۔“ راج کا لونے خوشی سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کو رسیاں نکالنے اور ان کے کے پورے جسم کو تپتی سے کسنے منہ بھی بند کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ روشن کلام نہ پڑھ سکیں اور پھر خوشی سے تاریک جنگل کو دیکھنے لگا۔



”عمران کے ذہن میں اس طرح اجالا ہونے لگا جیسے اندھیرے میں ایک جگنو چمکتا ہے اور اس کے ذہن سے بھی تاریکی کا پردہ چاک ہوتا چلا گیا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں بہت بری طرح جکڑے ہوئے ہیں اور وہ ایک بہت بڑے سیاہ رنگت کے بت کے قدموں میں پڑا ہے اس کے پاس ہی بوڑھا جارج عرف شری کا کوش بھی رسیوں سے بندھا ہوا پڑا ہے۔ وہ بے بسی کی تصویر بنے عمران کو دیکھ رہا تھا۔“

”عامی ران! تمہیں سفلی عمل کے ذریعے بے ہوش کیا گیا تھا اور یہ سب مہمان سیاہ طاقت کے پیروکاروں کی کارستانی ہے۔ باقاش نے تم سے مایوس ہو کر اس سیاہ دیوی کے قدموں بلی دینے کا فیصلہ کر لیا ہے تا کہ وہ مہمان سیاہ طاقت کی نظروں میں بڑھ سکے اور اس کے ساتھ مجھے بھی اب سیاہ دیوی کے نام پر قربان کیا جائے گا کیونکہ

میں نے تمہاری مدد کی تھی۔“ بوڑھے جارج نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔
 ”بابا جارج! کیا اب آپ کے دیگر پراسرار علم بھی آپ کا ساتھ چھوڑ چکے
 ہیں۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”عامی ران! میرے بچے تم جو سوچ رہے ہو وہ اب مشکل ہے کیونکہ ان
 بد بختوں نے مجھ پر کالے جادو کا خطرناک منتر پڑھا ہے اور میری صلاحیتیں ختم کر دیں
 ہیں ویسے بھی اس جھوٹے سے نکلنے کے بعد میری زیادہ تر علوم ختم ہو چکے ہیں جو
 حیرت انگیز طور پر آگئے تھے اس لیے تو کالے جادو کی غلیظ دنیا کے گندے عمل کر کر کے
 میرا رنگ میرے گناہوں کی اور بد اعمالی کی وجہ سے سیاہ پڑ چکا ہے۔“ بوڑھے جارج
 نے افسردہ لہجے میں جواب دیا۔

”ویسے بابا! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے کالے جادو اور رزائل دنیا
 کی خوفناک گندی طاقتوں سے مجھے بار بار بچایا ہے ورنہ جس خوفناک اور مضبوط
 طریقے سے جال بچھایا گیا تھا میں تو انجانے میں ان کے جال میں پھنس جاتا۔“ عمران
 نے مشکور نگاہوں سے بوڑھے جارج کی طرف دیکھ کر کہا۔

”عامی ران! میں جانتا ہوں کہ تم حسن پرست نہیں ہو اس لیے باقاش نے تم پر
 حسن کے جال بچھانے کے بجائے دوسرے طریقے سے تمہارے ذہن پر قابو پانے کی
 کوشش کی ہے اور پہلے بیٹنا کے روپ میں سنو کی تم کو طریقے سے پھانسنے چاہا اور
 پھر قبوتی نے بہن بھائی جیسے مقدس اور پیارے رشتے کی آڑ لیتے ہوئے تم پر کاری وار
 کیا دراصل میرے بچے چونکہ تمہارے دماغ سے روشن کلام نکل چکے ہیں اس لیے
 تمہاری ذہنی صلاحیتوں کو بہت فرق پڑا ہے اور تم مضبوط کردار کے ہونے کے باوجود
 سحر کے ہولناک وار میں پھنسنے والے تھے۔“ جارج نے پھیکی مسکراہٹ سے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”ویسے بابا! میں حیران ہوں یہ کیسے خبیث لوگ ہیں کہ بہن بھائی کے پیارے
 اور مقدس رشتے کی آڑ میں مجھ پر کاری وار کیا گیا تھا لیکن میں باقاش کا بھینکا حشر
 کروں گا۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”میرے بچے! یہ تو پھر بھی ڈاکٹر شیان اور باقاش کی رزائل طاقتیں تھیں ورنہ

حقیقت میں بھی کالے جادو اور سفلی دنیا میں اپنے حصول کے لیے مہمان سیاہ طاقت کے پیروکار لوگ صرف اپنے مقصد کے لیے ہر غلیظ اور گندے کام کرتے ہیں کیونکہ سیاہ دنیا میں جتنا بڑھ کر گھٹیا کام کیا جائے وہ مہمان سیاہ طاقت کی نظروں میں مقبول ہوتا ہے۔“ جارج نے ہونٹ بھیج کر کہا۔

”باقاش نے ڈاکٹر شیان کو مارنے کے بعد جب قبوتی کو اپنے جنگل کی طرف بھیجا تھا تو اس کی کالی قوتوں سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ جارج جنگل میں عمران کی مدد کر رہا ہے اس لیے اس نے شاسان اور قبوتی کو جارج کے پاس بھیج دیا تھا اور جارج بھی چونکہ ابھی اسی جھونپڑی میں تھا لیکن شاسان اور قبوتی کے آنے سے پہلے ہی جھونپڑی سے باہر نکل گیا تھا۔ شاسان اور قبوتی نے اس جھونپڑی کو توڑ ڈالا تھا اور اس طرح اگر جارج عمران کی مدد کرتا تو ان کو معلوم بھی ہو جانا تھا اور ایسا ہی ہوا تھا عمران کو کالے منتر والے ہار پہنانے سے پہلے ہی بوڑھے جارج نے تنبیہ کر دی تھی اس لیے اب باقاش کے پاس عمران کو شیطان کے نام پر قربان کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا حالانکہ اس نے بہت پلاننگ کے بعد عمران کو خوفناک منتر اور کالے جادو کے ذریعے اغوا کیا تھا اور اس نے عمران کے بارے میں معلومات بھی لے لیں تھیں کہ عمران حسن سے متاثر نہیں ہوتا اس لیے اس نے دو الگ قسم کے جال بچھائے تھے۔ مگر جارج عرف شری کا کوش نے عمران کی مدد کر کے اس کو شیطانی جال میں پھنسنے سے بچا لیا تھا جس کی باقاش کو ہرگز توقعہ نہیں تھی بلکہ اس کا خیال تھا کہ اتنی مہمان طاقتوں کا بوڑھا ایک دفعہ پھر مہمان سیاہ طاقت سے معافی مانگ لے گا اور پھر سحر کی دنیا میں غلاظت پھیلائے گا اس صورت میں مہمان سیاہ طاقت باقاش سے خوش ہو کر اس کی سیاہ طاقتوں میں اضافہ کر دے گا مگر یہاں تو شری کا کوش نے اس کے اپنے شکار کی مدد و دفعہ کر کے عمران کو زندہ درگاہ بنانے سے دور کر دیا تھا اس لیے اسے بوڑھے جارج پر بے پناہ غصہ تھا اور اس نے بوڑھے جارج کو بھی مہمان سیاہ طاقت کی بلی چڑھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

”عامی ران! تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ اپنے نفس کے غلام تقریباً ہر مہذب کے لوگ مہمان سیاہ طاقت کی غلامی اختیار کرتے رہے ہیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے

اب جیسا کہ ڈاکٹر شیان یہودی تھا مگر مہان سیاہ طاقت کا بہت بڑا پیروکار تھا میں عیسائیوں کا راہب اور پادری ہونے کے باوجود سحر کاریوں کی غلاظت میں گھسا اسی طرح تمہارے مسلمانوں میں بھی بعض مہان سیاہ طاقت کے پیروکار ہیں۔ مگر یہ سب لوگ دنیا کی نظروں میں معزز کہلاتے ہیں جن کا ظاہر تو صاف مگر باطن انتہائی خوفناک اور غلیظ ہوتا ہے۔“ بوڑھے نے عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں بابا! واقعی اس دنیا میں رنگ رنگ کے لوگ ہیں۔“ عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

”عامی ران! اگر برانا مانو تو تم سے ایک خاص بات پوچھوں جو کہ تمہاری ذات سے ہے۔“ بوڑھے جارج نے معنی خیز انداز میں کہا تو عمران چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

”بابا! آخر آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔“ عمران نے حیرت سے

پوچھا۔

”میرے بچے! جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے بے شمار پراسرار علوم پر عبور حاصل کیا ہوا ہے اس جھوٹے دنیا میں مجھے تمہاری ذات سے ایک خاص چیز معلوم ہوئی تھی۔“ بوڑھے جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بابا! آپ مجھ سے پہیلیاں بگھوار ہے ہیں۔“ عمران نے اس بار چونک کر

پوچھا۔

”میرے بچے! تمہارا چیف ایکسٹوکارول بہت جاندار ہے اور کمال ہے کہ ابھی تک تمہارے چند خاص ساتھیوں کے کسی کو معلوم نہیں ہے۔“ بوڑھے جارج نے کہا تو عمران کا دل دھڑک اٹھا لیکن عمران کو شک ہو گیا تھا کہ یہ بے پناہ پراسرار قوتوں کا ماہر بوڑھا اس کے بارے میں جان لے گا لیکن پھر بھی عمران نے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے کیونکہ یہ بوڑھا جارج بے شک اس کا مخلص سہی لیکن اس کا راز دار دوست یا مسلمان نہیں تھا بلکہ پراسرار قوتوں کا عامل تھا۔

”مگر فکر نہ کرو عامی ران! یہ گندے اور کالے علم والے تمہارے اس خفیہ راز کو نہیں جان سکتے۔“ جارج نے کہا تو عمران آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”میرے بچے بس غلاظت کی دنیا میں پڑ کر میں نے اپنے ساتھ خود نقصان کیا ہے ورنہ میں نے بڑے بڑے چلے کاٹ کر بہت علوم حاصل کیے تھے۔“ بوڑھے جارج نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”ہاں بابا! واقعی آپ نے کالے جادو کی غلیظ دنیا میں آ کر غلطی کی تھی مگر مجھے خوشی ہے کہ آپ کے دل میں خیر کی رغبت جاگ چکی ہے تو کیا اب آپ مسلمان ہونا چاہیں گے۔“ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں عامی ران! اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو کر دو کیونکہ عیسائیت سے کالے جادو کی سفلی دنیا میں آنا پھر مہمان سیاہ طاقت سے بغاوت کے بعد میں کسی کھاتے میں نہیں رہا مگر میں مسلمانوں کے بارے میں جانتا ہوں جو سہی مسلمان ہیں یعنی کمزور عقیدے کے نہیں کامل مسلمان وہ ان رزیل چکروں میں نہیں پڑتے اور ویسے بھی دیگر تاریخی کتابوں اور معلوماتی کتابوں کے ساتھ تمہارے مذہب کا بغور مطالعہ کیا تھا جو کہ بہت کامل مذہب ہے اس لیے تو کالے جادو کی غلیظ دنیا سے توبہ کے بعد مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔“ بوڑھے جارج نے کہا تو عمران کے چہرے پر دلی سکون اور مسکراہٹ رنگ گئی۔

”بابا! مجھے یقین ہے کہ آپ کی یہ اچھی خواہش پوری ہوگی۔“ عمران نے کہا تو بوڑھے نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ رنگ گئی۔

”میرے بچے! یہ رزیل طاقتیں ہمیں تھوڑی دیر بعد ختم کر دیں گی تاکہ مہمان سیاہ طاقت ان کی کالی طاقتوں میں مزید اضافہ کر دے۔“ بوڑھے جارج نے ابھی اپنی بات مکمل ہی کی تھی کہ یلخت عمران نے دیکھا ایک سیاہ فام اور ایک کافرستانی ٹائپ موٹا شخص ان کی طرف چلے آ رہے تھے اور ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی اور ہاتھ میں لوہے کے بھالے تھے۔

”آقا باقاش! مہمان سیاہ طاقت نے آپ کو مہمان طاقتیں دے رکھی ہیں اور اس پلچھ عامی ران کی بلی دینے کے بعد آپ کی مہمان اور بلوان طاقتوں میں اضافہ ہوگا ہم آپ کے غلام بھی کالی طاقتیں حاصل کر لیں گے۔“ موٹے نے کہا جو کہ راج کالو تھا اور یہاں باقاش کے سیاہ جنگل میں پہنچ کر سیاہ جنگل میں داخل ہونے سے پہلے

چھایا کے ذریعے باقاش سے رابطہ کیا تھا اور دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا چونکہ باقاش کی راج کالو سے کوئی دشمنی نہیں تھی اور اسے اپنی کالی طاقتوں سے معلوم ہو گیا تھا کہ راج کالو کالی طاقتوں میں اس سے کم ہے اور عمران کے دیگر ساتھی اس کے قبضے میں ہیں ان کو مہان سیاہ طاقت کے نام کی بلی دینا چاہتا ہے تو باقاش نے راج کالو کو بلوایا تھا اور اب سیاہ دیوی کے قریب کھڑے تھے جہاں عمران اور بوڑھا جارج بندھا ہوا تھا۔

”چھایا نے تاریک جنگل میں داخل ہونے سے پہلے اس کے خاص محافظوں میں سے چھ کو مہان سیاہ طاقت کے نام پر قربان کرنے کا سنگدلانہ مشورہ دیا تھا اور پھر ان سب نقاب پوش محافظوں پر ایک خاص منتر پڑھ کر ان کے ذہن کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا پھر چھایا کے ساتھ مل کر اپنے ہی چھ محافظوں کو جنہوں نے صرف سامان اٹھایا ہوا تھا شیطان کے نام پر بے دردی سے ذبح کر دیا تھا اور چونکہ بقیہ دس محافظ جنہوں نے پاکیشیائی سیکرٹ سروس والوں کو اٹھایا ہوا تھا ان کو پرواہ ہی نہیں ہوئی تھی کہ ان کے چھ ساتھی بھیانک انداز میں شیطان کے نام پر بلی چڑھے ہیں کیونکہ ان کے ذہن اپنے کنٹرول میں تھے ہی نہیں۔

”آقا! اس ملیچھ عامی ران جس نے ہمارے ملک کا فرستان کو بہت نقصان پہنچائے ہیں بلکہ مہان شکلیوں کا خاتمہ بھی کیا ہے اس ملیچھ کے ساتھی جو کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کہلاتی ہے انہوں نے بھی اس ملیچھ کے ساتھ مل کر مہان سیاہ طاقت کی بلوان شکلیوں کا خاتمہ کیا ہے اور آپ کے غلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے اس ملیچھ کے ان ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے اور اس ملیچھ کے ساتھ ساتھ ان کی بھی مہان سیاہ طاقت کی بلی چڑھایا جائے گا۔“ راج کالو نے مسکراتے ہوئے باقاش کی خوشامد کی تو باقاش نے نحوست سے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

”یہ عامی ران! میری سیاہ طاقتوں کے ہاتھوں پھنس جاتا مگر اس ملیچھ کی مدد اس نامراد بوڑھے نے کی جو کہ میری غلطی تھی کہ اسے قید کرنے کے بجائے اپنے تاریک جنگل میں ایسے ہی چھوڑ دیا تھا۔“ باقاش نے قہر آلود نگاہوں سے بوڑھے جارج کی طرف دیکھتے ہوئے نحوست سے کہا۔

”مگر آقا! یہ بوڑھا کون ہے جس نے اس جنگل میں عامی ران کی مدد کی۔“

راج کالو نے حیرت سے پوچھا۔

”راج کالو! یہ شری کا کوش ہے۔“ باقاش نے منہ بنا کر کہا تو راج کالو حیرت سے اچھل پڑا۔

”نشش۔ شری کا کوش۔ مگر آقا! شری کا کوش تو خود مہان اور بلوان ترین سیاہ طاقتوں کا مالک تھا یہ سب کیا ہے۔“ راج کالو نے حیرت کی شدت سے پوچھا۔

”ہاں۔ شری کا کوش کالے جادو کی دنیا کا ان داتا تھا مگر اس نے مہان سیاہ

طاقت کی سیاہ دنیا سے بغاوت کر لی تھی اور میں اسے واپس کالے جادو کی مہان دنیا میں لے جانا چاہتا تھا مگر اس احمق بوڑھے نے دو دفعہ اس پلیچھ عامی ران کو میری چالوں سے بچایا ہے اس لیے اب اس کو بھی مہان سیاہ طاقت کی بلی چڑھایا جائے گا۔“ باقاش نے کہا تو راج کالو نے سر ہلاتے ہوئے حیرت سے بوڑھے جارج کو دیکھنے لگا جس کی سیاہ طاقتوں کے آگے یہ سب کچھ بھی نہیں تھے۔

”دیکھت ایک دھواں نمودار ہوا اور پھر شدید ناگوار بو پھیل گئی اور کتیا کے

بھونکنے کی آواز سنائی دی اور دھواں چھایا میں تحلیل ہو گیا اس کے ساتھ ہی عمران بندھا ہونے کے باوجود حیرت کی شدت سے اچھل پڑا کیونکہ اس نے دیکھا کہ دس سیاہ

نقابوں میں ملبوس مرد یہاں آ رہے تھے اور ان کے کندھوں پر سیکرٹ سروس کے ممبران تھے جو کہ غالباً بے ہوش تھے ان سیاہ نقاب والوں نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو سیاہ بت کے سامنے ڈال دیا اور راج کالو کے آگے سر خم کر کے ادب سے کھڑے ہو گئے۔

”ٹھیک ہے۔ تم سب ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔“ راج کالو نے نحوست سے

ان کو حکم دیتے ہوئے کہا تو دسوں سیاہ نقاب میں ملبوس نقاب پوش ادب سے ایک دفعہ

پھر سر جھکا یا اور جدید ہتھیار نکال کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا ادب سے کھڑے ہو گئے

۔ عمران نے دیکھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کے منہ پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں

تا کہ بول نہ سکیں کیونکہ کوئی مقدس کلام نہ پڑھ سکیں۔

”آقا! آپ کے شکار یہاں پہنچ چکے ہیں۔“ چھایا جو اس وقت حسین لڑکی کے

روپ میں تھی نے ادب سے راج کالو اور باقاش کے سامنے سر خم کر کے کہا۔

”ہوں ٹھیک ہے۔ اب مہان سیاہ طاقت ہمیں وہ شکستیاں عطا کریں گے جس

سے میں اور آقا باقاش کالی دنیا میں راج کریں گے۔“ راج کالو نے بدستور مکاری سے باقاش کی خوشامد کرتے ہوئے کہا تو باقاش نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلادیا۔

”باقاش اور راج کالو اگر تم نے میرے ساتھیوں کا بال بھی بھگا کیا تو میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ یاد کرو گے۔“ عمران نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس طرح بندھا ہوا دیکھ کر غصے سے چلا کر کہا اور ان دونوں کو غصے سے دیکھنے لگا چونکہ باقاش اور راج کالو ایک دوسرے کا نام لے رہے تھے اس لیے عمران نے ان کا نام لے کر کہا تھا۔

”باہا باہا! کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہ۔ تم میرا۔ باقاش کا حشر کرو گے جس کا کالے جادو کی سیاہ اور سفلی دنیا میں بہت بڑا نام ہے اس کا حشر کرو گے۔“ باقاش نے قہقہہ لگا کر کہا۔

”آقا! اس بلچھ کی رسی تو جل گئی ہے مگر بل نہیں گئے جب ہم اس کا گلا کاٹ کر مہان سیاہ طاقت کی ملی دیں گے تو پھر اس بلچھ کی اپنی لاش یہاں ٹرپ رہی ہوگی۔ راج کالو نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

”عامی ران! تمہارے ہاتھوں اب تک بے شمار سیاہ طاقتوں کے مہان سیاہ طاقت کے پیروکار مارے گئے ہیں اور اب ہم تم کو مہان سیاہ طاقت کی بھینٹ چڑھا کر اور تمہارے ساتھیوں کی بھینٹ دے کر مہان سیاہ طاقت کی نظروں میں سرخرو ہو جائیں گے۔“ باقاش نے نخوست سے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ہاں۔ اگر میری اور میرے ساتھیوں کی موت کا وقت آچکا ہے تو ہمیں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا لیکن اگر قدرت کو ابھی ہماری زندگی منظور ہے تو ہم ہمیشہ کی طرح پھر تم خبیثوں اور شیطان مردود کے پیروکاروں کا خاتمہ کر دیں گے۔“ عمران نے بے خوف ہو کر گرج کر کہا حالانکہ وہ ایسی بری طرح بندھا ہوا تھا کہ ناخنوں میں چھپی بیٹیوں سے بھی رسیاں نہیں کاٹ سکتا تھا مگر وہ عمران ہی کیا جو کسی مشکل سے گھبرا جائے۔

”عمران کے ساتھی ہوش میں آ رہے تھے اور منہ سے غوغاؤں کی آوازیں نکال رہے تھے۔ خود کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے مگر اس بار واقعی یہ سب

بہت بری طرح پھنسے تھے مگر عمران کو بندھا ہوا ہونے کے باوجود زندہ دیکھ کر ان کے چہرے کھل اٹھے چونکہ پہلے بھی شیطانی طاقتوں کے ہاتھوں یہ سب مشکلات کا شکار ہوتے رہے تھے اس لیے خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگے مگر یہ ان کے بس سے باہر تھا کیونکہ راج کالو نے ان کو بہت سختی سے بندھوایا تھا اور ان کے منہ پر بھی کپڑے سختی سے بندھے ہوئے تھے اس لیے ان کے منہ سے بس غوغاں کی ہی آوازیں نکل رہی تھیں۔

”عامی ران! دیکھو کس طرح میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو حقیر کیچوں کی طرح باندھ رکھا ہے اور اب کچھ ہی دیر میں سب کی مہان بلی کا وقت ہونے والا ہے اس لیے جتنا بول سکتے ہو بولو مجھے کوئی پرواہ نہیں اس کے بعد تم سب کی لاشیں یہاں پڑی ہوں گی۔“ باقاش نے عمران کے غصے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔

”تم جیسے بد بخت اور خبیث ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میں تمہارا بھیا نک ترین حشر کروں گا۔“ عمران نے بندھا ہونے کے باوجود انتہائی سرد لہجے میں کہا تو سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت باقاش اور راج کالو بھی عمران کا یہ روپ دیکھ کر کانپ گئے جو بندھا ہوا ہونے کے باوجود ہمت سے ان کو لٹکا رہا تھا حالانکہ عمران کے دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں کیونکہ ہر کوشش کرنے کے باوجود وہ خود کو رسیوں سے نہیں چھڑوا سکا تھا اور نہ ہی عمران ایسی صورت میں اپنی جیب سے ایم پی فیکٹر نکال سکتا تھا وہ بری طرح بے بس تھا اسے جارج بتا چکا تھا کہ اس کے چند ساتھی یہاں آ رہے ہیں اور ان میں ایک پراسرار قوتوں کا ماہر ہے اور اس پر عمران سمجھ گیا تھا کہ جوزف یہاں آ رہا ہے مگر یہ تو سیکرٹ سروس کے ممبران تھے جو اس کی مدد کو آئے تھے ان کے منہ بھی بندھے ہوئے تھے جس سے عمران ان کو مقدس کلام پڑھنے کا نہیں کہہ سکتا تھا اور اس کے علاوہ کوئی اور بات بھی نہیں پوچھ سکتا تھا۔

عمران نے سوچا کہ شاید جوزف اور اس کے ساتھ لازمی ٹائنگر، رابرٹ اور جوانا ہوں گے مگر شاید کسی مشکل کا شکار ہو کر اس تک نہیں پہنچ سکے اس لیے عمران پریشان ہو گیا تھا مگر اپنے چہرے پر کسی پریشانی کا اظہار نہیں کیا تھا۔

”بس عامی ران! میں تمہیں اس نابکار شرعی کا کوش کی وجہ سے مہان سیاہ طاقت

کا بیرو کا رتو نہیں بناسکا مگر تمہاری اور تمہارے ان ساتھیوں کی مہمان بلی دے کر بھی میں مہمان کالی طاقتوں کا مالک بن جاؤں گا۔“ باقاش نے عمران کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا اور اپنی کوئی منتر پڑھنے لگا۔

”اوہو! تو اس کے ساتھی مکاشوا اور اس کے تین ساتھیوں نے میری دونوں طاقتوں قبوتی اور شاسان کو بھی فنا کر دیا۔“ یکنخت باقاش نے اپنی آنکھیں کھول کر عمران کی طرف دیکھ کر قہر آمیز لہجے میں کہا اور اس بار غصے کی شدت سے اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔

”جلدی کرو راج کالو۔ عامی ران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرو کیونکہ اس کے ساتھیوں میں افریقہ کا پرنس مکاشو بھی شامل ہے اور وہ یہاں پہنچنے ہی والے ہیں جوزف نے میری دو بہت مہمان طاقتوں کو فنا کر دیا ہے کیونکہ افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کے منظور نظر مکاشو کو کمزور سمجھنا میری غلطی تھی۔“ باقاش نے چوکتے ہوئے کہا تو راج کالو بھی چونک پڑا اور دونوں نے اپنے ہاتھوں میں بھالے تیزی سے عمران اور جارج کے سینے پر مارے اور راج کالو کے ساتھیوں نے سیکرٹ سروس پر فائر کھول دیئے تو فضا یکنخت بے شمار چیخوں سے گونج اٹھی۔

○.....○.....○

ٹائنگر، رابرٹ اور جوآنہ نے اندھیرا چھٹنے کے بعد دیکھا کہ جوزف کے ہاتھ میں کوئی سیارنگ کی ڈوری ہے اور جوزف نے یہ ڈوری ایک سیاہ رنگ کے دراز قدمد اور ایک حسین ترین گوری لڑکی دونوں کی گردنوں میں ڈال رکھی ہیں اور پوری قوت سے ان کی گردنیں دبا رہا ہے۔

”ارے یار جوزف! اس جوڑی نے تمہارا کیا بگاڑ ہے اور کیوں ان بیچاروں کو یوں مار رہے ہو خاص کر یہ لڑکی تو بہت ہی معصوم اور حسین ترین ہے کیوں اس بیچاری کے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہو۔“ رابرٹ نے جوزف کو ایسا کرتے دیکھ کر اس کو منع کیا مگر جوزف نے خونخوار نظروں سے رابرٹ کو دیکھا اور بدستور زور لگا کر ان دونوں کی گردنیں سیاہ رنگ کی ڈوری سے دبائے لگا۔

”یار جوزف! آخر یہ دونوں ہیں کون جن کی گردنوں کو تم نے ڈوری سے دبا رکھا

ہے۔“ جوانا نے پوچھا مگر اس بار جوزف نے کوئی جواب نہ دیا اور پوری قوت سے سیاہ ڈوری سے ان کی گردنوں کو دبا تا چلا گیا اور پھر یلکھت تینوں نے ایک اور حیرت انگیز منظر دیکھا کہ جوزف کی سیاہ ڈوری سے ان کی گرنیں کھنچنے کی وجہ سے سیاہ رنگت کے دراز قدمر داو گورے رنگ کی حسین لڑکی کے چہرے بگڑنے لگے اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے گوری اور حسین لڑکی کا چہرہ بدل کر بھیانک ترین صورت میں تبدیل ہو گیا تھا۔

جبکہ مرد کا چہرہ بھی بگڑ کر خوفناک ہو گیا تھا اور ان کے وجود سے انتہائی ناگوار بو اور دھواں خارج ہونے لگا تھا۔ پھر ان کے دیکھتے ہی ان دونوں کے وجود دھوئیں میں تبدیل ہو کر فنا ہونے لگے اور پھر یلکھت ان کے وجود کو آگ لگ گئی اور ہر طرف تیز بو پھیل گئی جس کی وجہ سے ایک دفعہ پھر ان سب کو اپنی سانسیں روکنا پڑیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد ان کے وجود آگ اور دھوئیں میں تحلیل ہو کر فنا ہو گئے۔

”اب اپنی سانسیں لے سکتے ہو۔“ جوزف نے کہا تو ان تینوں نے لمبے لمبے سانس لینا شروع کر دیئے کیونکہ بار بار سانس روکنے سے ان کے پھیپھڑوں میں درد پڑ چکا تھا کیونکہ عمران، ڈاکٹر سائمن، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی طرح ان کو بہت زیادہ دیر تک اور بار بار سانس روکنے کی پریکٹس نہیں تھی۔

”یا جوزف! یہ کون تھے جن کے وجود آگ اور دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہوئے حالانکہ میں تو ان کو انسان سمجھ رہا تھا مگر یہ بھی کوئی شیطانی طاقتیں تھیں۔“ رابرٹ نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

”ہاں سہی سمجھتے تم۔ یہ شیطانی طاقتیں تھیں۔“ جوزف نے کہا۔

”ہاں یار! اتنے بھیانک مناظر نے تو ہمارے ہوش ہی اُڑا دیئے تھے۔“ جوانا نے بھی ان بھیانک مناظر کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

”در اصل یہ دونوں سیاہ دلدل کی رزیل طاقتیں قبوتی اور شاسان تھے جو کالے جادو کے دو خوفناک منتر لے کر ہمیں مارنے آئے تھے اور انہوں نے شا کو ماکا انتہائی خوفناک منتر پڑھ کر ہم پر کاری وار کیا تھا اس کے بعد اب گاموگا کا کالا منتر پڑھ کر ہمیں خوف سے مارنا چاہا۔ اگر تم کالے سحر کے گندے اور سفلی مناظر سے ڈر کر اپنی جگہ سے ہٹ جاتے تو تم سب پر گاموگا کے کالے منتر کا اثر ہو جاتا اور تم تینوں مارے

جاتے مگر شکر ہے جس دوران میں اپنے فادر جوشوا سے رابطہ کر رہا تھا اس دوران تم سب سفلی مناظر کے بھیا نک نظارے دیکھنے کے باوجود اپنی جگہ پر محفوظ رہے۔ میرا فادر جوشوا سے خوش قسمتی سے رابطہ ہو گیا تھا اور انہوں نے مجھے بتا دیا تھا کہ دوسرے جھیل کے سیاہ دلدل کی رزیل عفریتیں ہمارا راستہ روکنے کے لیے کالے جادو کے دو خوفناک منتر کا سہارا لے کر ہمیں مارنا چاہتی ہیں اور پھر ایسا ہی ہوا اور تم نے دیکھا میں نے سبارق کے تریاق کو اپنے ساتھ لے آیا تھا اور اسی تریاق کے ذریعے میں نے دہشت کے بھیا نک مگر سفلی نظاروں کا خاتمہ کیا اگر تم سب ان بھیا نک مناظر کو دیکھ کر اپنی جگہ ہٹ جاتے تو گندی طاقتیں تم تینوں کو کالے جادو کی سیاہ دلدل میں دھکیل دیتے جہاں صرف کالی اور بھیا نک موت ہی ہے مگر شکر ہے تم تینوں نے ان بھیا نک نظاروں میں ہمت کا نظارہ کیا اور اس دوران میں نے فادر جوشوا کے عطا کردہ سیاہ ڈوریوں سے جو کہ شیطانی عفریت کو ہی جکڑنے کے لیے ہوتی ہے اس سے دور رزیل طاقتوں کو اچانک دبوچ کر ان کا خاتمہ کر دیا جو ہمارا راستہ روک رہے تھے مگر اب ہمیں جلد باس تک پہنچنا ہو گا جہاں باس کے ساتھ سیکرٹ سروس کے تمام دس ممبران بھی مشکل میں ہیں۔“ جوزف نے ان کو تفصیل بتائی تو جوزف کی باتوں کا ان کے پلے کچھ بھی نہ پڑا مگر سیکرٹ سروس کے قید کاس کر تینوں حیرت سے اچھل پڑے۔

”کیا مطلب! یہ سیکرٹ سروس یہاں کیسے پہنچ گئی۔“ ٹائیگر نے حیرت سے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ کیونکہ میرا فادر جوشوا سے مختصر ہی رابطہ ہوا تھا اور انہوں نے ان گندی عفریتوں کے فنا ہونے کا توڑ بتایا تھا اور یہ بتایا تھا کہ سیکرٹ سروس بھی مشکل میں ہے اب وہ یہاں کیسے آئی اور کیسے پھنسی یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“ جوزف نے کہا تو تینوں سے حیرت سے شانے اچکا دیئے۔

”چلو اب ہمیں جلدی کرنا چاہیے کیونکہ بہت دفعہ رزیل طاقتوں نے ہمارا راستہ روکا ہے اور ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔“ جوزف نے تشویش سے کہا اور تیزی سے بھاگنے لگا تو یہ تینوں بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔ لیکھت انہوں نے دیکھا کہ تھوڑا آگے ایک جنگل ہے جہاں تیز ٹارچوں کے باوجود اندر کا نظارہ کچھ نظر نہیں آ رہا۔

”گلد! ہم تاریک جنگل کے قریب پہنچ چکے ہیں۔“ جوزف نے خوش ہو کر کہا۔
 ”اب کیا ہوا جوزف! تم کیوں رک گئے اور آگے وہ کیسا جنگل ہے جہاں
 صرف تاریکی ہے۔“ رابرٹ نے حیرت سے پوچھا۔

”اندر سرکون کی بدروحیں جو کہ باقاش کی غلام ہیں وہ گردش کر رہی ہیں۔ اس
 لیے ماورائی طریقے سے اندر کا منظر صرف اس تاریک جنگل کے اندر جا کر ہی نظر آئے
 گا۔ مگر اس سے پہلے مجھے گھوناش کی خوفناک بھڑکتی آگ کو بھی زائل کرنا ہوگا۔“
 جوزف نے ہونٹ پیچھنچ کر کہا اور پھر اپنی جیب سے وہی عجیب و غریب شیشی نکال لی
 جس سے تھوڑی دیر پہلے وہ بھیانک مناظر کے عفریتوں کو فنا کر چکا تھا۔ جوزف نے
 تاریک جنگل کے قریب آ کر اس تریاق کو تھوڑا سا انڈیلا اور اس کے ساتھ ہی اپنی
 جیب سے ایک چھوٹا چاقو نکال کر اپنی ایک انگلی کو چرکا لگایا اور اسے تاریک جنگل میں
 جانے والے راستے پر پھینکا تو جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر حیرت سے جوزف کو یہ سب کرتا
 دیکھنے لگے مگر اس بار کچھ بولے نہیں کیونکہ اس مہم میں جوزف ہی برا سر طریقے سے
 اپنی اور ان کی مدد کرتا آیا تھا۔ یلخت ایسا لگا جیسے کوئی آگ کی لپک پیچھی ہو لیکن نہ نظر
 آنے والی آگ جس سے رابرٹ، ٹائیگر اور جوانا شدید حیرت میں مبتلا ہو گئے کیونکہ
 اب تک یہ تینوں سحر اور وحشت کے کئی مناظر سے گزر چکے تھے۔

”چلو اب ہمیں باس تک پہنچنے میں کوئی رزیل طاقت نہیں روک سکتی اور
 باقاش کی سرکون بدروحیں بھی کچھ نہیں کر سکتیں۔“ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 آگے بڑھ کر تاریک جنگل میں داخل ہو گیا تو رابرٹ، ٹائیگر اور جوانا بھی اس کے پیچھے
 لرزتے دل کے ساتھ داخل ہو گئے مگر حیرت انگیز طور پر تاریک جنگل میں داخل ہونے
 کے بعد تھوڑی ہی دیر میں ان کو ہلکا ہلکا آگے نظر آنے لگا تھا۔

”ویسے یار جوزف! یہ ماورائی بلکہ خوفناک مہم صرف تمہارے نام سے اور تم نے
 ہی سب کچھ کیا ہے خود کو اس کا اہل ثابت کر دیا ہے۔“ جوانا نے چلتے ہوئے مسکرا کر
 کہا۔

”ہمارے ساتھی بہت خطرے میں ہیں اس لیے ابھی صرف ان کی فکر کرو ورنہ
 وہ شیطانیت کی بھیٹ چڑھ جائیں گے۔“ جوزف نے ہونٹ پیچھنچ کر کہا اور اپنی رفتار

تیز کردی تو جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی کیونکہ اب تاریک جنگل میں ہونے کے باوجود ان کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو چکی تھیں۔ ان چاروں نے نوٹ کیا کہ ان کے آس پاس سیاہ سائے ان کے قریب سے گزر رہے ہیں مگر جوزف کو اس کی پرواہ نہیں تھی اور وہ تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

”رابرٹ! تم اور ٹائیگر اپنی رائفلیں تیار کر لو کیونکہ میری اور جوانا کی رائفلیں

میکینزم سمیت دلدل میں ڈوب چکی ہیں۔ البتہ اپنے پستل مجھے اور جوانا کو دے دو۔“ جوزف نے ایک لمحے کے لیے رک کر رابرٹ اور ٹائیگر کو کہا تو رابرٹ نے اپنا پستل جوانا کو دے دیا اور ٹائیگر کا پستل جوزف نے لے لیا۔ اب جیسے ہی یہ چاروں تھوڑا آگے بڑھے لکھتے ان کو ایک منظر نظر آیا انہوں نے دیکھا کہ عمران اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا سیاہ رنگت کی دیوی کے قدموں میں پڑے ہیں اور تھوڑے ہی فاصلے پر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی عمران کی طرح بندھے ہوئے پڑے ہیں۔

”جلدی کرو راج کالو! عامی ران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرو کیونکہ اس کے ساتھیوں میں افریقہ کا پرنس مکاشو بھی شامل ہے اور وہ یہاں پہنچنے والا ہے افریقہ کے پرنس نے میری دو بہت مہمان طاقتوں کو فنا کر دیا ہے کیونکہ افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کے منظور نظر پرنس مکاشو کو کمزور سمجھنا میری غلطی تھی۔“ ان چاروں کو ایک خوفناک شکل کے وحشی کی تیز آواز سنائی دی۔

”رابرٹ اور ٹائیگر دیکھ چکے تھے کہ تقریباً دس کے قریب سیاہ نقابوں میں ملبوس نقاب پوش ہاتھوں میں ہتھیار لیے کھڑے ہیں اور وہ سیکرٹ سروس پر فائر کرنے والے ہیں مگر اس سے پہلے ہی ٹائیگر اور رابرٹ کی رائفلوں نے گرجناں شروع کیا اور ایک ہی لائن میں ترتیب سے کھڑے ہونے کی وجہ سے سب ہٹ ہوتے چلے گئے اور ان کے منہ سے موت کی بھیانک چیخیں خارج ہو گئیں۔ اسی دوران جوانا نے راج کالو کو گولیاں مار دیں اور جوزف نے باقاش پر گولیاں خرچ کیں تو دونوں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا چونکہ وہ کوئی شیطانی طاقت نہیں بلکہ اصلی انسان تھے اس لیے خون میں لت پت ہو گئے۔ جوانا نے پورا پستل راج کالو پر اور جوزف نے پورا پستل باقاش پر خرچ کیا تھا اس لیے اتنی گولیاں لگنے سے انہیں کسی قسم کے کالے منتر پڑھنے کا

کوئی موقع نہیں ملا تھا۔

”جوزف کو ایک نوجوان لڑکی کھڑی حیرت سے دیکھ رہی ہے۔ جوزف اسے دیکھتے ہی فوراً سمجھ گیا تھا کہ یہ بھی شیطانی اور گندی طاقت ہے کیونکہ جوزف فوراً ہی ان کی گندی اور زریل طاقتوں کی بوسونکھ لیتا تھا۔ یہ راج کا لوکی طاقت چھایا تھی۔ جوزف نے دیکھا کہ چھایا دھویں میں تحلیل ہونے لگی ہے تو جوزف ایک ہائی جمپ لگایا اور تیزی سے ہوا میں ہی اپنی جیب سے وہی سیاہ ڈوری نکال کر بجلی کی تیزی سے اس کی گردن پر ڈال دی جس سے چھایا کا دھویں میں تحلیل ہونے والا وجود پھر لڑکی میں تبدیل ہو گیا مگر اس بار چھایا اپنے اصلی روپ میں آ گئی اور اس کا بھیا نک ترین اور خوفناک روپ دیکھ کر سب ڈر گئے۔ جوزف نے تیزی سے سیاہ ڈوری اس کی گردن میں پھنسا کر ایک جھٹکا دیا تو یکخت چھایا کے وجود کو آگ لگ گئی۔ اس دوران راج کا لو اور باقاش بھی جہنم واصل ہو چکے تھے۔

سیاہ نقابوں میں ملبوس راج کا لو کے محافظوں کے فائر کرنے سے پہلے ہی رابرٹ اور ٹائیگر نے ان کا خاتمہ کر دیا تھا مگر راج کا لو نے اپنے بھالے کو بوڑھے جارج کے سینے پر مار دیا تھا جو بوڑھے جارج کے سینے میں پیوست ہو چکا تھا البتہ باقاش جس نے عمران پر کیا تھا مگر عمران بندھا ہوا ہونے کے باوجود سنگ آٹھ کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک طرف ہو گیا تھا اور باقاش کا وارنا کام ہوا تھا البتہ راج کا لو کے وار سے بوڑھا جارج تڑپ رہا تھا باقاش، راج کا لو اور اس کے تمام ساتھی ان کی غلام شیطانی طاقتیں اب فنا اور ختم ہو کر جہنم واصل ہو چکے تھے جو رابرٹ وغیرہ کے ہاتھوں شکار ہوئے تھے۔

جوزف، جوانا، رابرٹ اور ٹائیگر چاروں ہی ایک ساتھ آگے بڑھے اور چاروں ہی تیزی سے عمران کے گرد بندھی رسیوں کو چاقو سے کاٹنے لگے جو کہ انہوں نے اپنے لباس سے نکال لیے تھے۔

”باس! شکر ہے گاڈ کا کہ آپ ٹھیک ہیں ورنہ تو ہم آپ کے لیے بہت پریشان تھے۔“ جوزف نے خوش ہو کر کہا تو ٹائیگر، رابرٹ اور جوانا نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

”کیوں بے کا لیے کیا میں تیری ہونے والی جو رو لگتا ہوں جو میرے لیے اتنا پریشان تھا۔“ عمران نے حماقت سے کہا تو چاروں ہنس پڑے۔

”میرے بچے! تم نے ان شیطان کے پیروکاروں کا خاتمہ تو کر دیا ہے اور تمہارے ساتھی بھی تم تک پہنچ چکے ہیں اب میری خواہش بھی پوری کر دو۔“ عمران کو بوڑھے جارج کی درد سے کراہتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے ٹانگیں سے چاقو لے کر تیزی سے ان چاروں کو چھوڑ کر بے تابی سے بوڑھے جارج کی طرف بڑھا اور تیزی سے اس کے گرد بندھی رسیوں کو کاٹنے لگا ویسے پہلی دفعہ بوڑھے جارج نے شیطان کو مہان سیاہ طاقت کہنے کے بجائے شیطان ہی کہا تھا۔

”باس فوراً اس سے دور ہو جائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بہت خوفناک بوڑھا ہے جس کا کالے راج سے بہت گہرا تعلق رہا ہے۔“ جوزف نے عمران کو بوڑھے کے پاس بیٹھ دیکھ کر عمران کو اس سے الگ ہونے کا کہا۔

”ہاں باس! جوزف بہت گہری باتیں کرتا ہے اور اس نے اس ماورائی اور خوفناک مہم میں ہم سب کی بہت رہنمائی بھی کی ہے۔“ رابرٹ نے بھی جوزف کی طرف داری کی۔

”جوزف! میں نہیں جانتا کہ تم شیطان پرستوں کا مقابلہ کرنے کے لیے یہاں سب لوگ کیسے پہنچے مگر مجھے بھی اتنا یقین ہے کہ اس ماورائی اور شیطان پرستوں کے خلاف مہم میں تمہارا بہت بڑا ہاتھ ہوگا مگر تم نہیں جانتے کہ بابا جارج میرے لیے کتنے اہم ہیں۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں کی باتیں سننے کے بعد کہا۔

”ماسٹر! آپ اس بوڑھے کو چھوڑیں اور اپنے سیکرٹ سروس کے ساتھیوں کی طرف چلیں تاکہ ان کو آزاد کرا سکیں۔“ جوانا نے بھی عمران سے کہا مگر عمران بے تابی سے بوڑھے جارج کو دیکھنے لگا۔

”بابا میں آپ کا علاج کرتا ہوں۔“ عمران نے اس کے سینے سے بھلا نکالتے ہوئے کہا تو بوڑھے کے منہ سے درد کی شدت سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور وہ بری طرح تڑپنے لگا۔

”میرے بچے! میرا اس دنیا سے جانے کا وقت آ گیا ہے اور تمہارے ساتھی

بھی یہیں ہیں میری خواہش پوری کر دو۔“ بوڑھے جارج نے ڈوبتی آواز میں کراہتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر! جلدی کرو یہاں بابا کے پاس بیٹھو۔ جلدی کرو۔“ عمران نے بوڑھے کی یہ نازک حالت دیکھ کر بے تابی سے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مگر باس! یہ تو بہت خوفناک اور شیطانی طاقتوں کا مالک ہے اس لیے آپ بھی اس سے دور رہیں۔“ ایک بار پھر جوزف نے عمران کو مشورہ دیا۔

”باس! آخر آپ اس شیطانی بوڑھے کے پاس کیوں بیٹھے ہیں ہمیں صرف آپ کی فکر ہے چھوڑیں اس بوڑھے کو۔“ ٹائیگر نے بھی عمران کی طرف حیرت سے دیکھ کر کہا۔

”ماسٹر ہمارے ساتھی بھی مشکل میں ہیں اور آپ اس بوڑھے کو اہمیت دے رہے ہیں۔“ جو انا نے بھی حیرت سے کہا۔ عمران نے دیکھا کہ بوڑھے جارج کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔

”میں کہتا ہوں سب چپ کر جاؤ میں جو کہہ رہا ہوں وہی کرو۔“ عمران نے اس بار غصے سے گرجتے ہوئے کہا۔

”مگر باس! آپ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر اس بوڑھے کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہیں۔ جو جوزف کے بقول شیطانی علوم کا ماہر ہے۔“ رابرٹ نے بھی حیرت سے عمران سے کہا۔

”میں جانتا ہوں بابا جارج کا ماضی میں شیطانی دنیا سے گہرا تعلق رہا ہے مگر اب نہیں ہے اور ٹائیگر تمہیں کیا ہو گیا ہے میں تمہیں بار بار بلارہا ہوں۔“ عمران نے پھر گرجتے ہوئے کہا۔

”مگر باس۔“ جوزف نے بولنا چاہا۔

”احق لوگو۔ تم کیا جانو کہ بابا جارج میرے لیے کیا ہیں اور انہوں نے میری یہاں شیطانیت کی بھیانک دنیا میں کتنی مدد کی ہے اس لیے اب اپنے بیانات بند کرو اور ٹائیگر تم جلدی سے یہاں آؤ۔“ عمران نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اور فورپاورز کے بقیہ تینوں ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے اور سیکرٹ سروس کے

ممبران بھی حیرت سے عمران کو اس بوڑھے کے لیے اتنا جذباتی دیکھ کر حیران ہونے لگے۔

”باس! آپ چاہتے کیا ہیں۔“ ٹائیگر نے حیرت سے عمران سے پوچھا۔
 ”جلدی سے بابا کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھو۔“ عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر کہا۔

”باس! آخروہ کس لیے۔“ ٹائیگر نے حیرت سے پھر کہا۔

”ٹائیگر، جوزف، رابرٹ اور جوانا اگر بابا جارج کلمہ پڑھے بغیر اس دنیا سے چلے گئے تو میرا پکا عہد ہے کہ میں تم سب کو ہمیشہ کے لئے اپنے گروپ سے نکال دوں گا اور اتنے زیادہ سوال احق انسان یہاں آؤ۔“ عمران نے اتنے زور سے گرجتے ہوئے کہا اور اس کی آنکھیں غصے سے سرخ انگارہ ہو گئیں تو جوزف جوانا اور رابرٹ نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے البتہ ٹائیگر اس بار خاموشی سے بوڑھے کے قریب آیا اور عمران کی دوسری سمت بوڑھے جارج کے قریب بیٹھ گیا اور اپنی جیب سے امام ضامن نکال کر عمران کو دے دیا۔

”باس! یہ ڈوری میں بندھا ہوا امام ضامن آپ کے مرشد شاہ صاحب نے دیا ہے اسے اپنے ماتھے پر باندھ لیں۔“ ٹائیگر نے عمران کو امام ضامن دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اسی وقت ڈوری میں بندھا ہوا امام ضامن اپنے ماتھے میں باندھ لیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر اونچی آواز مگر ٹھہر ٹھہر کر کلمہ طیبہ پڑھنے لگا تو بوڑھا جارج بھی کراہتے ہوئے کلمہ کو پڑھنے لگا۔ سید چراغ صاحب کے دیئے ہوئے امام ضامن کو ماتھے پر باندھنے اور کلمہ طیبہ کی مقدس برکت سے یلکھت عمران کے ذہن میں بندھی گرہا کھلنے لگی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ کے درتچے بند تھے اور اب کھلے ہوں عمران کو مقدس کلمات یاد آ گئے۔

”بابا مبارک ہو۔ بابا میرے شاگرد نے آپ کو مسلمان کر دیا ہے اس طرح میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔“ عمران نے کلمہ مکمل ہونے کے بعد مسکراتے ہوئے بوڑھے جارج سے کہا کیونکہ بوڑھے جارج نے مکمل طور پر کلمہ پڑھ لیا تھا اور اب اس نے کرب ہونے کے باوجود مسکراتے ہوئے سر ہلادیا مگر اس کی سانس اب بری طرح

اکھڑنے لگی۔ سب نے حیرت سے دیکھا کہ جیسے ہی بوڑھے نے سچے دل سے کلمہ پڑھا تھا اس کا رنگ گورا یعنی اصلی روپ میں آ گیا تھا کیونکہ اب شیطانیت کی نحوست اس کے دل و ماغ سے کلمہ طیبہ پڑھنے کی بدولت ختم ہو چکی تھی۔

جوزف، رابرٹ اور جواناب حیرت سے اس بوڑھے کو دیکھنے لگے جو دراصل مسلمان ہونا چاہتا تھا تو ان کو عمران سے شرمندگی محسوس ہوئی۔

”بابا آج سے آپ کا نام جارح نہیں ہے آج سے آپ کا نام شری کا کوش نہیں ہے بلکہ آج سے آپ کا نام میں عبداللہ رکھ رہا ہوں۔ کیا آپ کو یہ نام قبول ہے۔“ عمران نے بے تابئی سے بوڑھے کی طرف دیکھ کر کہا مگر اس بار بوڑھا کچھ بول نہ سکا کیونکہ اب اس کی حالت بہت ہی نازک تھی لیکن بوڑھے نے عمران کی بات سن کر اثبات میں سر ہلادیا پھر یکلخت بوڑھے نے پچکی لی اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں کیونکہ بھالا جسم میں گھسنے سے شدید درد کی وجہ سے بوڑھا زخموں کی تاب نہ لا کر اب مر چکا تھا۔ بوڑھے کے مرتے ہی بے اختیار عمران کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور اس نے بوڑھے کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر ان کو اپنے ہاتھوں سے بند کر دیا۔

”میرے رفیق۔ میرے محترم۔ میرے شفیق بزرگ میرے محسن اللہ پاک اپنے حبیب حضرت ﷺ کے صدقے آئندہ کے منزلوں میں آپ پر آسانی پیدا فرمائیں۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے کچھ دیر کے لئے اپنی آنکھیں بند کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اس میں فتح کی چمک تھی کیونکہ آخر کار عمران نے اس بوڑھے کو مسلمان کر دیا تھا جو کہ کالی دنیا کا ان داتا تھا مگر پھر اس کے دل میں شیطانیت سے نفرت اور خیر کی امید جاگ اٹھی تھی۔ اب عمران نے اپنی آنکھیں کھولیں تو ایک دفعہ پھر اس کے چہرے پر معصومیت اور مسکراہٹ تھی۔

”ہاں میرے لاڈلو! میرے جاندار پھوٹم سب کا کیا حال چال ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کو نارمل دیکھ کر جوزف، ٹائیگر، رابرٹ اور جواناب کے چہرے بھی اطمینان اور خوشی سے کھل اٹھے۔

”باس! واپسی کے سفر میں تو بہت مزہ آئے گا۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

”اے وہ کیوں گورے پٹھے۔ کیا تجھے عمرو عیار کی زنبیل کا خزانہ مل گیا ہے۔“

عمران نے حماقت سے پوچھا۔

”باس! بات دراصل یہ ہے کہ اپنے کافرستانی دوست قاسم کی فل فلوٹیاں کہیں یا اپنے گریٹ لینڈ کے دوست ٹونی عرف بابا رستم کی میٹھی آنکھیں کہیں تین تین حسین تتلیاں واپسی کے سفر پر ہمارے ساتھ ہوں گی۔“ رابرٹ نے جولیا، صالحہ اور کراسٹی کی طرف اشارہ کر کے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا حالانکہ رابرٹ اچھی طرح جانتا تھا کہ جولیا کس طرح عمران کے لیے جذباتی ہوتی ہے اور صالحہ کو عمران نے صفر سے نتھی کر رکھا ہے مگر پھر بھی عمران کو چھیڑنے کے لیے اس نے یہ بات کی تھی۔

رابرٹ کی بات سن کر جوانا کے چہرے پر مسکراہٹ ریگ گئی اور ٹائیگر کا چہرہ سنجیدہ ہی رہا مگر جوزف حیرت سے رابرٹ کو دیکھنے لگا۔

”ارے یار! رابرٹ تم کیسے ڈیٹھ ہو کہ اپنے باس کی مس جولیا کو بھی نہیں

بخشتا۔“ جوزف نے حیرت سے رابرٹ سے کہا۔

”یار جوزف! کیا کروں یہ بد معاش دل کسی کی نہیں سنتا۔“ رابرٹ نے

شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے گورے پٹھے! پاکیشیا جا کر میں تجھے اور تیرے بگ باس کو مرغا بنا کر عشق اور محبت کا ایسا یادگار سبق پڑھاؤں گا کہ دونوں کو نانی کیا پر نانی بلکہ دادی پر دادی بھی یاد آ جائے گی۔“ عمران نے مصنوعی غصے سے رابرٹ کی طرف دیکھ کر کہا تو اس بار ٹائیگر، جوانا اور جوزف تینوں ہنس پڑے۔

○.....○.....○

”سیکریٹ سروس کے تمام ممبران دانش منزل کے میٹنگ ہال میں بیٹھے ہوئے

تھے اور یہ میٹنگ عمران کے واپس آنے کے سلسلے میں ایکسٹو نے منعقد کی تھی تاکہ اس ماورائی مشن کے بارے میں ایک دوسرے سے ڈسکس کر سکیں۔

”جولیا! کیا سب ممبران پہنچ چکے ہیں۔“ یکلخت میٹنگ ہال میں ایکسٹو کی

بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”لیس چیف! تمام ممبرز اور عمران سب ہی موجود ہیں۔“ جولیا نے منود بانہ لہجے

میں کہا۔

”عمران نے اپنے چاروں ساتھیوں کی مدد سے وہیں جنگل میں ہی قبر کھود کر بوڑھے کو دفن دیا تھا اور پھر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو چھڑوا لیا تھا۔ پاکیشیا واپسی آنے پر اس نے بلیک زیرو کو تمام واقعات بتا دیئے تھے اور ممبرز کو بریف کرنے کے لیے ایک میٹنگ بھی کی تھی اور سب ممبران ٹائم پر پہنچ چکے تھے۔ واپسی کے سفر پر کراچی نے رابرٹ کے ساتھ سفر کیا تھا اور اسے خوش ہو کر بتایا تھا کہ سب ممبران اتفاق سے اس کے قبیلے میں چا پھنسے تھے اور پھر اس کے بھائی نے ہمیں اپنے خیمے بھجوا دیا تھا جہاں اس کی تصویر عیاں تھی اس پر ہم نے اس کے بھائی کو بتایا تھا کہ ہم رابرٹ کے ساتھی ہیں تو اس نے ہماری بہت مدد کی تھی اور اس کے خاص ساتھی ان کو تاریک جنگل کے قریب لا کر واپس ہوئے تھے تو رابرٹ یہ سن کر بہت خوش ہوا تھا۔

”ممبرز! جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ اس بار شیطان کی رزیل اور کالے جادو کی خوفناک سفلی دنیا کے باسیوں نے ایک بھرپور طریقے سے جال بچھا کر عمران کو اس کے فلیٹ سے ماورائی طریقے سے اغوا کر لیا تھا اور پاکیشیا سے بہت دور یعنی برازیل کے گھنے اور تاریک جنگلوں میں اپنا قیدی بنالیا تھا۔ کیونکہ عمران کے ہاتھوں بے شمار دفعہ شیطان کی رزیل قوتیں فنا ہوئی ہیں اور اس بار شیطان طاقفین عمران کو کالے جادو اور شیطان دنیا کا پیروکار بنانے کے چکروں میں تھیں کہ جہاں عمران شیطان طاقفین کو فنا کرتا رہا ہے اب شیطان کا پیروکار بن کر شیطان کو خوش کرنے کے عمل کرے اور اس کے لیے عمران پر دوبار عجیب طریقے سے پھانسنے کے لیے اوچھے وار اختیار کیے گئے اور عمران نے مجھے وہ سب بتا دیا ہے۔“ ایلکسٹوسب ممبران کو شیطان طاقفین سنو کی اور قوتی کے واقعات بتانے لگا کہ کس طرح ٹیٹا اور سنبل بن کر عمران کو بہت خوفناک اور جاندار طریقے سے سفلی قوتوں کا پیروکار بنانے کا بھیانک وار کیے گئے مگر یہ سید چراغ شاہ صاحب کی دعائیں تھیں کہ عمران کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو کسی دور میں پادری تھا اور پھر کالے جادو کی دنیا میں بھی خوب نام پیدا کیا مگر اس کے دل میں اس غلیظ اور گندی دنیا کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی تھی اور وہ تاریک جنگل میں عمران کی مدد کرتا رہا عمران نے اس کی خواہش بھی پوری کر

دی تھی اور مرنے سے پہلے اسے مسلمان کر دیا تھا۔

”کالے جادو کی سیاہ طاقتوں نے اس بار عمران کے ساتھ تم سب کو بھی شیطان کے نام پر قربان کرنے کا بھیانک منصوبہ بنایا تھا۔ مگر ہمیشہ کی طرح ماورائی معاملات میں اس بار بھی جوزف جو کہ عمران کا ساتھی ہے اس نے عمران کے ساتھ ساتھ تم سب کی جان بھی بچائی۔ خیر تم لوگوں کا شکوہ تھا کہ وہ اس ماورائی کیس میں کیوں نہیں مدد لی اس لیے میں نے تم سب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے تم تمام سیکرٹ سروس بمہ فور سٹارز کے تمام دس ممبران کو اکٹھے ہی برازیل کے جنگلوں میں روانہ کر دیا تھا اور تم سب نے بھی برازیل کے گھنے اور خطرناک جنگلوں میں عمران، جوزف اور رابرٹ کی غیر موجودگی میں بھی خوب ہمت کا مظاہرہ کیا ہے اور چونکہ میں جولیا سے بھی معلومات لے چکا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ اگر شیطانی طاقتیں تم پر حملہ آور نہ ہوتی تو تم سب بھی عمران کی مدد کرتے مگر شیطانی قوتوں نے تم سب کو بھی قید کر لیا اور جوزف کی مہربانیوں کی وجہ سے آج تم سب زندہ ہو۔ میں اس لیے تم سب سے اس ماورائی کیس میں کام نہیں کروانا چاہتا تھا کہ جوزف اپنے ساتھیوں ٹائیکر، رابرٹ اور جوانا یعنی فور پاورز کے ہمراہ پہلے ہی جا چکا تھا اور مجھے یقین تھا کہ جوزف کے بغیر تم اس شیطانی اور ماورائی کیس میں پھنس جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا۔ خیر تم سب کے ارمان بھی پورے ہو گئے اور عمران بھی کامیابی سے بچ کر آ گیا ورنہ اس بار شیطانی قوتوں نے بہت خوفناک پلان بنایا تھا۔“ بلیک زیرو نے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں ان کو بریف کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تم لوگوں نے مجھ سے اس ماورائی کیس کے بارے میں کچھ پوچھنا ہے۔“ کچھ دیر وقفے کے بعد ایکسٹو نے ممبران سے پوچھا۔

”چیف! یہ تو بہت ہی تشویش والی بات ہوئی کہ اب شیطانی طاقتیں بہت خوفناک وار کرنے لگ گئی ہیں اس طرح تو پھر بھی شیطان کی رزیل قوتیں ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گی۔“ نعمانی نے تشویش سے ایکسٹو سے پوچھا۔

”ہاں نعمانی! تم درست کہہ رہے ہو۔ پھر بھی شیطانی طاقتیں اپنا گندہ وار کر سکتی ہیں مگر عمران کے مرشد سید چراغ شاہ صاحب سے میں نے بھی ملاقات کر رکھی ہے اور

وہ بہت اللہ والے بزرگ ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ چونکہ سیکرٹ سروس اور خاص کر عمران کے ہاتھوں کافی دفعہ شیطان کی بڑی بڑی طاقتیں فنا ہوئی ہیں اس لیے وہ عمران اور تم سیکرٹ سروس والوں کے دشمن بن چکے ہیں مگر شاہ صاحب نے کہا ہے کہ پنجگانہ نماز اور صاف ستھرا اور پاکیزگی کے دائرے میں رہنے سے شیطانی قوتیں کچھ نہیں کر سکتیں اس لیے تو بہت زیادہ پلاننگ کر کے عمران کو بڑے طریقے سے ماورائی طریقے سے اغوا کیا گیا تھا اور چونکہ تم سب تاریک جنگلوں میں بھٹک رہے تھے۔ مصیبت میں مقدس کلمات کا ورد نہیں کر سکتے تھے اس لیے وہاں تاریک جنگلوں میں شیطانی طاقتیں تم پر حاوی ہو گئی تھیں۔“ بلیک زیرو نے کہا تو سب ممبران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ویسے چیف! یہ ماورائی مہم ہی تھی مگر چونکہ یہ مہم تاریک اور برازیل کے جنگلوں میں تھی اس لیے یہ ہماری مہماتی مہم بھی تھی اور اس میں ہم نے عمران صاحب کے گورے اور زندہ دل عاشق مزاج ساتھی رابرٹ کے قبیلے اور اس کے بھائی سے بھی ملاقات کی تھی۔ رابرٹ کے بھائی سارا کی مدد سے ہم تاریک جنگلوں کے قریب پہنچے تھے مگر پھر شیطانی طاقتوں نے ہم پر گنداوار کر کے ہمیں اغوا کیا تھا۔“ کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ممبران کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

”چلو تم سب کی ایڈونچر کی پیاس بھی بجھ گئی۔ کیونکہ کافی عرصے سے تم نے کسی خطرناک جنگلوں کی مہمات میں حصہ نہیں لیا تھا۔“ ایکسٹو نے نرم لہجے مگر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”چیف! ویسے عمران صاحب کی بھی ہمت ہے کہ وہ تاریک جنگلوں کا قیدی بننے کے بعد اپنی ہمت اور بہادری کے ساتھ ان شیطان پرستوں کا مقابلہ کرتے رہے مگر یہ تشویش والی بات ہے کہ اب شیطانی قوتوں نے ڈائریکٹ حملے شروع کر دیئے ہیں۔“ صدیقی نے تشویش سے کہا۔

”دیکھو صدیقی! ہم سب کی زندگی پاکیشیا کی بقاء کے لیے وقف ہے اور اس کے لیے ہمیں ہر وقت موت سے کھیلنا پڑتا ہے اب جیسا کہ کئی بار عمران کے علاوہ تم سب ممبران بھی مجرم تنظیموں کے ہاتھوں اغوا ہوئے ہو اور موت کے منہ سے نکل کر زندہ رہے ہو اور بے شمار دفعہ غیر ملکی دہشت پسند اور مجرم تنظیمیں خاص کر زیرو لینڈ اور

بلیک ڈیٹھ کے ہر کاروں کے ہاتھوں مشکل میں پھنسے ہو اور اسرائیل اور کافرستانی سیکرٹ ایجنٹ بھی اپنی طرف سے تم سب کو کئی بار موت سے دوچار کر چکے ہیں مگر یہ اللہ پاک کا ہی احسان ہے کہ وہ تم سب کو مشکلات سے نکال دیتا ہے اور فتح بھی تم لوگوں کا مقدر بنتی رہی ہے اس لیے ہمیں اس بات کا خوف نہیں لینا چاہیے کہ ہم لوگ اغوا ہو جائیں گے اور مارے جائیں گے کیونکہ سیکرٹ ایجنٹ اپنی زندگی ہاتھ میں لیے پھرتا ہے اسی وجہ سے میری ٹیم یعنی تم پاکیشٹانی سیکرٹ سروس والوں کا دنیا میں ایک نام اور دہشت ہے اس لیے ہمیں کوئی ٹینشن نہیں لینا چاہیے کیونکہ موت اور زندگی صرف اللہ پاک کی عظیم ذات کے ہاتھ میں ہے اور جو اللہ سے مانگتا ہے اللہ پاک اس کی رہنمائی ضرور کرتے ہیں اور اس کی مثال تمہارے سامنے ہے جیسا کہ کالے جادو اور سفلی دنیا کا ایک بہت بڑا عامل ہونے کے باوجود جارج نامی بوڑھا کالی دنیا کا ان داتا ہونے کے باوجود عمران کی مدد کرنے لگا تھا اور یہ سب اللہ پاک نے اس کے دل میں خیر کی رغبت پیدا کی تھی اور پھر وہ بوڑھا خوش قسمتی سے عمران کے شاگرد ٹائیگر کے ہاتھوں مسلمان ہو کر مرا تھا اور عمران نے اس کے مسلمان ہونے کے بعد اس کا نام عبداللہ رکھا تھا اس لیے اپنے دل و دماغ کو پاک صاف رکھنے سے اللہ پاک خود ہی مدد کرتا ہے۔“ ایکسٹو نے ان سب کو سمجھاتے ہوئے کہا تو سب نے ادب سے سر ہلادیا۔

”کوئی اور سوال اگر تمہارے ذہن میں ہے تو بتا دو۔“ ایکسٹو نے ایک دفعہ پھر ممبران سے پوچھا تو جولیا نے سب ممبران کی طرف دیکھا تو سب نے اشارے سے اوکے کی رپوٹ دی۔

”نو چیف۔“ جولیا نے مختصر کہا۔

”ہاں میرا مجھ غریب کا مجھ کنکال کا مجھ شریف کا مجھ جیسے دنیا کے انمول عاشق کا ایک فریادی کا سوال ہے مسٹر چو ہے۔ن۔نہیں۔ جولیا ڈارلنگ کیا کہتے ہیں اسے۔ ہاں مسٹر تیخ۔ او نہیں۔ پھر زبان غوطہ کھا گئی۔ ارے ہاں مسٹر چیخ۔ ارے نہیں یار۔ ہاں مسٹر چیف میرا بھی ایک سوال ہے۔“ عمران نے حماقت سے گڑبڑاتے ہوئے ایکسٹو کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔

”عمران! تمہاری زبان بہت بگڑ چکی ہے اور تمہاری یہ غلط حرکتیں اس بار بہت

بڑھ چکی ہیں۔ مگر تم چونکہ شیطان پرستوں کے چنگل سے آزاد ہو کر آئے ہو اس لیے اس بار تمہارے ساتھ رعایت کرتا ہوں لیکن پھر آئندہ ایسی گٹھیا حرکتیں کیں تو تمہاری موت کا پروانہ جاری کر دیا جائے گا۔“ ایکسٹو نے اپنے نام کی مسلسل مٹی پلید ہوتے دیکھ کر غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا تو سب ممبران کے خوف سے اوسان خطا ہو گئے اور جولیاء خون آشام نظروں سے عمران کو گھورنے لگی۔

”ٹھیک ہے۔ میٹنگ برخاست ہوئی کیونکہ میں سمجھ گیا کہ اس احمق نے کوئی سوال نہیں کرنا۔ اس کے دماغ میں حماقتیں بھری ہوئی ہیں اوکے اور اینڈ آل۔“ ایکسٹو نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

”عمران! تم کب سدھر و گے۔ ہم تو تمہاری بکواس کو برداشت کر لیتے ہیں تم چیف کے سامنے ادب سے رہا کرو ورنہ مجھ سے بہت پٹو گے۔“ جولیاء نے ایکسٹو کا رابطہ ختم ہونے کے بعد سکھ کا سانس لیتے ہوئے قہر آمیز نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”جب سدھارنے والی مجھے دلہا ماننے والی مجھے نہلانے والی اوہ۔ سوری میرا کھاما منے والی آجائے گی تو میں سدھر جاؤں گا۔ بلکہ جلیبی کی طرح سیدھا ہو جاؤں گا۔“ عمران نے معصوم نظروں سے جولیاء کو دیکھ کر کہا اور اس کے چہرے پر اس وقت حماقتوں کے ڈونگے برس رہے تھے۔

”عمران صاحب! معلوم نہیں آپ کب بندے بنیں گے کیونکہ مہاورہ جلیبی کی طرح سیدھا ہونا نہیں بلکہ تیر کی طرح سیدھا ہونا ہوتا ہے۔“ کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں میری کوئی دم نکل آئی ہے جو میں تمہیں بندہ نہیں بلکہ بندر لگتا ہوں۔“ عمران نے بے ساختہ کہا۔

”عمران صاحب! آپ کی حرکتیں بندروں سے بھی بڑھ کر ہیں اب آپ کو سدھر جانا چاہیے۔“ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب میری بہن صالحہ بیٹھے بیٹھے ہاتھوں سے مسٹر دفتر۔ اوہ سوری زبان غوطہ کھا گئی مسٹر صفدر کو پراٹھے بنا کر کھلائے گی تو میں بھی سدھر جاؤں گا۔“ عمران نے

حماقت سے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ اور صفدر جھینپ گئے اور دیگر ممبران اس کی بات پر ہنس پڑے۔

”عمران اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔“ جولیانے پوچھا۔

”شادی کرنے کا اور اپنی بیوی کو پالنے کا۔ اوسوری اپنے بچوں کو پالنے کا

۔“ عمران نے جھٹ جواب دیا۔

”تم جیسے سنگدل سے کوئی شادی نہیں کرے گی جیسے تمہاری اوجھی حرکتیں ہیں

۔“ جولیانے منہ بنا کر کہا۔

”ارے تم نہیں جانتی۔ وہ مجھے بہت چاہتی ہے اور میں اس کے پاس جا رہا

ہوں کیونکہ پہلے بھی اس کے ہمراہ اوٹ بٹنگا کی سیر کر چکا ہوں۔“ عمران نے شرارت سے مسکراتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

”کیا مطلب۔ کون ہے وہ حرافہ کی بچی۔ مجھے اس کا نام بتاؤ۔“ جولیانے

عمران کی بات سن کر غصے سے بگڑتے ہوئے کہا۔

”ارے مس جولیا! کیا ہو گیا ہے آپ کو عمران صاحب صرف چھیڑ رہے ہیں

آپ کو کیونکہ اوٹ بٹنگا شاید مرغ میں تو ہو سکتا ہے مگر زمین پر ایسی کوئی جگہ نہیں ہے۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کا نام تھس۔ کیا نام تھا ارے ہاں۔ تھریسیا بمبل بی آف بہما عرف ٹی

تھری بی ہے۔“ عمران نے کسی بچوں کی طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا تو جولیا خونخوار نظروں سے اس کو دیکھنے لگی۔

”اگر اب تم نے اس حرافہ کا نام اپنی زبان پر لیا تو سینڈل سے تمہارا سر گنجا کر

دوں گی۔“ جولیانے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا کیونکہ عمران کے منہ سے تھریسیا کا نام سن کر اس کے وجود میں آگ لگ چکی تھی۔

”ارے کیا کروں پولیا۔ ڈارلنگ اور سوری تو لیا۔ ارے نہیں۔ جولیا ڈیر

کیا کروں یہ معصوم دل ہر وقت اس حسینہ کے لیے دھڑکتا رہتا ہے۔“ عمران نے

کھڑے ہو کر اس کرسی کے پیچھے آ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کی آنکھوں میں شرارت بھری ہوئی تھی۔ مگر جیسے ہی عمران نے اپنی بات مکمل کی جولیانے اسی وقت اپنی

سینڈل اتار کر بھرپور غصے سے عمران پر کھینچ ماری مگر غالباً عمران کو پہلے ہی اس کی توقع تھی اس لیے عمران تیزی سے جھک گیا اور جولیہ کا سینڈل تڑاخ سے تنویر کے سر پر لگا۔
 ”واہ۔ واہ اسے کہتے ہیں بہن بھائی کی محبت۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
 تالیاں بجا کر کہا تو تنویر قہر آلود نگاہوں سے عمران کو گھورنے لگا۔

”تنویر بھائی! میں نے نہیں بلکہ تمہاری بہن نے سینڈل کا تحفہ دیا ہے لہذا بہن کا دل رکھنے کی خاطر اسے قبول کر لو۔“ عمران نے معصوم سی صورت بنا کر کہا تو میٹنگ
 ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔
 (ختم شد)

○.....○.....○

علی عمران، میجر پرمود، ڈاکٹر سائمن، کرنل فریدی، اسرائیلی ایجنٹوں اور بلیک ڈیٹھ
کا تاریک جنگلوں اور صحرائے اعظم میں یادگار ایڈ ونچر ناول
ڈینیئرس ایڈ ونچر۔ (عمران سیریز)

خاص نمبر سید علی حسن گیلانی

* گریٹ لینڈ اور بگارنیہ کے ایٹمی پاور سیلٹرز کو پراسرار طریقے سے بلا کیج کر دیا گیا
جس پر دونوں ملک کے اعلیٰ حکام لرز اٹھے۔ یہ بھیانک حرکت کس نے کی تھی؟

* مادام کوشیلا۔ گریٹ لینڈ کی شہرہ آفاق کالم نگار اور ڈاکٹر سائمن کے پاور گروپ کی
ممبر پاور فائیو، جس کے کالم نے تہلکہ مچا دیا۔ یہ کالم کس موضوع پر تھا؟

* بلیک ڈیٹھ۔ جس کے دو ہرکارے جیفر ڈسلا کا اور ژونڈاری سوڈان کے

خطرناک شمالی جنگلوں میں پہنچ گئے۔ ان کا آخر کیا مقصد تھا؟

* ہاٹ ڈائمنڈ۔ بہت ہی نایاب پتھر۔ جس کو ٹریس کرنے کے لیے بلیک ڈیٹھ کے
ہرکارے رینا مونڈارے اور میجر سارگن صحرائے اعظم میں بھٹک رہے تھے مگر مشکل کا
شکار ہو گئے۔ کیسے؟

* وہ خوفناک لمحات۔ جب عمران اور سیکرٹ سروس والے خطرناک جنگلوں میں

وحشیوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ آخر یہ سب وہاں کیا کرنے گئے تھے؟

* کرنل فریدی۔ جو چانک ایک گہری اور خطرناک دلدل میں گر گیا اور اس کے

ساتھی بے بسی سے اسے اسے دیکھنے لگے۔ کیا کرنل فریدی بچ سکا؟

* میجر پر مود۔ جس کا صحرائے اعظم جیسے دنیا کے طویل ترین صحرائیں بر شیر سے مقابلہ ہوتا ہے مگر صحرائیں بر شیر کیسے آگیا تھا اور کیا میجر پر مود خوشوار شیر سے جیت سکا؟

* وہ خوفناک لمحات۔ جب ڈاکٹر سائمن اور اس کی ٹیم صحرائے اعظم میں انتہائی خوفناک طوفان کی نذر ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ خود کو بچا پائے؟

* اسرائیلی سیکرٹ سروس۔ جو عمران اور کرنل فریدی کی طرح خطرناک جنگلوں کا سفر کرتی ہے اور پھر صحرائے اعظم کا رخ کرتی ہے۔ کیا یہ ہاٹ ڈائمنڈ کو ٹریس کر سکے؟

* وائٹ سپارک۔ ایک نئی خطرناک تنظیم جس نے بلاگرنیہ اور گریٹ لینڈ کے ملکوں پر سائنسی اٹیک کر کے ان کے سائنسی نظام کو بلا کیج کر دیا تھا۔ یہ وائٹ سپارک تنظیم کون تھی؟

* وہ لمحات۔ جب عمران کی کرنل فریدی سے اور جولیا کی روزا سے سخت جسمانی فائٹ ہوتی ہے۔ ان میں کون کامیاب ہوا؟

* وہ خوفناک لمحات۔ جب اسرائیلی سیکرٹ کے ممبران صحرائے اعظم میں انتہائی بھیانک موت سے دوچار ہوتے ہیں۔ آخر یہ سب کس بھیانک موت سے دوچار ہوئے تھے؟

* ڈریگن سلاکا۔ جسے ایک اہم اطلاع ملی جس پر اسے صحرائے اعظم کا سفر کرنا پڑا۔
آخر یہ اہم اطلاع کیا تھی؟

* وہ لمحات۔ جب جوزف اور خاور باگارنوی، کافرستانی اور گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کے ساتھ صحرائے اعظم میں سفر کرتے ہیں لیکن بلیک ڈیٹھ کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔
کیا ان سب کو مار دیا گیا؟

* حیرت کے وہ لمحات۔ جب ٹونی عرف بابا رستم جسے سب عجوبہ ہشتم کہتے تھے اس نے ایک بہت ہی اہم انکشاف کیا جسے سن کر سب حیران ہو گئے۔ یہ انکشاف کیا تھا؟
* وہ خوفناک لمحات۔ جب میجر پرمود و تمثیلہ اور ڈاکٹر سائمن و پیرسٹر کلارہ وائٹ سپارک کے شکنجے میں پھنس چکے تھے جو انہیں مارنا چاہتے تھے۔ کیا یہ ان کے شکنجے سے نکل سکے یا مارے گئے؟

* وہ سنسنی خیز لمحات۔ جب کرنل فریدی و روزا اور عمران و جولیا کی تنگ دھانے میں دو خونخوار چیتوں سے خونی فائٹ ہوتی ہے۔ کیا یہ ان سے جیت سکے یا خود موت کا شکار ہو گئے؟

* کیا عمران، کرنل فریدی، ڈاکٹر سائمن اور میجر پرمود اس ڈینجرس ایڈ و نچر مشن

میں کامیاب ہو سکے یا بھیا نک موت ان سب کا مقدر رہی؟

== خطرناک جنگلوں اور گریٹ صحارا جیسے دنیا کے طویل موت کے صحرا پر لکھا گیا

انتہائی سنسنی خیز اور فل ایڈ و نچر ناول ==